مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ٢٣)

رجال ابو عمرو کشی

راویوں کے متعلق معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م۳۲۹ق

جلد سوم

علوم قرآن
علوم حدیث
علوم فقه
علم عقائد
علم رجال*
علم تاریخ
علم ادب
علم سیرت
علم اصول
علم اخلاق

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی ۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کشی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔ جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو ضعیف کہا ہے۔

۲۔ اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے وجو قابل تعریف تھے

عنوان..رجال ابو عمرو الکشی رحمۃ اللہ علیہ

مولف....................................شیخ ابو عمرو کشی معاصر شیخ کلینی م ۳۲۹ ہجری

ترجمہ و تحقیق.............................مرکز نشر میراث علمی اہل بیت علیہم السلام

تاریخ تحقیق...۲۰۰۷

ہدیہ...۳۰۰

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

تقدیم واہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومینؑ کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرائے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے، خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے.

فہرست مطالب

کتاب رجال ابی عمرو کشّی کا تعارف

کتاب رجال ابی عمرو کشی اپنے موضوع میں یگانہ اور بے نظیر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ دانشمندوں کی توجہات کا مرکز بنی رہی ہے اور فریقین کے علماء رجال نے اس سے استفادہ کیا ہے ، مناسب ہے یہاں اس کے کتاب کے متعلق کچھ عمومی معلومات ذکر کی جائیں جو اس کتاب کے تعارف میں مددگار ہوں :

کتاب کا نام

ابو عمرو کشی کی کتاب کے نام کے بارے میں تین اقوال اور آراء پائی جاتی ہیں :

۱۔ شیخ طوسی و نجاشی نے کشی کے حالات میں فرمایا: لہ کتاب الرجال، ان کی ایک کتاب رجال ہے[1] اور علامہ حلی و ابن داود نے بھی اس عبارت کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے[2]، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی کتاب کا عنوان ''الرجال'' ہے۔

۲۔ ابن شہرآشوب مازندرانی م ۵۸۰ھ نے اس کتاب کا نام ''معرفۃ الناقلین من الائمۃ الصادقینؑ'' ذکر کیا ہے[3] اور چونکہ موجودہ زمانے میں اصل کتاب موجود نہیں بلکہ شیخ طوسی نے جو اس کی تلخیص کی وہ موجود ہے تو قوی تر یہی ہے کہ جناب ابی عمرو کشی کی کتاب کا عنوان الرجال ہی تھا جیسا شیخ و نجاشی نے ذکر کیا ہے۔

---

[1]۔ رجال شیخ، ص ۴۴۰، ن ۶۲۸۸، فہرست شیخ ص ۴۰۳ ن ۶۱۵، رجال نجاشی ص ۳۷۳ ن ۱۰۱۸۸۔

[2]۔ رجال ابن داود، ص ۱۸۱، خلاصۃ الاقوال ص ۲۴۷ ن ۸۳۸۔

[3]۔ معالم العلماء ص ۱۰۱ ن ۶۷۹۔

۳۔ دور حاضر میں طبع ہونے والی رجال کشی کا عنوان ''اختیار معرفۃ الرجال'' قرار دیا گیا ہے جو کہ شیخ کی تلخیص اور اختیار کے لیے بنایا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کشی کی کتاب کا نام معرفۃ الرجال تھا جیسا کہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں اس عنوان سے کشی کی کتاب سے روایات نقل کی ہیں [۴] اور علامہ مجلسی و بحر العلوم نے بھی اسے معرفۃ الرجال کے عنوان سے یاد کیا ہے [۵]، اس کی تائید میں فہرست شیخ سے ایک گواہی لائی جاسکتی ہے کہ احمد بن داود بن سعید فزاری کے حالات میں شیخ طوسی نے فرمایا: اسے کشی نے اپنی میں ذکر کیا جو معرفۃ الرجال میں ہے [۶]، ابتدائی نظر میں اسے ظاہر ہوتا ہے کہ کشی کی کتاب کا عنوان معرفۃ الرجال ہوگا لیکن غور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں معرفۃ الرجال سے پہلے کلمہ ''فی'' موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ میں کشی کی کتاب کا موضوع بیان کیا گیا ہے نہ اس کے نام کو ذکر کیا ہے یعنی کشی نے اسے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا جو انہوں نے راویوں کے تعارف کے متعلق لکھی اور اگر کشی کی کتاب کا نام معرفۃ الرجال قرار دیا جائے تو اس ''فی'' کو زائد اور لغو ماننا پڑے گا جو کہ صحیح نہیں ہے۔

---

[۴]۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۴ ص ۷ ۱۴ وغیرہ۔

[۵]۔ رجال بحر العلوم ج ۳ ص ۲۳۱۔

[۶]۔ فہرست شیخ طوسی ص ۱۶۱ ان ۱۴۷۔

ابو عمرو کشی کی آراء اور کتاب کے معتبر ہونے کا بیان

یہ کتاب جب سے لکھی گئی اس وقت سے آج تک شیعہ علماء اور ماہرین علم رجال بلکہ اہل سنت کے بڑے رجالیوں مثل ابن حجر کی توجہات کا محور بنی ہوئی ہے حتی ابن حجر نے حاء کے عنوان تک ۷۰ موارد میں اس کا نام لیکر اس سے استفادہ کیا ہے اگرچہ صراحت سے علماء نے ابو عمرو کشی کی آراء کے اعتبار کے بارے میں علماء نے بیان نہیں کیا خصوصا جب ان کا دوسرے رجالیوں کی آراء سے ان کا تعارض ہو لیکن چند موارد میں ان کے نظریئے کو دوسروں سے مقدم سمجھا ہے:

مثلا علامہ حلی و ابن داود نے محمد بن ولید خزاز کو کشی کے کلام کی بنیاد پر فطحی و ثقہ قرار دیتے ہیں حالانکہ نجاشی کی رائے اس کے مذہب کے بارے میں دوازدہ امامی ہونے کی ہے [۷]، کشی نے فرمایا: محمد بن ولید خزاز، معاویہ بن حکیم، مصدق بن صدقہ اور محمد بن سالم بن عبدالحمید یہ سب فطحی ہیں اور سب جلیل القدر علماء و فقہاء و عادل و کوفی ہیں بعض نے امام رضاؑ کے زمانے کو درک کیا تھا۔

اسی طرح معاویہ بن حکیم کے بارے میں بھی ابن داود و علامہ حلی نے کشی کی رائے کو نجاشی کی رائے پر مقدم سمجھا،اس کے علاوہ بھی موارد ہیں جہاں دیکھا جاسکتا ہے کہ محققین نے کشی کی رائے کو دوسری آراء سے مقدم سمجھا۔

---

[۷]۔ خلاصۃ الاقوال ص ۲۵۳ ن ۸۶۷۔

لیکن یہ بحث اس لحاظ سے زیادہ مہم نہیں کیونکہ ہم علماء کے آپس میں مقابلے بازی اور جیت و ہار کے قائل نہیں بلکہ جب ابو عمرو کشی، نجاشی و شیخ طوسی وغیرہ سب علماء کی وثاقت، عدالت اور صداقت و امانت داری کا تمام علماء نے اقرار کیا ہے اور مان رہے ہیں کہ یہ دانش مند اپنی ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر دین کے حقائق کے خدمتگذار اور ان کو نقل کرنے والے ہیں تو ان کے اقوال میں تعارض کی صورت میں کسی کے قول کو دوسرے کے نظریئے پر مقدم کرنے کے لیے قرائن اور شواہد کی ضرورت ہوگی یعنی چاہیے کہ کسی طرف کے قول کے مقدم کرنے کے لیے محقق خود شواہد تلاش کرے ورنہ تعارض کی صورت میں تساقط کا قاعدہ جاری ہوگا اور یہاں معصومینؑ کی روایات کے تعارض کے قوانین جاری نہیں ہونگے کیونکہ وہ تو معصومینؑ کی روایات کے تعارض کے لیے صادر ہوئے ہیں ان پر تعارض اقوال علماء کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے ہاں اگر ایک قول کی صحت پر قرائن حاصل ہو جائیں تو اس کو مقدم کرنا از باب قرائن خاصہ ہوگا۔

رجال ابی عمرو کشی کی ساخت کی خصوصیات

ابو عمرو کشی کی اصل کتاب ہم تک نہیں پہنچی بلکہ ہمیں صرف اس کی تلخیص تک رسائی ہے جو شیخ طوسی نے اس کتاب سے انتخاب کی لہذا اصل کتاب کی ساخت کی دقیق خصوصیات کو بیان کرنا ممکن نہیں ہاں موجود شواہد و قرائن سے اس کی اجمالی اور کلی خصوصیات کو ذکر کیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ کتاب کی کلی ساخت روائی ہے اس میں راویوں کے متعلق سند اور متن کے ساتھ روایات کو ذکر کیا گیا اور موجود کتاب میں ۱۱۵۱ روایات ۵۲۰ راویوں کے عناوین کے ذیل میں ذکر ہوئی ہیں۔

کتاب کے شروع میں کوئی مقدمہ نہیں لکھا گیا اور ابتداء میں محدث کی تعریف و اہمیت کے چند حدیثوں کی شکل میں بیان کیا گیا ہے اس کے بعد راویوں کے حالات میں راویات ذکر ہوئی

ہیں ،اب یہ کتاب ۶ جزوں یعنی چھوٹے ابواب پر مشتمل ہے جن کی تقسیم میں خاص منطقی ترتیب مد نظر نہیں ہے ، کیونکہ عناوین میں طبقات کے لحاظ سے تقسیم بندی نہیں ہے پھر بھی کچھ حد تک طبقات کا لحاظ کیا گیا ہے یعنی جو راویوں پہلے زمانے میں تھے ان کو مقدم ذکر کیا گیا اور جو ان کے بعد آئے ان کو بعد میں بیان کیا گیا ہے ،اور یہ کتاب دور حاضر کی رجالی کتابوں کی دقیق ترتیب کی بنیاد پر نہیں لکھی گئی ، بہت سے موارد میں ایک راوی کے متعلق روایات کو دوسری جگہ ذکر کیا گیا ہے ، مثلا عمرو بن حمق خزاعی کے متعلق روایات مختلف جگہوں پر بکھری ہوئی ہیں اور اس کتاب سے استفادہ کرنے کے لیے دقیق اور طویل فہرست کی ضرورت ہے جو کہ محققین کی کوششوں سے وجود میں آگئی ہے۔

اہل سنت کی کتابوں میں رجال کشی سے استفادہ

رجال کشی نہ صرف علماء شیعہ کے لیے مورد استفادہ قرار پائی بلکہ علماء اہل سنت نے بھی اس سے اپنی تحقیقات میں استفادہ کیا اور راویوں کے متعلق اس کے حوالے سے معلومات فراہم کیں خصوصا ابن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ نے اپنی لسان المیزان میں اس سے بھر پور استفادہ کیا ہے تعجب اس بات کا ہے کہ علامہ حلی م ۷۲۶ھ اور ابن داود م ۷۰۷ھ جو کہ ابن حجر سے پہلے تھے انہوں نے رجال کشی کی تلخیص سے استفادہ کیا ہے حالانکہ ابن حجر نے اصل کتاب سے استفادہ کیا ہے اور ایسے بہت سے عناوین اور مطالب جناب کشی کی کتاب رجال سے نقل کیئے جو موجود تلخیص میں نہیں ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے پاس جناب کشی کی اصل کتاب موجود تھی اور یہ احتمال دینا کہ ابن حجر نے کشی کی کسی دوسری کتاب سے نقل کیا ہوگا یا کسی دوسرے نسخے سے استفادہ کیا ہوگا اور اسے اشتباہا کشی کی طرف نسبت دیا ہو، یہ بہت بعید ہے ، بہر حال ابن حجر نے ۸۷ موارد میں رجال کشی کا نام لیکر اس سے استفادہ کیا ہے ذیل میں ان کو ذکر کیا جاتا ہے :

۱۔ابراہیم بن حریث ؛ کشی نے اسے جعفر صادقؑ کے شیعہ اصحاب میں شمار کیا[۸]۔

۲۔ابراہیم بن ابورجاء کوفی؛ کشی نے اسے جعفر صادقؑ کے ان شیعہ اصحاب میں شمار کیا جنہوں نے آپ سے روایت کی[۹]۔

۳۔ابراہیم بن عیاش قمی؛اس نے احمد بن ادریس قمی سے روایت کی اور اس سے ابو عمرو کشی نے روایت کی اور یہ تینوں شیعہ ہیں[۱۰]۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی کشی کے مشائخ اور اساتذہ میں سے ہے اگرچہ کسی دوسرے نے اس بات کا ذکر نہیں کیا اور اس کے علاوہ اس کے بارے میں معلومات بھی میسر نہیں ہیں اس لیے یہ مشائخ مجہول الحال میں شمار ہوگا۔

۴۔ابراہیم بن محمد بن عباس ختلی قمی ؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس نے علی بن حسن بن فضال سے روایت کی[۱۱]۔

اس سے پہلے مشائخ کشی میں اس کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور وہاں اس کے صالح اور معتبر ہونے کو ثابت کیا گیا ہے۔

۵۔ادریس بن ہلال؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ امام صادقؑ کے اصحاب میں سے تھا اور اس نے حدیث نقل کی[۱۲]۔

۶۔ادریس بن یوسف؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا:اس سے محمد قمی نے روایت کی[۱۳]۔

---

[۸]۔لسان المیزان ابن حجر،اص٦٩ن١٠٦۔

[۹]۔حوالہ سابقہ،اص ۸۲ن ۱۴۴۔

[۱۰]۔حوالہ سابقہ،اص۱۲۸ن۲۵٦۔

[۱۱]۔حوالہ سابقہ،اص ۱۵۳ن۳۰۹۔

[۱۲]۔حوالہ سابقہ،اص۵۰۷ن۱۰۳٦۔

۷۔آدم مرادی برادر صیرفی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۱۴]۔

۸۔ادیم بن حرّ خثعمی بیّاع ہروی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس سے حماد بن عثمان نے روایت کی[۱۵]۔

موجودہ رجال کشی میں بھی اسے ادیم بن حرّ ابو حرّ حذّاء کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

۹۔ادیم بن عبداللہ بن سعد اشعری قمی برادر عبدالملک قمی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس سے نوح شیبانی نے روایت کی[۱۶]۔

۱۰۔اسحاق بن ابراہیم جعفی / نخعی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۱۷]۔

۱۱۔اسحاق بن عبداللہ بن سعد اشعری قمی؛ یہ شیعہ راویوں میں سے ہے، اسے طوسی، نجاشی اور کشی نے ذکر کیا ہے اور اس سے اس کے بیٹے احمد و علی بن بزرج و محمد بن ابی عمیر وغیرہ نے روایت کی[۱۸]۔

۱۲۔اسحٰق بن غالب اسدی کوفی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ شاعر تھا اور اس نے امام صادقؑ سے روایت کی اور اس سے صفوان بن یحییٰ نے روایت کی[۱۹]۔

۱۳۔اسحاق بن فروخ مولی آل طلحہ؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے[۲۰]۔

---

[۱۳]۔ حوالہ سابقہ، اص ۵۰۷ ن ۱۰۳۷۔

[۱۴]۔ حوالہ سابقہ اص ۵۱۲ ن ۱۰۵۲۔

[۱۵]۔ حوالہ سابقہ، اص ۵۱۲ ن ۱۰۵۴۔

[۱۶]۔ حوالہ سابقہ، اص ۵۱۲ ن ۱۰۵۵۔

[۱۷]۔ حوالہ سابقہ اص ۵۲۱ ن ۱۰۷۷۔

[۱۸]۔ حوالہ سابقہ اص ۵۵۶ ن ۱۰۴۴۔

[۱۹]۔ حوالہ سابقہ اص ۵۶۲ ن ۱۰۶۲۔

[۲۰]۔ حوالہ سابقہ اص ۵۶۲ ن ۱۰۶۵۔

۱۴۔اسحاق بن ہیثم کوفی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۲۱]۔

۱۵۔اسد بن اسماعیل؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۲۲]۔

۱۶۔اسرائیل بن اسامہ کوفی ؛طوسی اور کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور وہ امام صادق کے اصحاب میں سے تھا[۲۳]۔

۱۷۔اسماعیل بن خالد کوفی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: وہ امام باقر و صادقؑ کے اصحاب میں سے تھا اور اس سے حماد بن عیسی نے روایت کی[۲۴]۔

۱۸۔اسماعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر سکونی کوفی ابو یعقوب؛ شیخ طوسی نے اسے شیعہ مصنفین میں شمار کیا اور کشی نے فرمایا: اس کی کتابوں میں کتاب ملاحم، کتاب ثواب القرآن، کتاب النوادر وغیرہ شامل ہیں اس نے مالک بن عطیہ احمسی اور امام صادقؑ سے روایت کی اور اس سے سلمہ بن خطاب، بکر بن ہشام، سہل بن زیاد وغیرہ نے روایت کی[۲۵]۔

۱۹۔اسماعیل بن ہمام بن عبدالرحمٰن بن میمون بصری مولی کندہ ابو ہمام؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں اور نجاشی نے اسے شیعہ مصنفین میں ذکر کیا اور ابو زرعہ نے کہا: یہ بصریوں میں شمار ہوتا ہے اور اس نے امام علی رضاؑ وغیرہ سے روایت کی اور اس سے عباس بن معروف اور احمد بن حسن بن علی بن فضال وغیرہ نے روایت کی[۲۶]۔

---

[۲۱]۔ حوالہ سابقہ اص۵۷۶ن۱۱۹۰۔

[۲۲]۔ حوالہ سابقہ اص۵۸۵ن۱۲۱۲۔

[۲۳]۔ حوالہ سابقہ اص۵۹۱ن۱۲۲۳۔

[۲۴]۔ حوالہ سابقہ اص۵۲۰ن۱۲۷۷۔

[۲۵]۔ حوالہ سابقہ اص۵۷۹ن۱۳۷۸ موجودہ رجال کشی میں ح۱۱۰۲ میں اس کا مستقل عنوان موجود ہے مگر اس کی کتابوں کا ذکر نہیں ہے۔

[۲۶]۔ حوالہ سابقہ اص۶۸۱ن۱۳۷۶۔

۲۰۔ایوب بن اعین مولی بنی طریف؛کشی اور طوسی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادق کے راویوں میں ذکر کیا[۲۷]۔

۲۱۔ایوب بن حسن بن علی بن ابی رافع؛موصلی نے اسے منکر الحدیث قرار دیا اور ابن حبان نے اسے کتاب ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا: وہ اپنی دادی سلمی سے روایت کرتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی صحابیہ تھی اور اس سے عبدالرحمٰن بن ابی موالی روایت کرتا ہے اسے ،اور طوسی نے اسے رجال شیعہ میں امام باقرؑ کے راویوں میں ذکر کیا اور ابو عمرو کشی نے اسے امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے اور ابو حاتم نے اسے تین جگہ ذکر کیا ہے ایک میں اسی طرح ذکر کیا جیسے یہاں ہے اور کہا کہ ابو زرعہ نے اسے مدینے والوں میں شمار کیا اور خاموشی اختیار کی پھر کہا: ایوب بن حسن مدنی جس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس سے اس کے بھائی ابراہیم بن علی رافعی نے روایت کی اور اس سے پہلے ان میں شمار کیا جن کے باپ کا نام جیم سے شروع ہوتا ہے کہا: ایوب بن جبیر جس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس سے اس کے بھائی ابراہیم بن علی رافعی نے روایت کیا اور عثمان کے واسطے سے ابن معین سے نقل ہوا کہ اس میں کوئی حرج نہیں حالانکہ یقینا جبیر تو حسن سے تبدیل ہوا ہے اور ازدی نے اس کی اپنی دادی سے یہ روایت بری شمار کی کہ میں نے کسی کو نہیں سنا جسے سر میں درد ہو مگر نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: حجامت کر اور جس کے پاوں میں درد ہو تو فرمایا: انہیں خضاب کر[۲۸]۔

---

[۲۷]۔ حوالہ سابقہ ا ص ۳۷ ن ۱۴۷۷۔

[۲۸]۔ حوالہ سابقہ ا ص ۳۸ ن ۱۴۸۳، عبارت ملاحظہ ہو: أيوب بن حسن بن على بن أبى رافع منكر الحديث قاله الموصلى انتهى وذكره بن حبان فى الثقات وقال يروى عن سلمى يعنى امرأة جد أبيه ولها صحبة وعنه عبد الرحمن بن أبى الموال وذكره أبو جعفر الطوسى فى الرواة عن أبى جعفر الباقر من الشيعة وذكره أبو عمرو الكشى فى الرواة عن الصادق وذكره بن أبى حاتم فى ثلاثة مواضع فقال فى

تبصرہ: موجودہ رجال شیخ میں اسے اصحاب امام سجادؑ اور امام صادقؑ میں شمار کیا گیا ہے[۲۹] جبکہ بعض نسخوں میں صرف امام سجادؑ کے اصحاب میں ذکر ہوا ہے۔

۲۲۔ بشار بن عبید مولی عبدالصمد؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۳۰]۔

۲۳۔ بشر بن رباط کوفی؛ طوسی اور کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۳۱]۔

أحدها مثل ما هاهنا وقال قال أبو زرعة يعد فی المدنيين وسكت ثم قال أيوب بن الحسن المدنی روی عن أبيه وعنه بن أخيه إبراهيم بن علی الرافعی سمعت أبی يقول ذلک وذكره قبل ذلک فی من اسم أبيه علی الجيم فقال أيوب بن جبير روی عن أبيه روی عنه بن أخيه إبراهيم بن علی الرافعی ونقل عن عثمان عن بن معين ليس به بأس قلت وقوله جبير تصحيف بلا شک من حسن والله أعلم واستنكر الأزدی حديثه عن جدته قالت ما سمعت أحدا يشكو وجعا فی رأسه إلا قال له النبی صلی الله عليه و سلم احتجم ولا فی رجليه إلا قال اخضبهما۔

[۲۹]۔ رجال شیخ طوسی، ن ۲۷۰۱ و ۱۸۵۴۔

[۳۰]۔ لسان المیزان ج ۲ ص ۳۰ ن ۱۵۹۴۔

[۳۱]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۳۹ ن ۱۶۱۱۔ عبارت ملاحظہ ہو؛ بشار بن عبيد مولی عبد الصمد كوفی: ذكره الطوسی والكشی فی رجال الشيعة من الرواة عن جعفر الصادق رضی الله عنه. اس سے تاریخ دمشق میں یہ روایات نقل کی ہیں: حميدی نا سفيان نا عبد الله بن شريک عن بشر بن غالب أنه سمعه يقول قال عبد الله بن الزبير لحسين بن علی أين تذهب إلی قوم قتلوا أباک وطعنوا خالک فقال له حسين لأن أقتل بمكان كذا وكذا أحب إلی من أن تستحل بی يعنی مكة[البداية والنهاية ۸ص۱۶۱،ذهبی ،سير الاعلام ۳ص۲۹۳از طريق ابن مبارک از بشر بن غالب] ابن زبیر نے امام حسینؑ سے کہا: آپ اس قوم کے پاس کہاں جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا اور آپ کے بھائی کو نیزہ مارا تو امام نے فرمایا: مجھے وہاں قتل ہونے حرم کی حرمت کو حلال کرنے سے بہتر ہے۔ عبد الكريم بن يعفور الجعفی عن جابر عن أبی الشعثاء عن بشر بن غالب قال كنت مع أبی هريرة فرأی الحسين بن علی فقال يا أبا عبد الله لقد رأيتک علی يدی رسول

۲۴۔بشر بن (ابی) عقبہ راتبی؛ طوسی اور کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۳۲]۔

۲۵۔بشر بن غالب کوفی؛ کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ ایک عالم فاضل اور جلیل القدر شخص ہیں اور مزید فرمایا: اس نے امام حسین بن علیؑ اور امام زین العابدینؑ سے روایت کی اور اسکے بھائی عبداللہ بن غالب نے عقبہ بن بشیر سے روایت کی اور جسے ابن حیان نے ذکر کیا احتمال ہے کہ وہ ان دونوں میں سے ایک ہو[۳۳]۔

۲۶۔بشر بن مسلمہ کوفی ابو العباس؛ شیخ طوسی و نجاشی نے اسے امام صادقؑ کے شیعہ اصحاب میں شمار کیا اور کہا اس سے محمد بن ابی عمیر نے روایت کی اور شیخ طوسی نے فرمایا: اس کی کنیت ابو صدقہ ہے اس نے امام کاظمؑ سے روایت کی مگر ابو عمرو کشی نے ان دونوں کو ایک قرار دیا ہے[۳۴]۔

الله (صلى الله عليه و سلم) قد خضبتها دما حين أتى بك حين ولدت فسررك ولفك في خرقة ولقد تفل في فيك وتكلم بكلام ما أدرى ما هو ولقد كانت فاطمة سبقته بقطع سرة الحسن فقال لا تسبقيني بها[ابن العديم ج۶ ص ۲۵۶۶] میں ابو ہریرہ کے ساتھ تھا جب اس نے امام حسینؑ کو دیکھا تو عرض کی اے ابو عبداللہ! میں نے آپ کو رسول اکرمﷺ کے ہاتھ دیکھا جب آپ کی ولادت ہوئی آپ کو ایک کپڑے میں لائے آپ نے آپ کے دہن میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ایک کلام فرمایا جو میں نہیں سمجھا اور حضرت فاطمہؑ نے امام حسنؑ کی ناف کاٹی دی تھی آپ نے فرمایا: ان کی ناف نہ کاٹنا۔

[۳۲]۔لسان المیزان، ج۲ص ۴۶ ن ۱۶۳۱۔

[۳۳]۔حوالہ سابقہ ج۲ص ۴۸ ن ۱۶۳۷۔

[۳۴]۔حوالہ سابقہ ج۲ص ۵۵ ن ۱۶۴۷۔

تبصرہ: شیخ طوسی نے اسے ایک بار امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا اور دوبارہ امام کاظمؑ کے اصحاب میں ذکر کیا ہے [۳۵] اور شیخ کی مراد بھی اتحاد ہے لیکن ابن حجر نے اسے مختلف افراد مراد لیے۔

۲۷۔ بشیر کتانی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا [۳۶]۔

۲۸۔ بشیر نبّال شیبانی کوفی: ابو عمرو کشی و شیخ ابو جعفر طوسی نے اسے امام باقر و صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا اور اس سے ابان بن عثمان احمر نے روایت کی [۳۷]۔

تبصرہ: موجودہ رجال کشی ح۶۸۹ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

۲۹۔ بکار بن کردم کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس سے امام صادقؑ اور مفضل بن عمر وغیرہ سے روایت کی اور اس سے یونس بن یعقوب نے روایت کی [۳۸]۔

۳۰۔ بکر بن سماک اسدی کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا [۳۹]۔

۳۱۔ بکر بن کرب صیرفی: کشی اور طوسی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا اور کشی نے مزید کہا: اس نے امام باقرؑ سے بھی روایت کی ہے [۴۰]۔

---

[۳۵]۔ رجال شیخ طوسی، ملاحظہ ہوں اصحاب صادق و کاظمؑ۔

[۳۶]۔ لسان المیزان، ۲ص۰۷ن۱۶۸۷۔

[۳۷]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۰۷ن۱۶۷۹۔

[۳۸]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۷۷ن۱۶۹۵۔

[۳۹]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۹۰ن۱۷۲۸۔

[۴۰]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۹۹ن۱۷۴۷۔

۳۲۔ بکر بن کردم کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۴۱]۔

تبصرہ: بکر بن کردم یقینا بکار بن کردم سے تبدیل شدہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

۳۳۔ بکر ارقط: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۴۲]۔

۳۴۔ بکر بن اعین برادر حمران: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام باقر و صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۴۳]۔

۳۵۔ توبہ قدّاحی: یہ آل میمون قدّاح میں سے ہے اور کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۴۴]۔ موجود اختیار معرفۃ الرجال میں ح۷۷٦ میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔

۳٦۔ ثابت بن امیہ: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۴۵]۔

اور موجودہ رجال کشی میں ح۷۰۲ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

۳۷۔ ثابت بن ابو سعید بجلی کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: وہ ثقہ اور کثیر الفقہ شخص تھا اس سے اعمش نے روایت کی[۴٦]۔

---

[۴۱]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص۹۹ ن۱۷۴۸۔

[۴۲]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص۱۰٦ ن۱۷٦۲۔

[۴۳]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص۱۰۷ ن۱۷٦٦۔

[۴۴]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص۱۳۰ ن۱۸۱۹۔

[۴۵]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص۱۳۱ ن۱۸۲۱۔

[۴٦]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص۱۳٦ ن۱۸۳۳۔

۳۸۔ثابت بن شریح صائغ: شیخ طوسی نے اسے شیعہ مصنفین میں شمار کیا اور کشی نے فرمایا اس نے امام صادقؑ سے روایت کی اور اس سے عبیس بن ہشام اور عبداللہ بن احمد بن نہیک وغیرہ نے روایت کی[۴۷]۔

۳۹۔ثابت اسدی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس نے امام صادقؑ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور آپ سے بہت سی روایات نقل کیں اور ابن عقدہ نے فرمایا: اس نے امام موسی کاظمؑ سے بھی روایات نقل کیں اور علی بن حکم نے کہا: امام صادقؑ نے اس کی بہت ثناء خیر بیان کی ہے[۴۸]۔

۴۰۔ثابت مولی جریر: کشی نے اسے شیعہ رجال میں ذکر کیا اور علی بن حکم نے فرمایا: یہ کوفی تھا اور امام صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور آپ سے روایات نقل کیں اور آپ کی نسبت سے احادیث بیان کیں[۴۹]۔

۴۱۔ثعلبہ بن میمون کوفی ابواسحاق: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور ابن نجاشی نے کہا : یہ بہت عبادت گزار شخص تھا اور فرمایا؛اس نے امام صادق وکاظمؑ سے روایت کی اور اس نے کتاب مختلف الروایۃ عن جعفرؑ لکھی اور اس سے محمد بن عبداللہ مزخرف ، علی بن اسباط ، حسن بن علی خزاز اور طریف بن ناصح وغیرہ نے روایت کی ہے[۵۰]۔

تبصرہ: موجودہ رجال کشی ح۷۷۶ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اور کتاب مختلف الروایۃ عن جعفرؑ کا ذکر رجال نجاشی میں نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ یہ ذکر ہے کہ اس کی کتاب ہے جس کی

---

[۴۷]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۱۳۶ن ۱۸۳۲۔

[۴۸]۔ حوالہ سابقہ ۲ص ۱۴۳ن ۱۸۵۷۔

[۴۹]۔ حوالہ سابقہ ۲ص ۱۴۳ن ۱۸۵۸۔

[۵۰]۔ حوالہ سابقہ ۲ص ۱۴۶ن ۱۸۶۷۔

روایت اس سے مختلف ہے جسے لوگوں کی ایک جماعت نے نقل کیا[۵۱] لیکن اس عبارت کو ابن حجر نے اشتباہ سمجھا اور اسے کتاب مختلف الروایۃ عن جعفرؑ کا عنوان دے دیا۔

۴۲۔ ثور بن ولید خثعمی کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا[۵۲]۔

۴۳۔ جابر بن اعصم مکفوف کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور علی بن حکم نے فرمایا: یہ ناصبیوں سے شدت اور سختی کرتا تھا اور شیخ طوسی نے کہا: اس نے امام صادقؑ سے روایت کی[۵۳]۔

۴۴۔ جابر بن سمیر (سمیرہ) اسدی کوفی: شیخ طوسی نے اسے رجال شیعہ میں اور کشی نے اسے امام صادقؑ کے راویوں میں شمار کیا[۵۴]۔

۴۵۔ جبریل بن احمد فاریابی ابو محمد کشی: اس سے پہلے مشائخ کشی میں اس کے بارے میں ابن حجر کی عبارت نقل کی گئی ہے[۵۵]۔

۴۶۔ جبیر بن حفص عثمانی ابو الاسود کوفی: طوسی و کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا ہے اور علی بن حکم نے کہا: یہ نہایت درجہ متقی اور پرہیزگار افراد میں سے تھا اور اس نے امام صادقؑ سے روایت کی[۵۶]۔

---

[۵۱]۔ رجال نجاشی ص ۱۱۸ ن ۳۰۲۔

[۵۲]۔ لسان المیزان، ۲ ص ۱۵۰ ن ۱۸۸۰۔

[۵۳]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۱۵۳ ن ۱۸۸۵۔ موجودہ رجال کشی میں یہ جابر مکفوف کے عنوان سے ح ۶۱۳ میں ذکر ہوا ہے اور رجال طوسی میں اصحاب امام صادق میں جابر مکفوف کوفی کے عنوان سے ذکر ہوا ہے، ملاحظہ ہو رجال طوسی، ص ۱۷۶ ن ۲۰۹۴۔

[۵۴]۔ لسان المیزان، ۲ ص ۱۵۴ ن ۱۸۸۹۔

[۵۵]۔ اسی تحقیق کے جزء دوم کے مقدمہ علمیہ میں مشائخ کشی کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے۔

[۵۶]۔ لسان المیزان ۲ ص ۱۸۲ ن ۱۹۲۹۔

شیخ طوسی نے رجال میں اس کی کنیت عثمانی کی بجائے عمشانی بیان کی ہے، شاید نسخوں میں کوئی تحریف ہوئی ہو۔

۴۷۔ جریر بن عثمان مدنی: ابو عمرو کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ فقیہ، صالح، اور میراث کے مسائل کا بہترین عالم تھا اور میں کہتا ہوں کہ یہ راوی حریز بن عثمان رجبی سے شدید مخلوط ہوتا ہے جس کی صحیح میں ہے حالانکہ یہ ناصبی ہے اور وہ رافضی شیعہ ہے[۵۷]۔

تبصرہ: افسوس کہ اس قسم کے رجالی بیانات موجود رجال کشی میں نہیں اور تلخیص کرنے والوں نے ان کو حذف کر دیا اور اس طرح کتاب کی تقریباً نصف احادیث کم ہو گئیں ثانیاً ابن حجر کے بیان میں غور کریں یہ اعتراف کرنے کے بعد بھی کہ وہ حریز بن رجبی ایک ناصبی اور دشمن اہل بیتؑ شخص تھا اس کی حدیث صحاح میں نقل کی جاتی ہے، یہ اجر رسالتؐ اور خاندان عصمت و طہارتؑ کی مودت کے خلاف ہے۔

۴۸۔ جعفر بن احمد بخاری: اس کو ابو عمرو کشی کے شاگردوں میں ذکر کیا گیا[۵۸]، اس لیے دوبارہ ابن حجر کی عبارت کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

۴۹۔ جعفر بن مروان زیّات: ابو عمرو کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۵۹]۔

۵۰۔ جعفر بن ناجیہ بن ابی عمارہ کوفی: ابو عمرو کشی نے اسے رجال شیعہ میں امام صادقؑ سے روایت کرنے والوں میں ذکر کیا اور اس سے علی بن حکم وغیرہ روایت کرتے ہیں[۶۰]۔

---

[۵۷]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۱۸۲ ن ۱۹۵۴۔

[۵۸]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۱۹۴ ن ۱۹۸۴، اس کی عبارت کو اسی تحقیق کے جزء دوم میں مشائخ کشی کی بحث میں ذکر کیا گیا ہے۔

[۵۹]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۲۲۹ ن ۲۰۹۱۔

[۶۰]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۲۳۲ ن ۲۰۹۷۔

۵۱۔ جعیدہ ہمدانی کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ تابعی ہے اس نے امام حسن مجتبیؑ سے روایت کی اور اسے طوسی نے ذکر کیا اور اس کا نام جعید بتایا اور فرمایا: اس نے امام حسینؑ اور امام سجادؑ سے روایت کی[61]۔

تبصرہ: شیخ طوسی نے اسے امام علیؑ اور امام حسنؑ کے اصحاب میں بھی شمار کیا ہے[62] اور موجودہ رجال کشی میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔

۵۲۔ جفیر بن حکم عبدی ابو المنذر: اس نے امام صادقؑ سے روایت کی اس سے اس کے بیٹے منقر نے روایت کی اسے ابن نجاشی نے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور اسے ثقہ قرار دیا اور ابو عمرو کشی نے فرمایا: اس نے امام صادقؑ سے ایک کتاب جمع کی جو کہ تمام کی تمام صحیح اور معتمد ہے[63]۔

اس راوی کے بارے میں ابن حجر کی نقل کردہ عبارت سے ظاہر ہے کہ کشی نے اس کی کتاب کے متعلق بہترین تبصرہ فرمایا ہے لیکن موجودہ کتاب میں اس قسم کے رجالی بیانات دیکھنے کو نہیں ملتے اس لیے قوی گمان ہے کہ تلخیص کے بعد یہ کتاب اپنے بہت سے علمی مندرجات سے محروم ہو گئی۔

۵۳۔ جماعہ بن عبدالرحمٰن صائغ کوفی: شیخ طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور کشی نے فرمایا: نہایت صادق اللہجہ شخص تھا اور اس نے امام صادقؑ سے روایت کی اور اسے امام کے

---

[61]۔ حوالہ سابقہ ۲ ص ۲۳۶ ن ۲۰۱۸۔

[62]۔ رجال طوسی ص ۵۹ ن ۵۰۰ و ص ۹۳ ن ۹۲۲۔

[63]۔ لسان المیزان ۲ ص ۱۳۲ ن ۵۶۹ ط موسسہ اعلمی ۱۹۸۶ م، عبارت ملاحظہ ہو: **جفير مصغرا بن الحكم العبدى أبو المنذر روى عن جعفر الصادق رضى الله عنه وروى عنه ولده منقر ذكره بن النجاشى فى رجال الشيعة وقال كان ثقة وقال أبو عمرو الكشى جمع كتابا عن جعفر كله صحيح معتمد عليه۔**

اصحاب کی حدیث کی معرفت حاصل تھی اور اس کا اپنا ایک حلقہ درس تھا اور اس ابان بن تغلب وغیرہ کی صحبت بھی حاصل کی[۶۴]۔

۵۴۔ جناح بن عبدالحمید: شیخ طوسی نے اس رجال شیعہ میں ذکر کیا اور کشی نے اس کو ثقہ قرار دیا[۶۵]۔

۵۵۔ جہم بن جمیل رواسی: شیخ طوسی نے اس رجال شیعہ میں ذکر کیا اور علی بن حکم نے کہا: اس کے باپ کا نام حمید ہے[۶۶]۔

۵۶۔ جویریہ بن مسہّر عبدی: اور ایک قول ہے کہ جویریہ بن بشر بن مسہر کوفی، اس نے علی سے روایت کی اور اس سے حسن بن محبوب، جابر بن حر نے روایت کی اور اسے کشی نے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ بہترین تابعی ہے[۶۷]۔

موجود رجال کشی میں اس کا نام اور شرح احوال تو موجود ہے لیکن مذکورہ بالا بیان ذکر نہیں ہے۔

۵۷۔ جوین بن مالک: شیخ طوسی اور کشی نے اس رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس نے امام حسینؑ سے روایت کی[۶۸]۔

۵۸۔ حازم بن حبیب جعفی: طوسی، کشی اور ابن عقدہ نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا ہے[۶۹]۔

---

[۶۴]۔ لسان المیزان ۲ص۲۳۹ن۲۱۱۲، عبارت یہ ہے: **جماعة بن عبد الرحمن الصائغ الكوفی ذكره الطوسی فی رجال الشيعة وقال الكشی كان صدوقا وله رواية عن جعفر الصادق ومعرفة بحديث أصحابه وكانت له حلقة وصحب أبان بن تغلب وغيره-**

[۶۵]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۲۵۰ن۲۱۴۳۔

[۶۶]۔ حوالہ سابقہ۔

[۶۷]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۲۶۰ن۲۱۷۵۔

[۶۸]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۲۶۱ن۲۱۷۹۔

۵۹۔ حبیب بن بشر: شیخ طوسی نے اس رجال شیعہ میں ذکر کیا اور کشی نے فرمایا: یہ مستقیم الطریقہ شخص تھا اور امام صادقؑ کے اصحاب میں سے تھا[70]۔

۶۰۔ حبیب بن علاء سجستانی: شیخ طوسی نے اس رجال شیعہ میں ذکر کیا اور کشی نے اس کے متعلق کہا: اس نے امام صادقؑ سے اس کتاب کے متعلق ایک قصہ سنا جو حضرت موسیٰؑ نبی پر نازل ہوئی اور آپ نے وہ کتاب ہارون کے پاس قرار دی اور اس طرح وہ ان کی نسل میں چلتی رہی یہاں تک کہ بعض نے اسے ضائع کر دیا اور اس طرح وہ ایک طویل قصہ ہے اور اس میں وضع و جعل کے آثار واضح ہیں میں نے وہ تمام قصہ اپنی کتاب الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ میں یغوث کے تعارف میں بیان کیا ہے[71]۔

رجال شیخ میں اس کا نام حبیب سجستانی، حبیب بن معلل سجستانی اور حبیب بن معلیٰ کی صورت میں ذکر ہوا اور موجود رجال کشی میں اس کا نام حبیب سجستانی اور شرح احوال بھی ذکر ہے[72] لیکن یہ روایت جس کی طرف ابن حجر نے اشارہ کیا اس کا نام و نشان نہیں ہے۔

۶۱۔ حبیب بن مظہر اسدی: اس نے امام علیؑ سے روایت کی اور اسے شیخ طوسی نے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور کشی نے فرمایا: یہ امام علی کے اصحاب میں سے تھا پھر حسنین شریفینؑ کے اصحاب

---

[69]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۲۹۵ن۲۲۵۷۔

[70]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۳۰۸ن۲۲۹۰۔

[71]۔ حوالہ سابقہ ۲ص۳۱۵ن۲۳۰۵، حبيب بن العلاء المعلى تعليق أو المعلا السجستانى ذكره الطوسى فى رجال الشيعة وذكر عنه أبو عمرو الكشى أنه سمع من جعفر الصادق قصة فى الكتاب الذى أنزل على موسى فجعله عند هارون واستمر عند ذريته الى أن أضاعه بعضهم وساقها مطولة وآثار الوضع لايحة عليها وقد ذكرتها بتمامها فى ترجمة يغوث من كتابى الإصابة فى تمييز الصحابة

[72]۔ رجال شیخ ص ۱۳۱ن ۱۱۱۷، ص ۱۳۲ن ۱۳۵۳، ص ۱۸۵ن ۲۲۶۳، رجال کشی ن ۶۴۶۔

میں سے تھے اور ان کا وہ قصہ ذکر کیا ہے جو میثم تمار کے ساتھ پیش آیا اور ایک قول ہے کہ یہ امام حسینؑ کے ساتھ کربلاء میں شہید ہوئے[۷۳]۔

شیخ طوسی نے رجال میں انہیں حبیب بن مظاہر اسدی کے عنوان سے ذکر کیا اور موجود رجال کشی میں بھی اسی طرح موجود ہے لیکن اس کے امام علیؑ اور حسنین شریفینؑ کا صحابی ہونے کا ذکر نہیں اور جس قصے کی طرف ابن حجر نے اشارہ کیا وہ اب بھی رجال کشی ح ۱۳۳ میں بیان ہے۔

۶۲۔ حجر بن زائدہ حضرمی کندی: کشی و طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور ابن نجاشی نے اسے ثقہ و صحیح السماع قرار دیا اور اس سے عبداللہ بن مسکان نے روایت کی[۷۴]۔

۶۳۔ حذیفہ بن احدب: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۷۵]۔

۶۴۔ حریز بن محرز: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۷۶]۔

۶۵۔ حسان بن مہران جمال برادر صفوان کوفی کاہلی: اسے غنوی بھی کہاجاتا ہے اس نے امام باقر و صادقؑ سے روایت کی اور کہا جاتا ہے کہ اس نے امام کاظمؑ سے بھی روایت کی اس سے

---

[۷۳]۔ لسان المیزان، ج ۲ باب حبیب؛ **حبيب بن مظهر الأسدى روى عن على بن أبى طالب رضى الله عنه ذكره الطوسى فى رجال الشيعة وقال أبو عمرو الكشى كان من أصحاب على ثم كان من أصحاب الحسن والحسين وذكر له قصة مع ميثم التمار ويقال أن حبيب بن مطهر قتل مع الحسين بن على رضى الله عنهم -**

[۷۴]۔ حوالہ سابقہ، ج۲ **حجر بن زائدة الحضرمى الكندى ذكره أبو عمرو الكشى والطوسى فى رجال الشيعة وقال بن النجاشى كان ثقة صحيح السماع روى عنه عبد الله بن مشكان**- موجودہ رجال کشی میں اس کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جیسے ح ۶۴۷، ۵۹۲، ۵۸۷، ۵۸۳، اور ملاحظہ ہو رجال نجاشی ص ۱۴۸ن ۳۸۴۔

[۷۵]۔ لسان المیزان ۲ص۳۳۸ن ۲۳٦٤۔

[۷٦]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۳۴۷ن ۲۳۸۴۔

علی بن نعمان اور علی بن سیف نے روایت نقل کی اور اسے طوسی و نجاشی اور کشی و علی بن حکم نے رجال شیعہ میں ذکر کیا ہے اور شیخ طوسی و بن نجاشی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور شیخ طوسی نے غنوی اور کوفی میں فرق کیا ہے حالانکہ دونوں لقب ایک شخص کے ہیں اور اس اتحاد کی ابن عقدہ نے یقین کے ساتھ تصریح کی[۷۷]۔

۶۶۔ حسان بن مداری: اس نے امام سجادؑ سے روایت کی اور بعض صحابہ کو بھی درک کیا اور یہ علم تفسیر سے بخوبی معرفت رکھتا تھا اور اس سے ابن جریج وغیرہ نے روایت کی، کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: یہ ثقہ اور مستقیم الطریق شخص تھا[۷۸]۔

۶۷۔ حسین بن بشار واسطی: کشی و طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور اس نے امام کاظمؑ اور آپ کے فرزند امام رضاؑ سے راویت کی اور اس سے محمد بن مسلم نے روایت کی[۷۹]۔

۶۸۔ حسین بن ثویر بن ابی فاختہ: کشی و طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس نے امام باقر و صادقؑ سے روایت کی اس کی کتاب نوادر تھی اور ابن نجاشی نے فرمایا: یہ ثقہ تھا اور ابن عقدہ نے کہا: وہ قدیم الموت شخص ہے[۸۰]۔

۶۹۔ حسین بن جابر کوفی بیاع سابری: کشی و طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس نے امام باقرؑ سے روایت کی پھر اس نے سفر کیا اور اس کے بعد امام صادقؑ کی خدمت

---

[۷۷]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۵۳ن۲۴۰۵، شیخ طوسی کے رجال ن۲۴۱۰ و فہرست ص۶۴ن۲۶۴ میں اس کا ذکر ہے مگر اس کی کوئی توثیق نہیں ہے۔

[۷۸]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۶۳ن۲۴۰۶۔

[۷۹]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۰۸ن۲۶۸۶، موجودہ رجال کشی میں ح۷۸۴، و۱۰۴۴ میں اس کا شرح احوال موجود ہے اور رجال شیخ ص۵۵۳ن۵۲۶۳ میں امام رضاؑ کے اصحاب میں اسے واسطی کی بجائے مدائنی کہا گیا ہے

[۸۰]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۱۱ن۲۶۹۴۔

میں حاضر ہوا اور آپ کے حلقت درس میں شریک ہوا اور آپ سے روایات نقل کیں اور آپ ہی کے پاس رہا اور آپ اس کا اکرام فرماتے تھے[۸۱]۔

۷۰۔ حسین بن حبیب: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا اس نے امام صادقؑ سے روایت نقل کی اور اس نے امام مالک کی امام کاظمؑ سے روایت نقل نہ کرنے پر عیب جوئی کی تو اس نے ان کے ہاں عذر خواہی کی[۸۲]۔

۷۱۔ حسین بن حمزہ: کشی و طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور کشی نے فرمایا: اس نے امام صادقؑ سے حدیث لی[۸۳]۔

۷۲۔ حسین بن زرارہ بن اعین کوفی: کشی نے اسے امام صادقؑ کے اصحاب اور راویوں میں شمار کیا[۸۴]۔

موجودہ رجال کشی میں اس کا عنوان اور شرح احوال مستقلا ذکر نہیں لیکن اس کے والد زرارہ کے احوال میں دو روایتوں میں اس کا بھی ذیلی تذکرہ ہے ایک میں امام صادقؑ نے اسے دعا دی اور دوسری میں اس نے امام کی خدمت میں عرض کی: میرے والد آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں...[۸۵]۔

۷۳۔ حسین بن زید کوفی: کشی و طوسی نے اسے شیعہ مصنفین میں ذکر کیا اور کشی نے فرمایا: وہ صرمی ہے جو صرمہ بن مرہ بن عوف کی منسوب ہے[۸۶]۔

---

[۸۱]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۱۰ص۲۶۹۵۔

[۸۲]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۱۱ن۲۶۹۷۔

[۸۳]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۱۷ن۲۷۰۹۔

[۸۴]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۲۴ن۲۷۲۵۔

[۸۵]۔ رجال کشی ن۲۲۱و۲۲۲۔

[۸۶]۔ لسان المیزان ۲ص۵۲۴ن۲۷۲۷، موجودہ رجال کشی میں اسکا مستقل عنوان نہیں لیکن ح۷۸۴ میں اس سے ایک قصہ نقل ہے۔

۷۴۔ حسین بن سعید بن حماد بن سعید بن مہران کوفی ثمّ اہوازی نزیل قم: شیخ طوسی و کشی نے اسے امام رضاؑ کے راویوں میں شمار کیا اور اس کی تصانیف کا ذکر کیا اور اس سے حسین بن حسن بن ابان اور احمد بن محمد بن عیسی قمی نے روایت کی[۸۷]۔

۷۵۔ حسین بن سفیان کوفی: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا اس نے امام صادقؑ سے روایت نقل کی[۸۸]۔

۷۶۔ حسین بن صالح خثعمی: کشی اور شیخ طوسی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۸۹]۔

۷۷۔ حسین بن عثمان احمسی بجلی: کشی اور ابن عقدہ نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا[۹۰]۔

۷۸۔ مسلم بن تمیم: کشی نے اسے رجال شیعہ میں ذکر کیا اور فرمایا اس نے امام صادقؑ سے روایت نقل کی[۹۱]۔

تبصرہ: ابن حجر نے رجال کشی سے زیادہ استفادہ حرف حاء تک کیا ہے اور تقریبا ۷۰ ایسے بیانات ذکر کیئے ہیں جو موجود رجال کشی میں نہیں ہیں کیونکہ موجودہ رجال کشی اصل کتاب کی تلخیص ہے جو شیخ طوسی نے فرمائی اور اس عبارتوں سے رجال کشی کے اسلوب کے عالی شان ہونے کا علم ہوتا ہے، کاش متقدمین کی اصل کتابیں ہمارے پاس پہنچتیں! اور وہ علم کا خزانہ اس طرح مخفی نہ ہو جاتا جیسا اب ہمیں اس کا شدت سے احساس ہے۔

---

[۸۷]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص ۵۲۴ن ۲۷۲۸، موجودہ رجال کشی میں ح۱۰۴۱ میں اس کے شرح احوال موجود ہیں۔

[۸۸]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۲۵ن ۲۷۳۰۔

[۸۹]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۳۲ر۲۷۴۸۔

[۹۰]۔ حوالہ سابقہ، ۲ص۵۴۹ن۲۷۷۸۔

[۹۱]۔۔ حوالہ سابقہ، ج۶ص۴۰۷ن ۸۴۱۳۔

کتب شیعہ میں رجال ابی عمرو کشّی سے استفادہ

شیخ طوسی اور نجاشی جیسے علماء متقدمین نے رجال کشی کو اپنی کتابوں میں مورد استفادہ قرار دیا اور بہت سے مطالب؛ راویوں کے اسماء، طبقات، احوال، مذہب اور کیفیت روایت کے بارے میں اس کتاب سے سے نقل کیئے لیکن بہت سے موارد میں قدیم علماء کی روش تالیف کے مطابق ان کتاب سے نام کی تصریح کئے بغیر استفادہ کیا ہے مثلا نجاشی نے صرف ۲۰راویوں کے احوال میں کشی کے نام کی تصریح کی ہے [92]،اور شیخ طوسی نے فہرست میں صرف چھ مقامات پر ان کے نام کی تصریح کی [93]اور رجال میں تین مقامات پر ان کا نام لیا ہے [94]لیکن رجال شیخ طوسی اور نجاشی میں بہت سے مقامات میں ایک تعبیر ہے ذکرہ اصحاب الرجال [95]؛ یعنی اسے علماء رجال نے ذکر کیا ہے تو ان میں یقینا کشی بھی شامل ہیں۔

---

[92]۔ رجال نجاشی
،ن۱۲۳۱،۱۲۰۸،۸۹۶، ۸۹۳، ۸۱۷، ۶۵۹، ۵۲۴، ۲۵۴، ۱۹۸، ۱۷۹، ۸۸، ۸۰، ۷۸، ۷۲، ۴۹، ۳۰، ۱۸، ۷۔

[93]۔ فہرست شیخ طوسی، ن۶۲۶ ۳ ۴، ۶۲ ۷ ۳، ۷۹۶، ۲۵۹، ۱۰۰۔

[94]۔ رجال شیخ طوسی، ن۶۲۶ ۳ ۴، ۶۲ ۷ ۳، ۷۹۶۔

[95]۔ رجال نجاشی ص۷ ۲ن۱۵ إسماعیل بن إبی زیاد سلمی ثقہ، ص۱۰۴ن۲۶۰ آدم بن متوکل إبو الحسین بیاع لؤلؤ کوفی، ثقہ، ص۱۰۸ن ۲۷۳ بکر بن محمد بن عبد الرحمٰن بن نعیم إزدی غامدی إبو محمد، ثقہ، ص ۱۱۳ن ۲۹۰ بشار بن یسار ضبعی إخو سعید، مولی بنی ضبیعہ بن عجل، ثقۃ، ص ۱۲۴ن ۳۲۰ جعفر بن عثمان بن شریک بن عدی کلابی وحیدی، ص ۱۶۴ن ۴۳۳ ربیع بن محمد بن عمر بن حسان إصم مسلی، ص۱۹۹ن ۵۳۰ صالح بن رزین، ص۲۰۷ن ۵۵۰ طلحہ بن زید إبو الخزرج نہدی شامی، ص۳۱۷ن ۸۷۰ کعیب بن عبد اللہ مولی بنی طرفہ، کوفی، ثقہ۔

اور متاخرین میں تمام علماء اور محققین رجال نے کتاب کشی کو مورد استفادہ قرار دیا اور راویوں کے احوال کو ذکر کرتے ہوئے کشی میں راویوں کے بارے میں معصومین کی روایات سے کو کبھی خلاصۃ ذکر کیا اور کبھی عین عبارتوں میں ان کو نقل کیا ہے بلکہ بعض دانش مندوں نے مستقل کتب و تحقیقات رجال کشی کے متعلق پیش کی ہیں جو کو بعد میں ذکر کیا جائے گا۔

مصادر رجال ابی عمرو کشّی

زمان قدیم میں مولفین میں مصادر کو نقل کرنا اتنام مہم نہیں تھا جس قدر دور حاضر میں اسے روش تحقیق کی اساسی کلید قرار دیا گیا ہے، بلکہ اس دور میں صرف کتاب پر اعتماد نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اساتذہ کی رہنمائی میں انہی کی سند سے اپنے سلسلہ سند کو متصل کر دیا جاتا اور جو چیزیں نقل کی جاتیں وہ ان اساتذہ کے نام سے درج کی جاتی تھیں ،اسی طرح جناب کشّی نے بھی اپنے رجال میں مصادر کی بہت زیادہ تصریح نہیں فرمائی بلکہ اپنے جن مشائخ اور اساتذہ سے ان روایات کو نقل کیا ہے ان کے نام کی تصریح کی ہے لیکن ان کی کتاب کی مختلف عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بعض کتابوں سے استفادہ کیا اور ان کے اساتذہ کی کتابوں کے عناوین سے بھی ظاہر ہے کہ کشّی نے ان سے مدد لی ہے ذیل میں مصادر رجال کشی کو دو قسموں میں ذکر کیا جاتا ہے :

۱۔ تصریح شدہ مصادر:

جناب کشی نے اپنی کتاب میں بعض مطالب کے مصادر کی خود تصریح کی ہے ذیل میں ان کو جمع کیا گیا ہے :

۱۔ کتاب جبریل بن احمد فاریابی

کشی نے ح ۵۸۹، ۶۱۳، ۷۴۱، ۸۳۱، ۸۳۸، ۸۴۲، ۸۶۲، ۹۳۳، ۹۹۵، ۱۰۰۳، ۱۰۴۴، ۱۰۹۰، ۱۰۹۳، ۱۰۹۹ میں تصریح کی ہے کہ انہوں نے جبریل کی کتاب سے استفادہ کیا ،اگرچہ

اس کتاب کے عنوان اور نام کو بیان نہیں کیا اور نہ ہی کسی دوسرے رجالی منبع میں جبریل کو مصنف کے طور پر ذکر کیا گیا ہے بلکہ ہاں رجال کشی میں جبریل کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل مشائخ کشی میں بیان ہوئی۔

۲۔کتاب محمد بن حسن بن بندار قمی

کشی نے ح۲۰۶، ۳۹۶، ۹۵۷، ۱۰۶۶، ۱۱۰۹، ۱۱۲۳، ۱۱۳۲ میں اس کتاب سے استفادہ کرنے کی تصریح کی ہے اس کے متعلق بھی جبریل بن احمد کی کتاب کی مانند نہ اس کتاب کا نام اور ماہیت کے متعلق معلومات موجود ہیں اور نہ اس کے مولف کو دوسرے مصادر رجالی میں مصنفین میں شمار کیا گیا ہے ہاں رجال طوسی میں اسے ابن ولید کی مانند قرار دیا گیا جس سے اس کی مدح بلکہ وثاقت وجلالت سمجھی جاتی ہے اور اس طرح اس کی کتابیں بھی معتبر قرار پاتی ہیں، اس کی تفصیل بھی مشائخ کشی کی بحث میں گزر چکی ہے۔

۳۔کتاب محمد بن شاذان بن نعیم

کشی نے ح۱۴۱، ۳۵۷، ۹۱۷، ۱۰۵۸،۹۸۱، ۱۱۱۰ میں اس کتاب سے استفادہ کرنے کی تصریح کی ہے محمد بن شاذان مجہول شمار ہوتا ہے کیونکہ صرف رجال طوسی میں اسے باب امام عسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا گیا[۹۶] اور اس کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی وصف معلوم نہیں ہے جس سے اس کی وثاقت یا مدح ثابت ہو ہاں رجال کشی میں اس کی مدح کی روایت نقل ہے[۹۷] مگر اس کا راوی وہ خود ہے اس لیے اس سے اس کی مدح کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ورنہ دور منطقی لازم آئے گا پس یہ شخص امامی مذہب ہے بعض دانشمندوں نے اسے مشائخ کشی

---

[۹۶]۔رجال شیخ ص۴۰۲ن ۵۸۹۵۔

[۹۷]۔رجال کشی ح۱۰۱۷۔

میں سے ہونے کی وجہ سے حسن قرار دیا[۹۸] لیکن وہ بھی علامت معتبر نہیں ہے جس کی تفصیل مشائخ ابو عمرو کشی کی بحث میں گزر چکی ہے۔

۴۔کتاب فضل بن شاذان

کشی نے ح۹۷۱، ۹۷۹، ۱۰۰۵، ۱۰۰۱، ۹۹۹ وغیرہ میں فضل بن شاذان کی کتابوں سے استفادہ کرنے کی تصریح کی ہے فضل بن شاذان قوم شیعہ کے معروف جلیل القدر فقیہ اور مولف ہیں شیخ طوسی و نجاشی نے ان کی کتابوں کا تذکرہ اپنی فہرستوں میں تفصلی سے کیا ہے[۹۹] خود رجال کشی میں ان کے بارے میں روایات ذکر ہیں اور ان کے آخر میں ان کی کتابوں کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔کتاب یونس بن عبدالرحمٰن

کشی نے ح۷۷۱ کے ذیل میں یونس کی بعض کتابوں سے استفادہ کرنے کی تصریح کی ہے اور یونس بھی قوم شیعہ کے عظیم الشان ثقہ و صادق عالم و مصنف ہیں ان کی کتابوں کی فہرست شیخ طوسی و نجاشی نے تفصیل سے ذکر کی ہے[۱۰۰]۔

۶۔کتاب دور

کشی نے ح۱۰۹۱ میں اس کتاب سے عبارتیں نقل کی ہیں اور اس کے مولف کو غالی قرار دیا ہے

۔

---

[۹۸]۔حاوی الاقوال ص ۲۲۴ن ۲۰۲۵۔

[۹۹]۔رجال نجاشی ن ۸۴۰، فہرست شیخ ن ۵۵۲۔

[۱۰۰]۔فہرست طوسی، ن۷۸۹، رجال نجاشی ۱۲۰۸۔

۷۔ کتاب یحییٰ بن عبدالحمید عمّانی

کشی نے ح ۵۸۸ میں اس کتاب سے استفادہ کرنے کی تصریح کی ہے اور اس یحییٰ کا نام شیخ طوسی و نجاشی نے بغیر مدح وذم کے ذکر کیا ہے اور اس کی یہ کتاب امیر المومنین کی امامت کے اثبات میں لکھی گئی ہے۔

۸۔ کتاب مفاخر الکوفۃ والبصرۃ

کشی نے روایت ۱۳۳ میں حبیب بن مظاہر کی مدح میں اس کتاب کا نام لیا ہے مگر اس کے مولف کا نام ذکر نہیں کیا ان کی عبارت یہ ہے: یہ کلمات "کتاب مفاخر الکوفۃ والبصرۃ" سے لیئے گئے ہیں۔

احتمالا یہ کتاب ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابو سیف معروف بہ مدائنی م ۲۵۵ھ کی ہے وہ اہل سنت کے معروف عالم اور مورخ ہیں ان کی متعلق تفصیل ان کی کتابوں میں ذکر ہے [۱۰۱]۔

۹۔ غالیوں کی کتب

کشی نے ح ۵۸۸ میں غالیوں کی بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے۔

۱۰۔ واقفیوں کی بعض روایات

کشی نے ح ۹۰۱ میں کسی خاص کتاب کا ذکر کیئے بغیر فرمایا: میں نے واقفیوں کی بعض روایات میں پایا ہے۔

کلی تبصرہ: کشی کا ان مصادر سے ان موارد کے علاوہ جگہوں پر استفادہ کرنا ممکن ہے جن کی انہوں نے تصریح نہیں کی اور اسکا شاہد یہ ہے کہ فضل بن شاذان وغیرہ مولفین سے ان تعبیروں کے ساتھ مطالب کو نقل کیا ہے، قال، روی ن ۱۰۰، ۱۸۴، ۱۷۸، ۲۰۴، ۸۳۹،

---

[۱۰۱]۔ فہرست ابن ندیم ص ۱۶۱-۱۶۷، تاریخ بغداد ۱۲ ص ۵۴، معجم الادباء ۴ ص ۲۲۰-۲۲۷۔

۶۹۳، بعض فاسد العقیدہ مذاہب اور راویوں کے متعلق مسائل کی وضاحت میں مطالب کو نقل کیا ہے جو یقینا اپنے معاصر اور مقدم مولفین سے استفادہ کرکے لکھے ہیں ،ح ۲۷۴، ۲۰۴، ۶۶۳، ۸۲۲۔

۲۔ مشائخ ابو عمرو کشی کی کتابیں

اگرچہ کشّی نے اپنے مشائخ کی کتابوں کا نام نہیں لیا لیکن قوی احتمال ہے کہ انہوں نے اپنے اساتذہ کی کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا اور اس سے بھی زیادہ قوی احتمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ان اساتذہ کی کتابوں کی طرف ضرور مراجعہ کیا ہوگا جنہوں نے علم رجال میں کتابیں لکھیں اور دوسری کتب سے بھی کشی نے استفادہ کیا ہوگا چونکہ کشی نے اپنی کتاب میں بہت سی روایات کو نقل کیا ہے جو موضوعات خاص اور احکام کے متعلق ہیں غالبا حدیثوں کی کتابوں میں لکھی جاتی ہیں موضوعات کی تفصیل اس تحقیق کے آخر میں تفصیلی فہرست میں موجود ہے اب ہم فہرست شیخ و نجاشی کی روشنی میں کشی کے اساتذہ میں سے بعض مصنفین کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے رجالی کتابیں لکھی ہیں :

۱۔ محمد بن مسعود عیاشی

اس جلیل القدر عظیم الشان ثقہ مفسر و محدث ،رجالی اور فقیہ کی کتابوں کی فہرست مشائخ کشی میں ذکر ہوچکی ہے ان میں ایک کتاب معرفۃ الناقلین ہے اور یقینا وہ علم رجال کے متعلق تھی اور کشی نے اس سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا۔

۲۔ نصر بن صباح بلخی

ان کی کتابوں میں دو کتابیں معرفۃ الناقلین اور فرق الشیعۃ رجال کشی کے لیے نہایت اہم اور مناسب مدرک ہیں جیساکہ انہوں نے بہت سے مطالب خود نصر سے نقل کیئے ہیں اگرچہ کشی نے اسے غالی قرار دیاہے ،اس کی تفصیل مشائخ کشی میں گزر چکی ہے۔

۳۔ علی بن محمد بن قتیبہ

اس کی کتابوں میں سے ایک کا نام نجاشی نے فہرست میں ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ کشی نے اس پر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے ،اس کی تفصیل بھی مشائخ کشی میں گزر چکی ہے۔

۴۔ابراہیم بن نصیر

شیخ طوسی نے اسے مولفین میں شمار کیا ہے اور کتاب رجال میں اس کی توثیق کی ہے۔

۵۔ کشی کے مشائخ کے اساتذہ کی کتب

ان میں سے مشہور مولفین کے صرف نام لکھے جاتے ہیں جن کی کتابوں سے کشی کا استفادہ کرنا یقینی ہے چونکہ وہ کتابیں اس دور میں علماء و مولفین کے لیے مدرک تھیں: ا۔ علی بن حسن بن علی بن فضال ، ۲۔ محمد بن عیسی بن عبید یقطینی، ۳۔ سعد بن عبداللہ اشعری، ۴۔احمد بن محمد بن عیسی قمی۔ ۵۔یعقوب بن یزید ، ۶۔یونس بن عبدالرحمٰن ، ۷۔ حسن بن علی بن فضال ، ۸۔ صفوان بن یحییٰ۔ ۹۔ محمد بن عبداللہ بن مہران۔ ۱۰۔ حسن بن محبوب، ۱۱۔ محمد بن سنان ، ۱۲۔ علی بن حکم۔

کتاب کے متن کی خصوصیات

اس کتاب کے متن کے بارے میں بہت سی بحثیں دائر ہیں جن میں سے بعض مختلف موارد میں مخصوص روایات یا راویوں سے متعلق ہیں جن کی تفصیل انہی موارد میں ذکر کی گئی ہے جہاں ان حدیثوں کی طرف اشارہ ہوا ہے جیسے حدیث غدیر ،اس کے منکر پر عذاب، امام علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا، بنات رسول کی تحقیق، امام حسینؑ کی شہادت کی خبر نبوی، حدیث سفینہ نوح، ابوذر کی سچائی، ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ کرنے کا حکم وغیرہ کثیر موارد۔

لیکن یہاں متن کتاب رجال ابی عمرو کشی کے بارے میں کچھ عمومی معلومات فراہم کرنا مقصود ہیں جو اس کے اکثر موارد سے متعلق ہیں جیسے ائمہ معصومینؑ کے کلام میں تاکید سے قسم کا استعمال ، ائمہ معصومینؑ کے کلام میں کثرت سے جنت کی ضمانتیں ،اصحاب اجماع ،نصّ معصومؑ سے راوی کے متعلق استفادہ کرنے کی شرائط، شرطۃالخمیس، حواری، زہاد ثمانیہ، غالی و غلوّ، رجال کشی میں کثرت سے ضعیف روایات اور ان کے فوائد و نقصانات، ثقہ راویوں کے بارے میں مذمت کی روایات کا حلّ، رجالی نتائج کا کی بنیاد وغیرہ، سو اس بحث کو ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ کتاب میں رجالی نتائج کی اساس

اس کتاب میں راویوں کے متعلق وثاقت یا ضعف کے بیان کے لیے روایات کو ذکر کیا گیا ہے اور اس کتاب میں تین قسم کے راویوں کا تذکرہ ہے:

ا۔ شیعہ راوی

کتاب کا بیشتر حصہ شیعہ راویوں کے حالات زندگی پہ مشتمل ہے اگرچہ شیعہ سے مراد ہر وہ شخص لیا گیا ہے جو امام علی کی ولایت اور امامت بلافصل کو قبول کرتا ہو اور اس کے ذیل میں درج ذیل فرقے ذکر کئے گئے ہیں: بتریہ، خطابیہ، زیدیہ، شیعہ دوازدہ امامی، اسماعیلیہ، کیسانیہ، فطحیہ، ناووسیہ، واقفیہ، غالیہ، ان فرقوں کے بہت سے راویوں کے نام لیکر ان کے متعلق روایات ذکر کی گئی ہیں اسی طرح بعض اوقات کلی عناوین کے ذیل میں بھی روایات کو جمع کیا گیا ہے جیسے غالیوں کے بارے میں روایات، زیدیوں کے بارے میں مستلق باب ذکر ہیں۔

۲۔ سنی راوی

سنی مذہب کے راویوں کے ایک گروہ کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے ائمہ معصومین سے روایات کی ہیں جیسے محمد بن اسحاق، محمد بن منکدر، عمرو بن خالد، عمرو بن جمیع، عمرو بن قیس، حفص بن غیاث، حسین بن علوان، عبدالملک بن جریح، قیس بن ربیع، مسعدہ بن صدقہ، عباد بن صہیب، ابوالمقدام، کثیر نواء، یوسف بن حارث، عبداللہ برقی۔

۳۔ روایت کرنے والی خواتین

بعض اوقات بعض روایت کرنے والی خواتین کے لیے مستقل عناوین کے تحت روایات کو جمع کیا گیا ہے جیسے سعیدہ کنیز امام صادق، ام خالد، حبابہ والبیہ، اور بعض خواتین کو دوسرے تراجم کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے جیسے بعض ازواج پیغمبر ام سلمی اور عائشہ کے بارے میں ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ کتاب کی روایات کی اقسام

راویوں کے متعلق ذکر شدہ روایات کی چند قسمیں ہیں:

ا۔ بعض روایات ائمہ معصومینؑ سے منقول ہیں اور متن حدیث راوی کی رجالی بحث (وثاقت یا ضعف) سے مربوط ہے جیسے یونس بن عبدالرحمٰن کے بارے میں حسن بن علی بن یقطین کی روایت ہے میں نے امام رضاؑ عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں کبھی میں اپنے دین کے ضروری مسائل کے سوال کرنے کے لیے آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتا کیا یونس بن عبدالرحمٰن ثقہ ہے کہ میں اس سے اپنے دین کے ضروری مسائل کو حاصل کروں؟ فرمایا: ہاں (وہ ثقہ اور معتمد ہے)۔

یا مغیرہ بن سعید کے بارے میں ابو یحییٰ واسطی کی امام رضاؑ سے روایت ہے، فرمایا: مغیرہ بن سعید امام ابو جعفر باقرؑ پر جھوٹ بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کا مزہ چکھا دیا۔

۲۔ بعض دوسری روایات معصومینؑ کی طرف راویوں کے متعلق ذکر کی گئی ہیں مگر وہ راوی کی وثاقت یا ضعف کو بیان نہیں کرتی ہیں بلکہ اس کے دوسرے حالات سے متعلق ہیں اور رجال کشی کی بہت سی راویات اسی قسم سے ہیں جیسے عبداللہ بن شریک داری کے متعلق ابو خدیجہ نے امام صادقؑ سے نقل کیا: میں نے نے خدا سے سوال کیا کہ وہ اسماعیل کو میرے بعد باقی رکھے مگر خدا نے اسے قبول نہیں کیا لیکن اس کے متعلق مجھے ایک دوسری منزلت عطا کی کہ وہ قیامت کے دن میرے دس اصحاب میں پہلے محشور ہو گا اور ان میں سے عبداللہ بن شریک بھی ہے جو آپ کے پرچم کو اٹھائے گا۔

۳۔ بعض مقامات پر دوسرے راویوں سے روایات نقل ہیں اور وہ امام معصوم سے منقول نہیں ہیں اس طرح کی روایات اصطلاح میں موقوف یا مقطوع کہلاتی ہیں جیسے ایک روایت میں کشی نے ۹ راویوں کے بارے میں اپنے استاد محمد بن مسعود سے روایات کیا ہے اور ان کے بارے میں ان کا بیان نقل کیا ہے۔

۳۔روایات نقل کرنے کا طریقہ

کشی نے حدیث سند میں نقل کرنے میں حدثنی کا زیادہ استعمال کیا ہے جس سے کشی کے روایت نقل کرنے کے طریقے کا علم ہوتا ہے کہ انہوں نے اکثر روایات سماع اور قرائت کے ذریعے نقل کی ہیں۔

۴۔روایات کے متعلق کشی کے بیانات

جناب کشی نے بعض روایات کی توضیح و تشریح میں یا بعض روایات کی سند کے فساد کے بیان میں یا بعض متعارض روایات کو جمع کرنے کے لیے بیانات دیئے ہیں جیسے ح ۸۴۷، ۲۳۵، ۵۹۱، ۸۳۱۔ ۶۷۵، ۷۹۴، ۹۵۵، اور بہت ہی کم (شاذ و نادر) ہے کہ خود کشی نے راوی کے متعلق اپنی رائے یا نظریئے کا اظہار کیا ہو جیسے ح ۱۰۶۲،اور رجال کشی کی اکثر روایات کی سند کے بارے میں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کونکہ کشی کا اس کتاب میں مبنی اور اساس صحیح و ضعیف روایات میں فرق کرنا نہیں ہے بلکہ انہوں نے ایک راوی کے متعلق صحیح و ضعیف روایات کو جمع کر دیا ہے اس لیے شہید ثانی اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں: **وعلی الناظر طلب الحکم من غیرہ**؛[۱۰۲] یعنی اس کتاب سے استفادہ کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ راویوں کے متعلق توثیق و تضعیف کا حکم دوسری کتابوں سے حاصل کرے۔

[۱۰۲]۔حاشیۃ علی خلاصۃ الاقوال، ص۹۸۰ن ۱۷۵۔

۵۔ عناوین کے متعلق اطلاعات کا طریقہ کار

نام درج کرنے کا طریقہ

موجودہ رجال کشی میں ہر فرد کا شرح احوال عنوان میں اس کے نام سے شروع ہوتا ہے عنوان کبھی لفظ "فی" کے ساتھ ہوتا ہے جیسے فی جابر بن یزید الجعفی، اور کبھی "ماروی فی" کے ساتھ شروع ہوتا ہے جیسے "ماروی فی احمد بن عائذ" البتہ عنوان وثاقت و ضعف یا افراد کے مذہب سے مربوط نہیں اور اسی طرح اس کا ذیلی مطالب اور اخبار سے بھی مربوط نہیں ہے۔

عناوین میں کبھی ایک نام ہوتا ہے اور کبھی کئی نام لکھے ہوتے ہیں جیسے جندب بن زہیر و عبداللہ بن بدیل وغیرھما، اگرچہ ایک عنوان میں چند نام ایسے لکھے جاتے ہیں جن میں مذہب یا رشتے کا باہمی ربط موجود ہو جیسے "فی ابی الفضل سدیر بن حکیم و عبدالسلام بن عبدالرحمٰن"۔

روایات درج کرنے کا طریقہ

اس بات کو واضح کرنے کے لیے درج ذیل موارد کو بیان کرنا ضروری ہے:

۱۔ عناوین کے بعد افراد کے متعلق روایات نقل کی جاتی ہیں کبھی ایک روایت لکھی جاتی ہے اور کبھی زیادہ جیسے زرارہ کے بارے میں ۶۱ روایات درج ہیں اس کتاب کی اصلی غرض افراد کی توثیق یا تضعیف نہیں بلکہ افراد کو ذکر کر کے ان کے متعلق مدح و ذم اور جرح و تعدیل کی روایات نقل کی جاتی ہیں اور توثیق یا تضعیف کے حکم کا استنفادہ کرنا محققین کے ذمہ ہے جیسا کہ شہید ثانی نے اپنے رسالہ میں تصریح کی ہے۔

۲۔اور جو روایات راویوں کے متعلق نقل کی جاتی ہیں وہ ایک جیسی نہیں ہیں کبھی روایات میں ایک فرد کے متعلق اختلاف بھی ہوتا ہے یعنی بعض روایات اس کی توثیق کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض سے اس کی تضعیف ثابت ہوتی ہے۔

۳۔اور کشی نے بیشتر مقامات پر روایات کی صحت و فساد یا ترجیح کے متعلق اظہار نظر نہیں فرمایا اور انھوں نے چند مقامات پر تعارض کا حل بھی پیش کیا ہے مثلاً زرارہ کے شرح احوال میں انکی مذمت کی روایت جس میں محمد بن بحر ابو العباس محاربی، یعقوب بن یزید، فضالہ بن ایوب اور فضیل رسان ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: محمد بن بحر غالی ہے اور فضالہ بن ایوب بھی یعقوب بن یزید سے روایت نہیں کرتا، یہ حدیث جھوٹی اس کی طرف منسوب ہو گئی ہے اور اپنی اصل صورت سے تبدیل ہو چکی ہے [۱۰۳]، گویا یہاں کشی اس روایت کی سند پر نقد کر رہے ہیں اور اسی طرح کشی نے ح۵۹۱، ۶۷۵، ۸۳۱ میں بھی سند پر نقد کیا ہے، یا یونس بن عبدالرحمٰن کے شرح احوال میں کشی نے مدح و ذم کی روایات نقل کرنے کے بعد مذمت کی روایت پر تعجب کیا اور انہیں عقل کے منافی قرار دیا اور بعض اخبار کو ردّ کر دیا اور بعض دوسری کو مدح کی روایات سے جمع کر دیا ہے [۱۰۴]۔

یا محمد بن سنان کے متعلق مدح و ذم کی روایات کو نقل کرنے کے بعد یا عبارت پیش کی ہے: ابن سنان سے بہت سے راویوں نے روایات نقل کیں جیسے فضل بن شاذان، یونس، محمد بن عیسی عبیدی، محمد بن حسین بن ابی الخطاب، حسن و حسین اہوازی، ایوب بن حر وغیرہ عادل و مورد اعتماد اہل علم [۱۰۵]۔

---

[۱۰۳]۔رجال کشی، ن۲۳۵۔

[۱۰۴]۔رجال کشی، ن۹۵۵۔

[۱۰۵]۔سابقہ حوالہ ن۹۸۰۔

۴۔اس کے علاوہ روایات کے متعلق یہ بھی بات قابل ذکر ہے کہ اکثر روایات ائمہ معصومینؑ سے سند کے منقول ہیں اور بعض روایات موقوف یا مقطوع ہیں یعنی وہ بعض راویوں نے دوسرے بعض راویوں کے متعلق بیان کی ہیں اور ان کی نسبت معصوم کی طرف نہیں دی گئی جیسے ح ۱۰۱۴ میں عیاشی نے کشی کے ۹ راویوں کے بارے میں سوال کے جواب میں ان کے حالات کو ذکر کیا یا حسن بن علی بن ابی حمزہ کے متعلق، علی بن حسن بن فضال نے بیان کیا ح ۱۰۴۲، یا یونس بن عبدالرحمان کے متعلق فرمایا: علی بن محمد قتیبی نے کہا کہ فضل بن شاذان نے ہمیں حدیث بیان کی کہ احمد بن محمد بن عیسی نے اس خواب کی وجہ سے توبہ کی جو اس نے اس واقعہ کے متعلق دیکھا جو یونس کو پیش آیا تھا اور علی بن حدید دل میں یونس و ہشام سے تمایل رکھتا تھا، ن ۹۵۲۔

۵۔ہاں بعض موارد میں بعض افراد کے متعلق خود جناب کشی نے بھی اظہار نظر فرمایا ہے جیسے محمد بن ولید خزاز، معاویہ بن حکیم، مصدق بن صدقہ، محمد بن سالم بن عبدالحمید کے متعلق کوئی روایت نہیں لائے بلکہ خود فرمایا: یہ سب فطحی ہیں اور ہمارے علماء و فقہاء اور عادل شخصیات میں سے ہیں اور ان میں سے بعض نے امام رضاؑ کے زمانے کو درک کیا اور یہ سب کوفی تھے[106]۔

بعض جگہوں پر کشی نے روایت نقل کرنے کے بعد اس کے مطلب کو بیان کیا ہے جیسے حسین بن بشان کے متعلق روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا: یہ حدیث اس کے واقفی مذہب کو ترک کرنے اور مذہب حق کو اپنا لینے پر دلالت کرتی ہے ح ۸۴۷۔

یا نصر بن قابوس کے متعلق ایک روایت کے بعد فرمایا: یہ حدیث اس کی کمال عقل اور دین کے اہتمام اور منزلت پر دلالت کرتی ہے، ح ۸۴۹، یعنی کشی نے اس روایت کے مطلب کو

---

[106]۔سابقہ حوالہ ح ۱۰۶۲۔

بیان کیا ہے خود نصر بن قابوس کی توثیق یا مدح میں بیان نہیں دیا اس طرح چند دیگر مقامات پر کشی نے بیانات دیئے ہیں[۱۰۷]۔

کشی نے بعض جگہوں پر قال الکشي یا قال ابو عمرو کہا ہے تو اس سے مشخص ہے کہ وہ کشی کا کلام ہے لیکن بعض جگہوں پر متکلم کی تشخیص بھی مشکل ہے۔

۶۔ کشی نے بہت سے ایسے افراد کا ذکر کیا جو صاحبان تالیف ہیں مگر ان کی کتابوں کا ذکر نہیں کیا صرف دو تین موارد میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے فضل بن شاذان کے متعلق فرمایا ان کی ۱۶۰ کتابیں تھیں ح ۱۰۲۹، یا ابو یحییٰ جرجانی کے متعلق فرمایا: اس نے حشویہ کے رد میں بہت سی کتابیں لکھیں اور فنون مناظرہ میں بہترین عمدہ کتابیں تالیف کیں، ن ۱۰۱۶ یا حسن و حسین اہوازی کے بارے میں ان کی کتابوں کی طرف اشارہ کیا ہے، ن ۱۰۴۱۔

---

[۱۰۷]۔ ح ۲۴ سند غالی متہم، ح ۴۶ عامی، ۹۲ براء کو بددعاء، ۹۶ راوی کو معین کیا، ۱۳۳ کتاب مفاخر الکوفۃ و البصرۃ کا حوالہ، ح ۱۴۹ کیسانی، ۱۵۱ قیس، ۱۵۲ کیسانی، ۱۵۶ اویس قرنی، ۱۷۴ ابن سبا، ۲۰۴ مختار ثقفی، ۲۰۶ سند، ۲۲۳ زرارہ، ۲۳۵ سند غالی، ۲۷۰ برادر زرارہ، ۳۲۱ ابن رمانہ، ۳۲۴ مومن طاق، ۳۸۷ عکرمہ، ۳۹۵ ابو ہارون، ۴۱۳ سرحوب، ۴۱۹ مقری، ۴۲۲ بتریہ، ۴۳۰ بتریہ، ۴۳۱ اصحاب اجماع، ۴۷۰ بیٹے، ۴۷۱ فطحی، ۴۷۲ فطحی، ۴۸۰ ہشام بن حکم، ۵۰۱ ہشام بن سالم، ۵۱۹ شان امام میں گستاخی پر تبصرہ، ۵۵۷ معاویہ بن عمار، ۵۶۴ داود زربی، ۵۸۱ مفضل بن عمر، ۵۸۴ سند غالی، ۵۸۵ متن، ۵۹۱ سند، ۶۳۹ بن بکیر، ۶۶۳ فیض، ۶۷۵ ابن ہروی مجہول، ۶۸۲ عاصم بن حمید، ۶۹۵ قاسم بن عروہ، ۷۰۵ اصحاب اجماع، ۷۱۶ ابن مسکان، ۷۱۹ یونس، ۷۳۳ عامی، ۷۴۴ بشار کا مقالہ، ۷۴۸ عبدی کے اشعار، ۷۶۶ داود رقی، ۷۷۱ عبداللہ بن سنان، ۷۷۸ عبدربہ کے بیٹے، ۷۸۲ حدیث، ۸۰۵ علی بن یقطین، ۸۲۲ بن یقطین، ۸۲۷ حدیث، ۸۳۱ سند غالی، ۸۴۷ حسین بن بشار، ۸۴۹ نصر بن قابوس، ۸۵۴ حدیث طویل، ۹۰۳ قاسم حذاء، ۹۰۶ محمد بن بشیر واقفی ملعون، ۹۰۷، ۹۰۶ محمد بن سنان، ۹۲۹ سند، ۹۵۵ یونس، ۹۶۲ صفوان، ۹۶۳ و ۹۶۷ و ۹۸۰ محمد بن سنان، ۱۰۰۰ محمد بن نصیر نمیری، ۱۰۱۵ سند، ۱۰۱۶ ابو یحییٰ جرجانی، ۱۰۲۹، ۱۰۲۸ فضل بن شاذان، ۱۰۴۱ واقفی، ۱۰۵۰ اصحاب اجماع، ۱۰۵۲ متن، ۱۰۶۱ علی بن اسباط، ۱۰۶۲ فطحی، ۱۰۶۶ ابن بزیع، ۱۰۶۷ راوی، ۱۰۷۴ ابو طالب قمی، ۱۰۷۷ غالی، ۱۰۸۰ جعفری ابو ہاشم، ۱۰۸۲ غالی، ۱۰۸۷ فضل بن حارث، ۱۱۳۴ خیران وغیرہ۔

۷۔ کشی نے بعض افراد کے لیے مستقل عنوان نہیں دیا بلکہ دوسروں کے ضمن میں ان کو ذکر کر دیا جیسے نصر بن صباح کو سلمان فارسی کے ذیل میں سندن ۴۲ میں ذکر کیا اور اسی طرح مفضل بن عمر کے ذیل میں بھی اسے غالی قرار دیا ہے اور بعض اوقات کئی افراد کو مستقل عنوان میں بھی اور پھر ضمناً بھی ذکر کیا ہے جیسے محمد بن سنان کو مستقل عنوان بھی دیا اور مفضل بن عمر کے ذیل میں ایک سند میں ذکر کیا ہے پھر صفوان بن یحییٰ، زکریا بن آدم، سعد بن سعد قمی اور محمد بن سنان کو مشترک عنوان دیا ہے اس کے بعد پھر ایک مستقل عنوان بھی دیا ہے اور چھ روایات ذکر کی ہیں اور پھر ابو سمینہ محمد بن علی صیرفی کے ذیل میں بھی اشارہ کیا ہے پھر ایک بار مستقل عنوان دیا اور چار روایات نقل کی ہیں۔

یا حضرت ابوذر کو مستقل عنوان میں بھی بیان کیا اور حضرت سلمان کے ضمن میں بھی روایات ان کے متعلق بھی ذکر کیں اور پھر ایک بار مالک اشتر کے ذیل میں دو روایات میں ذکر کیا ہے۔

اس تکرار کی وجہ سے ضروری ہے کہ رجال کشی سے استفادہ کرنے کے لیے تمام متعلقہ مقامات کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ نہایت مشکل کام ہے اس کو آسان کرنے کے لیے کتاب کے آخر میں تفصیلی فہرست کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس میں تمام متعلقہ روایات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اگر اس تکرار کی یہ وجہ بیان کی جائے کہ ایک راوی چونکہ چند معصومین کا صحابی تھا اس لیے اسے چند جگہوں پر ذکر کیا ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اگر اس وجہ سے تکرار ہوتا تو بہت سے دوسرے راویوں کو بھی مکرر ذکر کرنا چاہیے تھا جو کہ موجود نہیں ہے اس لیے صحیح یہ ہے کہ اس تکرار کی وجہ یہ تھی کہ کشی نے روایات کی تقطیع نہیں کی یعنی ہر راوی کے متعلق روایت کے متعلق حصے کو کاٹ کر ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے ترجیح دی کہ روایات کو کاملا ذکر کیا جائے بعض اوقات حدیثوں میں بعض راویوں کا تکرار ہوا ہے۔

۸۔ کشی نے بہت سے راویوں کے متعلق خود ان کی روایات کو نقل کیا ہے جن میں ان کی مدح موجود ہے جیسے نصر بن قابوس میں دو روایات اور علی بن میمون صائغ میں ایک روایت خود انہی سے نقل کی ہیں تو اس قسم کی روایات سے انکی وثاقت یا مدح ثابت نہیں ہو گی کیونکہ اس سے دور لازم آتا ہے اور وہ باطل ہے اگرچہ بعض رجالیوں نے ایسی روایات سے ان راویوں کی مدح پر استدلال کیا ہے لیکن وہ رجال کے علمی مبانی کے مطابق صحیح نہیں ہے۔

۶۔رجال کشی کی توثیق یا تضعیف کی اقسام

روایات کے علاوہ اس کتاب میں دو قسم کی توثیق یا تضعیف بھی موجود ہیں:

ا۔دوسروں سے نقل شدہ بیانات

یعنی وہ توثیقات یا تضعیفات جو جناب کشی نے اپنے اساتذہ اور ان سے پہلے افراد سے نقل کی ہیں ۔

دوسروں سے نقل شدہ توثیق یا تضعیف کی دو قسمیں ہیں: ا۔شفاہی خبریں، ۲۔ کتبی خبریں۔ کیونکہ کشی نے ان میں سے بعض احکام خود اپنے مشائخ سے سنے یا ان کی کتابوں میں دیکھے جوانہوں نے اپنے اساتذہ سے سنے ان میں عیاشی، حمدویہ، بن نصیر و نصر بن صباح کے اقوال ہیں جیسے کشی نے عیاشی سے محمد بن عبداللہ بن مہران کی تضعیف یوں نقل کی: محمد بن مسعود نے فرمایا: محمد بن عبداللہ بن مہران متہم اور غالی تھا[۱۰۸]۔

یا عیاشی نے اپنے استاد سے بطور سند متصل نقل کی اور اسے کشی نے ذکر کیا جیسے محمد بن مسعود نے کہا: میں نے علی بن حسن سے مروک بن عبید بن سالم بن ابی حفصہ کے بارے میں

---

[۱۰۸]۔رجال کشی، ن۱۰۸۱،

سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: ثقہ، شیخ، صدوق[۱۰۹]، یا مرسلہ اور بغیر سند کے نقل کیا ہوگا جیسے فضل بن شاذان نے ذکر کیا کہ ابراہیم بن عبدالحمید صالح تھا[۱۱۰]۔

اور کشی نے جس کو دوسروں کی کتاب سے نقل کیا اس کی مثال یہ ہے کہ فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں ذکر کیا کہ مشہور جھوٹے ابو الخطاب، یونس بن ظبیان، یزید صائغ، محمد بن سنان اور ابو سمینہ ہیں[۱۱۱]۔

۲۔ خود جناب کشی کے بیانات

کشی نے بہت کم اپنی کتاب میں توثیق یا تضعیف کا خود حکم لگا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ افراد جن سے وہ ملے جیسے اپنے اساتذہ کے بارے میں شہادت اور گواہی۔

۲۔ کشی کا راویوں کے متعلق روایات کے پیش نظر حکم یعنی وہ افراد جن سے وہ نہیں ملے۔

پہلی قسم کے احکام میں جناب کشی نے بعض ان افراد کے متعلق اظہار نظر فرمایا جن سے انہوں نے ملاقات کی اور ان سے بلاواسطہ روایت کی جیسے حضرت سلمان فارسی کے شرح احوال میں ح ۴۲ اور مفضل بن عمر کے ذیل میں ح ۵۸۴ میں نصر بن صباح کو غالی قرار دیا یا ابو صلت بن صالح ہروی کے متعلق روایت ن ۱۱۴۸ کی سند میں ابو بکر احمد بن ابراہیم سنسنی کے لیے دعاء رحمت کی[۱۱۲] اور اس قسم کی دعاء رحمت کو بعض دانش مند توثیق یا مدح کی علامت قرار دیتے ہیں لیکن یہ نظریہ قبول نہیں کیونکہ کسی پر دعاء رحمت کے بہت سے اسباب ہیں اس لیے یہ دلیل دعوی سے عام تر ہے حالانکہ دلیل اور دعوی کو مساوی ہونا چاہیے، شاید حق استادی کی وجہ سے کسی کے لیے دعاء کی جائے۔

---

[۱۰۹]۔ حوالہ سابقہ ن ۱۰۶۳۔

[۱۱۰]۔ حوالہ سابقہ ن ۸۳۹۔

[۱۱۱]۔ حوالہ سابقہ ن ۱۰۳۳۔

[۱۱۲]۔ حوالہ سابقہ ن ۱۱۴۸۔

اور دوسری قسم کے احکام کی مثال علی بن حسکہ قمی و قاسم بن یقطین قمی کے احوال میں کشی نے ان دونوں کو غالی قرار دیا[۱۳]اور ان کے متعلق غلو پر دلالت کرنے والی روایات ذکر کی ہیں

۔

یا کشی نے احمد بن اسحاق قمی کو صالح قرار دیا ہے اور اس کے متعلق مدح کی روایات نقل کیں[۱۴]،البتہ بعض جگہوں پر کشی نے روایت کئے بغیر بھی ایسے افراد کے متعلق احکام صادر فرمائے جیسے محمد بن ولید خزاز ،معاویہ بن حکیم ، مصدق بن صدقہ ، محمد بن سالم بن عبدالحمید کے متعلق فرمایا کہ یہ سب فطحی ہیں مگر بزرگ علماء ، فقہاء اور عادل ہیں[۱۵]۔

ان افراد میں سے صرف معاویہ بن حکیم کے متعلق عبداللہ بن بکیر کے عنوان میں ایک روایت موجود ہے[۱۶] ،بقیہ افراد کے متعلق روایات میں کوئی دلالت موجود نہیں ہے اگرچہ عنوان داود بن کثیر رقی کے مندرجات سے مستفاد ہے کہ کشی نے اس قسم کی شہادت کو بھی اپنے مشائخ کی اخبار اور شہادتوں کی روشنی میں پیش کیا ہے چونکہ وہاں فرمایا:

غالی کہتے ہیں کہ داود بن کثیر رقی ان کے بزرگوں میں سے ہے اور کبھی غلوآمیز روایات بھی اس سے نقل کرتے ہیں حالانکہ میں نے خود اپنے مشائخ سے نہیں سنا کہ انہوں نے اس پر اس جہت سے طعن کیا ہو نیز اس باب میں مذکور روایات کے علاوہ مجھے اس حکم کی روایات نہیں ملیں[۱۷]۔

---

[۱۳]۔ حوالہ سابقہ ن ۹۹۴۔

[۱۴]۔ حوالہ سابقہ ۱۰۵۱۔

[۱۵]۔ حوالہ سابقہ ۱۰۶۲۔

[۱۶]۔ حوالہ سابقہ ۶۳۹۔

[۱۷]۔ حوالہ سابقہ ۷۶۶۔

اس طرح اسد بن ابی علاء کی تضعیف میں بھی جو عبارت ذکر کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روایات کے مضمون جو بعض راویوں نے نقل کیں وہ بھی کبھی انکی تضعیف کی دلیل واقع ہوئی ہیں، کشی نے فرمایا: اسد بن ابی علاء بری روایتیں نقل کرتا ہے [۱۸] درحالانکہ کشی نے دوسری جگہ کتاب میں کہیں نہیں فرمایا کہ انہوں نے اس عبارت کو اپنے اساتذہ سے سنا ہے بعید نہیں کہ یہ مطالب کشی اور ان کے معاصرین میں مشہور ہوں اور جناب کشی نے اس شہرت کی وجہ سے حکم لگایا ہو۔

رجال کشی میں جرح و تعدیل کے الفاظ

اگرچہ رجال کشی میں بیشتر مدح و ذم کے لیے روایات نقل کی گئی ہیں لیکن اس کے ساتھ بہت سے راویوں کے متعلق جرح و تعدیل کے الفاظ بھی استعمال کیئے گئے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ الفاظ جو کشی نے اپنے مشائخ سے نقل کئے ہیں۔

۲۔ وہ الفاظ جو خود کشی نے استعمال کئے ہیں۔

پہلی قسم کے الفاظ دوسری قسم کی نسبت بہت زیادہ ہیں ان میں الفاظ جرح یہ ہیں:

فاجر، مرائی، مرجئ، ناووسی، من الکذاب البتریة، متہم، غالی، یقول بالتزید، کذاب، ملعون، واقفی، احد ارکان الوقف، لعنہ اللہ، من الغلاۃ، الکبار الملعونین، فطحی، رمی بالغلوّ، مجھول لایعرف۔

اور الفاظ مذمت یہ ہیں: صاحب معاویہ، من الفقہاء العامۃ، لاشیئ، یروی المناکیر، لیس بشیئ، رجل سوء، ھوالاحمق۔

اور الفاظ توثیق یہ ہیں: ثقۃ، ثقات فاضلون۔

---

[۱۸]۔ حوالہ سابقہ ۵۸۵۔

الفاظ مدح یہ ہیں: افقہ، من التابعین الکبار و رؤسائھم و زھادھم، یودی الحدیث کما سمع، مفضّل علیھم، زھاد اتقیاء، نجباء من اصحاب ابی جعفر و ابی عبداللہ، رجل من اصحابنا، خیر، فاضل، من رواۃ الناس، لا باس بھم، فقہاء اصحابنا، ماسمعت فیہ الا خیرا، خیار، ما بہ باس، صاحب ابی عبداللہ، تقطع الی ابی جعفر و ابی عبداللہ، من حملۃ الحدیث، مقدم، معلوم فی العلماء و الفقہاء و الاجلّۃ، من ھذہ العصابۃ، شیخ صادق، شیخ من الانصار، یقول بقولنا، ما رایت قمیا یشبہ فی زمانہ، وکیل الرضا، ما رائیت افقہ و لا افضل من فلاں، احفظ الناس، فقیہ، لم اسمع فیہ الا خیرا، فی نفسہ لا باس بہ، احفظ من لقیتہ، لیس فی اقرانہ مثلہ، من اجلۃ المتکلمین، صدوق، تقی، افقہ من فلا ں، اصلح و افضل، شیخ من الاخیار، لہ فضل و دین، نقی الحدیث، شدید التشیع، لم یرمنہ الکذب۔

اور **دوسری قسم** کے الفاظ میں الفاظ جرح یہ ہیں:

غالی، متہم، عامی، کیسانی، فطحی، خطّابی، من اہل الارتفاع، مجھول، بتری، کذاب، علی فلان لعنۃ اللہ و لعنۃ اللاعنین و الملائکۃ و الناس اجمعین۔

الفاظ مذمت: اعمی القلب، یروی المناکیر، لاشیئ، تدل روایتہ علی ارتفاع فی القول۔

الفاظ تعدیل و توثیق جیسے اجتمعت العصابۃ علی تصدیق ھؤلاء ۔۔۔ اجتمعت العصابۃ علی تصحیح ما یصح من ھؤلاء ۔۔۔ ثقۃ، من العدول والثقات، من اجلّۃ العلماء و الفقہاء و العدول۔

الفاظ مدح: جیسے من خیار التابعین، شیخ من اصحاب ابی جعفر، من اجلۃ العلماء، من صلحاء، من اصحاب ابی الحسن، فاضل، صالح، من اہل العلم، مامون علی الحدیث، من اجلّۃ اصحاب الحدیث، لہ منزلۃ عالیۃ عند ابی جعفر و ابی الحسن و ابی محمد، و موضع جلیل۔

۷۔ ضعیف روایتوں کے فوائد و نقصانات

رجال کشی میں ضعیف اور غیر معتبر بہت زیادہ ہیں اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں، یہ صرف اس کتاب سے خاص نہیں بلکہ تمام جوامع حدیثی میں یہی حال ہے، مکتب تشیع میں حدیث کی کسی کتاب کو صحیح کا نام نہیں دیا گیا بلکہ تمام احادیث کی کتابوں میں معصومین کی طرف منسوب روایات کو ان کے راویوں کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے اس میں فرق نہیں کہ وہ سابقہ علماء کی کتب اربعہ ہوں یا ان سے پہلے علماء کی کتب و اصول جیسے برقی، صفار، علی بن ابراھیم، حسین بن سعید وغیرہ کی کتب حدیث یا متاخرین کی بڑی جامع کتابیں ہوں جیسے بحار الانوار، وسائل و وافی اور جامع احادیث شیعہ، ان میں بہت سی روایات سند کے لحاظ سے غیر معتبر ہیں، اس میں نہ گھبرانے کی ضرورت ہے اور نہ مئولف کا کوئی قصور ہے یہ تو تمام محدثین کا وطیرہ ہے بلکہ حدیث کی کسی بھی کتاب میں صرف معتبر روایات کو ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا اگرچہ بعض حضرات اخباری دانشمندوں نے اپنے اجتہاد کے مطابق اپنی کتاب میں صحیح روایات درج کرنے کا دعوی کیا یا بعض کتابوں کی تمام احادیث کے صحیح ہونے کا دعوی کیا ہے جس کو بشدت ردّ کیا گیا ہے اور علم اصول اور رجال کی کتب کے قواعد میں ان کے دعوی کی حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان غیر معتبر روایات کو ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے ہاں اس کے عقلائی فوائد ہیں جن کو غور کرنے کی ضرورت ہے:

غیر معتبر روایات ذکر کرنے کے فائدے

ا:۔ ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اگرچہ غیر معتبر روایت تنہا حجت نہیں مگر کبھی غیر معتبر روایات مل کر تواتر معنوی یا اجمالی کی حد تک پہنچ جاتی ہے[۱۱۹] ان میں پائی جانے والی قدر مشترک پر تواتر کے احکام جاری ہوتے ہیں ،اس طرح روایات سے قدر متیقن حجت قرار پاتی ہیں،اور یہ غیر معتبر روایات کا بہت بڑا فائدہ ہے لیکن بعض اوقات یہ خیال کیا جاتا ہے کہ متواتر صرف صحیح اور معتبر روایات کے مجموعے سے تشکیل پاتی ہے جب ان کی اتنی بڑی تعداد جمع ہو جائے جن کا جھوٹ ہونا عقلا باطل ہو بھلا ضعیف اور غیر معتبر روایات سے کیسے تواتر حاصل ہو سکتا ہے جب کہ اس میں جعلی اور وضعی ہونے کا احتمال ہے اور یہ احتمال ہے کہ وہ اصلا صادر ہی نہ ہوئی ہو ؟

لیکن یہ احتمال اور سوال تواتر کی حقیقت سے غفلت کا نتیجہ ہے کیونکہ محض صادر نہ ہونے کا احتمال تو معتبر روایات میں بھی ہوتا ہے جب راوی سے اشتباہ ہوا ہو اگرچہ وہ سچا ہو اور اپنی طرف سے جھوٹ جعل نہ کرتا ہو ،حقیقت یہ ہے کہ متواتر کا حاصل ہونا احتمالات کے باہم ملنے سے ہوتا ہے جب اس میں صادر نہ ہونے کا احتمال بالکل ضعیف ہو جائے اور اس کے صادر ہونے کا احتمال قوی سے قوی تر ہو جائے اور وہ یقین کی حدّ تک پہنچ جائے پھر اس میں فرق نہیں کہ وہ تمام معتبر روایات ملنے سے حاصل ہوا ہو یا ان میں سے بعض کی سند غیر معتبر ہو بلکہ اس وقت اس کے احاد کی طرف نگاہ نہیں کی جاتی بلکہ اس کے درجہ یقین کی وجہ سے اس کو حجت سمجھا جاتا ہے اس لیے جو دانشمند متواتر

---

[۱۱۹] ۔تواتر معنوی یہ ہے کہ معصومؑ سے روایات نقل کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو اوران کی روایات کے الفاظ میں اختلاف ہو لیکن سب کا مضمون مشترک ہو اور کثرت اخبار کی وجہ سے اس قدر مشترک کا یقین ہو جائے ،اور تواتر اجمالی یہ ہے کہ مختلف موارد میں نقل ہونے والی بہت سی روایات میں ایک موضوع پر اس حد تک روایات دلالت کرتی ہوں کہ قدر مشترک کے معصومینؑ سے صادر ہونے کا یقین ہو جائے۔

روایات میں سے بعض کی تنہاء سندوں پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ متواتر کو مجموعا دیکھا جاتا ہے جیسا کہ اس مطلب کی تفصیل ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختارؐ میں ذکر کی ہے۔

۲:۔غیر معتبر روایات ثبت کرنے اور انہیں محفوظ کرنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب روایت ایسے قرینے سے ملی ہوئی ہو جو اس کے صدور کا اطمئنان دے تو عقلاء کے نزدیک اطمینان کے حجت ہونے کی وجہ سے اس حدیث پر اعتماد کیا جائے گا جیسا کہ عقل کے نزدیک علم حجت ہوتا ہے ، اور شریعت نے اطمینان کی حجیت سے منع نہیں کیا اور عرف اس کو علم سمجھتا ہے اگرچہ حقیقت میں وہ ظن قوی ہی کیوں نہ ہو۔

۳:۔ائمہ معصومینؑ سے بہت سی روایات میں اس چیز کی تاکید کی گئی ہے کہ جس روایت کے بارے میں علم نہ ہو کہ وہ حجت ہے یا نہ اس کو انکار کرتے ہوئے ردّ نہیں کرنا چاہیے[۱۲۰] اگرچہ اسے حجت شرعی بھی نہیں مانا جاسکتا جب تک اس کے بارے میں دلیل معتبر موجود نہ ہو لیکن اس کو ردّ کرنے کا بھی حق نہیں کیونکہ اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جن کا ہم احاطہ نہیں رکھتے۔

اور بہت فرق ہے ایک روایات کے جعلی ہونے میں اور ایک روایت کے ضعیف یا غیر معتبر ہونے میں کیونکہ جعلی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ بالکل مردود ہو[۱۲۱] اس کا انکار کیا

---

[۱۲۰]۔بحار الانوار ۲ص۱۸۲باب۲۶ح ۳۳،۲۸،۲۱،۱٦،۱٤،۱۲،۱۱۔

[۱۲۱]۔بلکہ ایک زاویہ نگاہ سے لازم ہے کہ جعلی روایات کو بھی ثبت کیا جائے کیونکہ آئندہ نسلوں کے پاس تحقیق کے لیے دلیل کی ضرورت ہے جب ہم کسی راوی کو ضعیف یا کاذب قرار دیتے ہیں تو اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیے نہیں تو حسن ظن کرنے والی طبیعتوں پر گراں گزرے گا اور طرح طرح کے وسوسے اٹھنے لگیں گے کہ معصومین کی روایات نقل کرنے والوں کو ضعیف اور کاذب قرار دے دیا ،فلاں کو غالی کہہ دیا اور شاید وہی مرحلہ آجائے جو بعض دانشمندوں سے دیکھا گیا کہ وہ غالیوں کو غالی کہنے والے متقدمین کو مقصر کہہ رہے ہیں اس لیے علم رجال کی تحقیق کی رو سے ضروری ہے کہ جعل کاروں کے کارنامے بھی محفوظ رہیں اور محققین کے لیے وہ بدیہی دلیل ہو کہ اس تحقیق کی ضرورت وہ باطل جعلی اور اسرائیلی

جائے لیکن ضعیف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کی حجیت ثابت نہیں ہے اور اس کی نسبت معصومین کی طرف نہیں دی جاسکتی لیکن اس کا انکار کرنا مثل جعلی روایت کے صحیح نہیں ہے۔

۴:۔ضعیف روایت کا ایک یہ بھی اثر ہے کہ اسکا مضمون چاہے فروع دین سے متعلق ہو یا معارف اور اصول دین سے وہ علمی مسائل میں احتمالات کو پیدا کرتا ہے اور بعض اوقات ایسے ایسے دریچے فکر کے باز ہوتے ہیں کہ اگر وہ روایت نہ ہوتی تو بحث کرنے والا شاید ان کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا، یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ بحث کرنے والوں میں معتبر اور حجت شرعی روایات کے ساتھ دیگر روایات کو بھی بحث کیا جاتا ہے اور ان سے اٹھنے والے احتمالات کے بارے میں بھی غور کیا جاتا ہے جیسا کہ مکاسب شیخ کی ابتداء میں چار مرسلہ روایات ذکر ہوئی ہیں جن میں کسب و کمائی کے قواعد کلی کی طرف اشارہ موجود ہے[۱۲۲]۔

۵۔بہت سی معتبر روایات میں معصومینؑ کی طرف سے انقیاد اور اطاعت کے ثواب کی حدود کو وسیع قرار دیا گیا ہے ان روایات کو اخبار من بلغ سے تعبیر کیا جاتا ہے ان کا مضمون یہ ہے کہ جب ایک شخص کے پاس کوئی ثواب کی روایت ہماری طرف سے پہنچے اور وہ اس پر عمل کرے تو اس کو ثواب دیا جائے گا چاہے ویسا نہ ہو جیسا راوی نے نقل کیا

روایات ہیں جو کتب حدیثی میں مختلف عناوین سے ثبت ہیں اور ان کا صحیح کہنا ناموس اسلام کے لیے خطرہ ہے اب ان کا حل کیا ہے علم رجال کی تحقیق اور جھوٹے کو دلیل کے ساتھ جھوٹا کہا جائے جیسا کہ اس فرق کو الفرق الاساسی بین نظرات الفریقین میں جعلی روایات کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

[۱۲۲]۔مکاسب شیخ انصاری مقدمہ، مرسلہ تحف العقول، روایت فقہ رضوی، مرسلہ روایت دعائم الاسلام قاضی ابو حنیفہ نعمان مصری اسماعیلی اور روایت مرسلہ نبوی مشہور جو اہل سنت کی کتابوں سے نقل کی گئی ہے اس کی تحقیق مکاسب شیخ کی تحقیق شروح مثل ہدایۃ الطالب شہیدی، مصباح الفقاہۃ خوئی۔

ہو [۱۲۳]، ان روایات سے معلوم ہوتا ہے ثواب اور اطاعت کے باب میں بہت وسعت ہے اگر ایک شخص دعاوں اور اعمال کی کتابوں میں موجود روایات پر عمل کرے تو اس کو ثواب دیا جائے اگرچہ ان کی نسبت دینے میں احتیاط کرنی چاہیے اور تحقیق کا باب اس حصے سے مربوط ہے جب ہم ان کو حکم شرعی کے طور پر اخذ کرنا چاہیں اور اس سے حقوق اور معاشرتی مسائل کے قانون سازی کرنا چاہیں اور اس کو خدا اور رسول ﷺ اور معصومینؑ کی طرف نسبت دینا چاہیں، یہ وہ بحث ہے جو خداوند متعال کے تفضل سے مربوط ہے کہ اس نے ثواب کو محض اعمال کی مزدوری کے طور پر قرار نہیں دیا بلکہ ثواب تو اس کا تفضل ہے جیسا کہ اس کی تحقیق کلام و تفسیر کی بحثوں میں ذکر کی گئی ہے [۱۲۴]۔

غیر معتبر روایات کو نقل کرنے کا مفسدہ و نقصان

ضعیف و غیر معتبر احادیث کو لکھنے کا نقصان یہ ہے کہ اکثر بہت سے لوگ انہی غیر معتبر روایات کے متن پر اعتماد کرنے لگتے ہیں اور راوی کے ضعف و کذب یا غلو و جہالت کی وجہ سے عدم اعتبار کو توجہ میں نہیں لاتے بلکہ بعض علم رجال و راویوں کے احوال پر تسلط رکھنے والے دانش مند بھی خبر واحد کے راویوں کے صادق ثابت نہ ہونے کے باوجود جبکہ حجیت کا قرینہ بھی موجود نہ ہو، عدم حجیت کی تصریح کرنے سے کتراتے ہیں اور استدلال میں سند کی کمزوری کو مہمل چھوڑ دیتے ہیں، یہ بہت تعجب کا مقام ہے۔ پھر مبلغین و مولفین جو بس مقلد ہیں، غالیوں، کاذبوں اور مجہول راویوں سے نقل ہونے والی احادیث کو رسول اکرم ﷺ وائمہ معصومینؑ کے اقوال کے طور پر ایسے نقل کرتے ہیں جیسے یہ قطعی سنت ہو یا اعتبار میں قرآن کی آیت ہو، بس اتنا ملے کہ یہ حدیث بحارالانوار یا

---

[۱۲۳]۔ المحاسن: ۲۴۶ح ۲۴۳، التوحید: ۴۰۶ح ۳، الکافی ۲: ۷۱/۱، الاقبال: ۶۲۷، ثواب الأعمال: ۱۶۰ح ۱، عیون اخبار الرضاؑ، ۱: ۱۳۱ح ۲۷، وسائل الشیعہ، ج ۱ص ۸۰ ابواب مقدمہ عبادات باب ۱۸۔

[۱۲۴]۔ جیسا کہ میں نے مقدمہ واجب کے متعلق مفصل تحقیق میں اس چیز کو ثابت کیا ہے۔

دوسری کسی کتاب میں لکھی ہوئی ہے اعتماد کر لیتے ہیں اور پھر اسکو منبر و کتاب اور صحائف و مجلات کی زینت بنا دیتے ہیں پھر انکی مختلف فصیح و بلیغ تعبیروں اور پڑھنے و سننے والوں کے نفس میں جادوئی اثر رکھنے والے کلمات کے ذریعے ترویج کی جاتی ہے، بالخصوص جب کتاب کے اوراق، جلد، اور شکل خوبصورت حسین اور مزین رکھی جاتی ہے تو مومنین و مسلمین اسے دین وشریعت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ معصومینؑ کا فرمان سمجھ کر خرید کرتے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ کہیں کسی روایت گھڑنے والے کی وضع کردہ روایت نہ ہو، کسی دجال کا فریب نہ ہو یا کسی جاہل کی اختراع نہ ہو اور ایسی روایات سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کی طرح سلوک کیا جاتا ہے حالانکہ خداوند متعال نے اس مرحلے پر واضح حکم دے رکھا ہے اور یہاں نہایت درجہ احتیاط کی ضرورت ہے:

۱۔ **قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ**، کہہ دیجئے: کیا تمہیں خدا نے اجازت دی ہے یا تم خدا پر افتراء و جھوٹ باندھتے ہو[۱۲۵]۔

۲۔ **قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْداً فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ**، کہہ دیجئے کیا تم نے خدا کے ہاں کوئی عہد لیا ہے کہ خدا اس کے خلاف نہیں کرے گا یا تم خدا پر ایسی بات کرتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے[۱۲۶]۔

۳۔ **إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ**[۱۲۷]، بے شک شیطان تمہیں برائی و بے حیائی اور خدا پر ایس بات کرنے کا حکم دیتا ہے جس تمہیں علم نہیں۔

---

[۱۲۵]۔ سورہ یونس آیت ۵۹۔

[۱۲۶]۔ بقرہ ۸۰۔

اور اب حالت یہ ہے کہ جو لکھنے والے کو پسند آئی وہ صحیح ہے اور اس کی نسبت بھی دی جاتی ہے چاہے معیار تحقیق کے مطابق اس کی جو بھی حالت ہو، کبھی تو وہ آیت یاد آجاتی ہے جس میں کہا گیا: وائے ہو ان لکھنے والوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور کہتے: یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ کچھ کم قیمت کما سکیں تو ان کے لیے وائے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور جو انہوں نے کمایا؛ **فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ**[۱۲۸]۔

[۱۲۷]۔بقرہ ۱۶۹،اور دوسری جگہ فرمایا: **قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ**،اعراف ۳۳، کہہ دو بے شک میرے رب نے ہر قسم کی بے حیائی چاہے ظاہر ہو یا باطن کو حرام کیا اور گناہ اور ناحق بغاوت کو اور خدا کا شریک ٹھہرانے کو جس کے لیے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور یہ کہ تم خدا پر کوئی بات کرو جو تم نہیں جانتے۔

[۱۲۸]۔بقرہ ۷۹۔

۸۔ ثقہ راویوں کے بارے میں مذمت کی روایات

کتاب رجال کشی میں چونکہ راویوں کے بارے میں معصومینؑ کی طرف سے راویوں کے بارے میں نقل ہونے والی احادیث کو لکھا گیا ہے ،اوران احادیث میں معتبر اور غیر معتبر کی تشخیص بھی نہیں دی گئی اس لیے بہت سی جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ عظیم الشان جلیل القدر اصحاب معصومینؑ کے بارے میں بھی مذمت کی روایات موجود ہیں مثلازرارہ جیسے بزرگ فقیہ اور صحابی صادقینؑ جس کے بارے میں معتبر روایات میں منقول ہے کہ اگر ایسے لوگ نہ ہوتے تو نبوت کے آثار مٹ جاتے لیکن اس کے بارے میں کثرت سے مذمت کی احادیث بھی خود رجال کشی میں موجود ہیں[۱۲۹]۔

اس لیے بعض ظاہر بین لوگوں کا خیال ہوا کہ رجال کشی کو ایک غیر معتبر رجال کا درجہ دیا جائے لیکن یہ بات صحیح نہیں وہ کتاب جو صدیوں تک علماء اعلام کے پیش نظر رہی ہو اس کا لکھنے والااس قدر جلیل القدر محقق ہواور عدالت و وثاقت کے درجے پہنچا ہوا کہ آج تک کسی شیعہ محقق عالم نے اس کے بارے میں شک نہ کیا ہو ایکدفعہ اس کتاب کے بارے میں ایسا غیر دانشمندانہ بیان تو نہیں دیا جاسکتا بلکہ چاہیے کہ ان کے بارے میں معصومینؑ کی روایات اور درجہ اول کے دانشمندوں کے بیانات سے اس کا راہ حل ڈھونڈا جائے سو واضح ہو کہ معصومینؑ نے اپنے زمانے کے سیاسی اور معاشرتی حالات کے پیش نظر ایسے بعض جلیل القدر افراد کے بارے میں مذمت کے بیانات صادر فرمائے اور ان کے بارے میں خود اپنے مخلصین کو

وضاحت بھی فرمائی کہ اس کا سبب ان کی تنقیص یا تذلیل نہیں بلکہ ان کی حفاظت اور راز داری کو باقی رکھنا ہے اس کے بارے میں صحیحہ عبداللہ بن زرارہ پیش کی جاتی ہے :

زرارہ کے بیٹے عبداللہ سے منقول ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا، اپنے والد کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی بتانا کہ میں بعض اوقات لوگوں کے سامنے تیرے عیب بیان کرتا ہوں لہٰذا تجھے ایسی باتیں سن کر دل تنگ نہیں ہونا چاہیے اس میں تیری بھلائی اور تحفظ ہے کیونکہ ہمارے مخالفین ہمارے دوستوں پر نظر رکھتے ہیں اور جسے ہمارا دوست سمجھ لیں تو اسے اذیت دیتے ہیں اور جس کا ہم کبھی شکوہ کر دیں تو وہ شخص ان لوگوں کی نظر میں محبوب بن جاتا ہے اس لیے میں نے تجھے عیب دار بنا دیا ہے کیونکہ تو لوگوں میں ہماری محبت کی وجہ سے مشہور ہے اور لوگ تجھے اس میں مذموم سمجھتے ہیں تو میں نے تجھ میں عیب جوئی کی تا کہ تیرے عیب اور نقص کی وجہ سے تیرے امر دین کی تعریف کریں اور اس کے ذریعے ہم نے تجھ سے لوگوں کے ظلم و ستم کو دور کر دیا، اور خدا تعالی نے فرمایا؛(حضرت موسیٰ و خضرؑ کے قصہ سے مثال دی، کہ حضرت خضرؑ نے کشتی کو عیب دار بنا دیا تو حضرت موسیٰؑ کے اعتراض کے جواب میں فرمایا) وہ کشتی مساکین کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا اس میں عیب ڈال دوں کہ ان کے پیچھے ایک ظالم بادشاہ آرہا تھا جو ہر صحیح و سالم کشتی کو غصب کر لیتا تھا، یہ خداوند کی طرف سے نازل شدہ قصہ ہے انہوں نے اس کشتی کو صرف اس لیے عیب دار کیا تا کہ وہ بادشاہ سے بچ جائے اور اس کے ہاتھوں نہ چلی جائے حالانکہ وہ صحیح و سالم تھی اس میں کسی عیب کی گنجائش نہ تھی ،خدا کی حمد، اس مثال کو سمجھ لے خدا تجھ پر رحم کرے ، خدا کی قسم تو میرے نزدیک سب سے محبوب ترین اور زندگی و موت دونوں میں میرے باپ کے اصحاب میں سے بھی

محبوب ترین ہے تو اس تلاطم خیز سمندر کی بہترین کشتی کی مانند ہے تیرے پیچھے بھی ایک ظالم اور غاصب بادشاہ لگا ہے جو بحر ہدایت کی ہر بہترین کشتی کو غصب کرنا چاہتا ہے"[۱۳۰]۔

تجھ پر زندگی اور موت دونوں حالتوں میں خدا کی رحمت ہو تیرے بیٹوں حسن اور حسین نے تیرا خط مجھے دیا، خدا ان دونوں کو تجھ جیسے باپ کی وجہ سے حفاظت اور رعایت فرمائے جیسے جوانوں کی حفاظت کی اور میں نے اور میرے والد گرامی نے تجھے جو کچھ کہا تھا ابو بصیر اس کے علاوہ تمہیں حکم سنائے تو تجھے اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات حق میں وسعت ہوتی ہے اور ہم اس وسعت کے دوسرا جواب دیتے ہیں اور اگر ہمیں

---

[۱۳۰]۔رجال کشی ح۲۲۱۔ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ زُرَارَةَ. وَ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه وَ الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ حَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّه بْنِ زُرَارَةَ وَ ابْنَیْه الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) اقْرَأْ مِنِّی عَلَی وَالِدِکَ السَّلَامَ، وَ قُلْ لَهُ إِنِّی إِنَّمَا أَعِیبُکَ دِفَاعاً مِنِّی عَنْکَ، فَإِنَّ النَّاسَ وَ الْعَدُوَّ یُسَارِعُونَ إِلَی کُلِّ مَنْ قَرَّبْنَاهُ وَ حَمِدْنَا مَکَانَهُ لِإِدْخَالِ الْأَذَی فِی مَنْ نُحِبُّهُ وَ نُقَرِّبُهُ، وَ یَرْمُونَهُ لِمَحَبَّتِنَا لَهُ وَ قُرْبِه وَ دُنُوِّه مِنَّا، وَ یَرَوْنَ إِدْخَالَ الْأَذَی عَلَیْه وَ قَتْلَهُ، وَ یَحْمَدُونَ کُلَّ مَنْ عِبْنَاهُ نَحْنُ وَ إِنْ نَحْمَدَ أَمْرَهُ، فَإِنَّمَا أَعِیبُکَ لِأَنَّکَ رَجُلٌ اشْتَهَرْتَ بِنَا وَ لِمَیْلِکَ إِلَیْنَا، وَ أَنْتَ فِی ذَلِکَ مَذْمُومٌ عِنْدَ النَّاسِ غَیْرُ مَحْمُودِ الْأَثَرِ لِمَوَدَّتِکَ لَنَا وَ بِمَیْلِکَ إِلَیْنَا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعِیبَکَ لِیَحْمَدُوا أَمْرَکَ فِی الدِّینِ بِعَیْبِکَ وَ نَقْصِکَ، وَ یَکُونَ بِذَلِکَ مِنَّا دَافِعَ شَرِّهِمْ عَنْکَ، یَقُولُ اللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ: أَمَّا السَّفِینَةُ فَکانَتْ لِمَساکِینَ یَعْمَلُونَ فِی‌الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِیبَها وَ کانَ وَراءَهُمْ مَلِکٌ یَأْخُذُ کُلَّ سَفِینَةٍ (صَالِحَةٍ) غَصْباً، هَذَا التَّنْزِیلُ مِنْ عِنْدِ اللَّه صَالِحَةٌ، لَا وَ اللَّه مَا عَابَهَا إِلَّا لِکَیْ تَسْلَمَ مِنَ الْمَلِکِ وَ لَا تَعْطَبَ عَلَی یَدَیْه وَ لَقَدْ کَانَتْ صَالِحَةً لَیْسَ لِلْعَیْبِ مِنْهَا مَسَاغٌ وَ الْحَمْدُ لِلَّه، فَافْهَمِ الْمَثَلَ یَرْحَمْکَ اللَّهُ فَإِنَّکَ وَ اللَّه أَحَبُّ النَّاسِ إِلَیَّ وَ أَحَبُّ أَصْحَابِ أَبِی (ع) حَیّاً وَ مَیِّتاً، فَإِنَّکَ أَفْضَلُ سُفُنِ ذَلِکَ الْبَحْرِ الْقَمْقَامِ الزَّاخِرِ، وَ أَنَّ مِنْ وَرَائِکَ مَلِکاً ظَلُوماً غَصُوباً یَرْقُبُ عُبُورَ کُلِّ سَفِینَةٍ صَالِحَةٍ تَرِدُ مِنْ بَحْرِ الْهُدَی لِیَأْخُذَهَا غَصْباً ثُمَّ یَغْصِبَهَا وَ أَهْلَهَا-

اجازت دی جاتی تو تم جان لیتے کہ حق وہ ہے جو ہم نے تمہیں حکم دیا تو معاملہ ہمارے حال پر چھوڑ دو اور ہمارے احکام پر صبر کرو اور اس پر راضی رہو اور اس میں تمہاری بقاء بھی مضمر ہے کیونکہ ایک چرواہا بہتر جانتا ہے کہ اس کا ریوڑ اکٹھا رہے یا پراگندہ ہو جائے، دونوں صورتوں میں اس کے سامنے اپنے ریوڑ کا مفاد ہے، تم ہمارے قائم آل محمدؑ کے منتظر رہو جب وہ ظاہر ہونگے تو از سر نو لوگوں کو کتاب خدا، احکام دین اور شریعت اور فرائض کی تعلیم دیں گے جیسے اللہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائے تو اس وقت ان کی تعلیمات کو دیکھ کر تم میں سے بہت سے بصیرت رکھنے والے لوگ گھبرا جائیں گے اور شدید انکار کریں گے [131]۔

---

[131] -وَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْکَ حَيّاً وَ رَحْمَتُهُ وَ رِضْوَانُهُ عَلَيْکَ مَيِّتاً، وَ لَقَدْ أَدَّى إِلَيَّ ابْنَاکَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ رِسَالَتَکَ، حَاطَهُمَا اللَّهُ وَ كَلَأَهُمَا وَ رَعَاهُمَا وَ حَفِظَهُمَا بِصَلَاحِ أَبِيهِمَا كَمَا حَفِظَ الْغُلَامَيْنِ، فَلَا يَضِيقَنَّ صَدْرُکَ مِنَ الَّذِى أَمَرَکَ أَبِى (ع) وَ أَمَرْتُکَ بِهِ، وَ أَتَاکَ أَبُو بَصِيرٍ بِخِلَافِ الَّذِى أَمَرْنَاکَ بِهِ، فَلَا وَ اللَّهِ مَا أَمَرْنَاکَ وَ لَا أَمَرْنَاهُ إِلَّا بِأَمْرٍ وَسِعَنَا وَ وَسِعَكُمُ الْأَخْذُ بِهِ، وَ لِكُلِّ ذَلِکَ عِنْدَنَا تَصَارِيفُ وَ مَعَانٍ تُوَافِقُ الْحَقَّ، وَ لَوْ أُذِنَ لَنَا لَعَلِمْتُمْ أَنَّ الْحَقَّ فِى الَّذِى أَمَرْنَاكُمْ بِهِ، فَرُدُّوا إِلَيْنَا الْأَمْرَ وَ سَلِّمُوا لَنَا وَ اصْبِرُوا لِأَحْكَامِنَا وَ ارْضَوْا بِهَا، وَ الَّذِى فَرَّقَ بَيْنَكُمْ فَهُوَ رَاعِيكُمُ الَّذِى اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ خَلْقَهُ، وَ هُوَ أَعْرَفُ بِمَصْلَحَةِ غَنَمِهِ فِى فَسَادِ أَمْرِهَا، فَإِنْ شَاءَ فَرَّقَ بَيْنَهَا لِتَسْلَمَ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهَا لِتَأْمَنَ مِنْ فَسَادِهَا وَ خَوْفِ عَدُوِّهَا فِى آثَارِ مَا يَأْذَنُ اللَّهُ، وَ يَأْتِيهَا بِالْأَمْنِ مِنْ مَأْمَنِهِ وَ الْفَرَجِ مِنْ عِنْدِهِ، عَلَيْكُمْ بِالتَّسْلِيمِ وَ الرَّدِّ إِلَيْنَا وَ انْتِظَارِ أَمْرِنَا وَ أَمْرِكُمْ وَ فَرَجِنَا وَ فَرَجِكُمْ، وَ لَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا وَ تَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا ثُمَّ اسْتَأْنَفَ بِكُمْ تَعْلِيمَ الْقُرْآنِ وَ شَرَائِعِ الدِّينِ وَ الْأَحْكَامِ وَ الْفَرَائِضِ كَمَا أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ (ص) لَأَنْكَرَ أَهْلُ الْبَصَائِرِ فِيكُمْ ذَلِکَ الْيَوْمَ إِنْكَاراً شَدِيداً، ثُمَّ لَمْ تَسْتَقِيمُوا عَلَى دِينِ اللَّهِ وَ طَرِيقِهِ إِلَّا مِنْ تَحْتِ حَدِّ السَّيْفِ فَوْقَ رِقَابِكُمْ، إِنَّ النَّاسَ بَعْدَ نَبِيِّ اللَّهِ (ع) رَكِبَ اللَّهُ بِهِ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَغَيَّرُوا وَ بَدَّلُوا وَ حَرَّفُوا وَ زَادُوا فِى دِينِ اللَّهِ وَ نَقَصُوا مِنْهُ، فَمَا مِنْ شَىْءٍ عَلَيْهِ النَّاسُ الْيَوْمَ إِلَّا وَ هُوَ مُنْحَرِفٌ عَمَّا نَزَلَ بِهِ الْوَحْيُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَأَجِبْ رَحِمَکَ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ تُدْعَى إِلَى حَيْثُ تُدْعَى، حَتَّى يَأْتِيَ مَنْ يَسْتَأْنِفُ بِكُمْ دِينَ اللَّهِ اسْتِئْنَافاً-

اس مطلب میں دیگر روایات بھی اسی راہ حل کی طرف اشارہ کرتی ہیں جنہیں مختلف موارد کے بارے میں تحقیق کے وقت پیش کیا جائے گا اس لیے معتبر دلیل موجود ہونے کے بعد اس بحث کو طول دینا لازمی نہیں ہے۔

۹۔ معصومینؑ کی روایت سے راوی کے بارے میں استدلال کی شرائط

رجال کشی میں راویوں کے بارے میں کثرت سے معصومینؑ کی روایات کو ذکر کیا گیا ہے لیکن کسی روایت سے راوی کے بارے میں مدح ہو یا ذم استدلال کرنے کی شرائط ہیں جو روایت کی حجیت میں ضروری ہیں، سو ایک روایت سے استدلال کرنے کے لیے تین چیزوں کو ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے :

۱۔ صدور و سند حدیث ؛ یعنی اس کا معصومؑ سے صادر ہونا معتبر سند سے ثابت ہو اور اس میں تین چیزیں شامل ہیں ؛ایک یہ کہ اس حدیث کا مدرک یعنی جس کتاب سے وہ حدیث لی گئی اس کی نسبت اس کے مولف اور مصنف کی طرف تواتر یا معتبر سند سے ثابت ہو ،دوم یہ کہ اس کتاب کا مولف ثقہ اور صادق شخص ہو، سوم یہ کہ اس کی سند اور راویوں کا سلسلہ سچے افراد پر مشتمل ہو۔

۲۔ جہۃ الصدور ؛ یعنی یہ ثابت کیا جائے کہ وہ روایت بیان حکم کے لیے صادر ہوئی اور تقیہ وغیرہ دیگر انگیزوں کی وجہ سے صادر نہیں ہوئی۔

۳۔ دلالۃ الحدیث ؛ یعنی اس حدیث کی دلالت مطلب پر واضح اور روشن ہو اسے تاویل اور توجیہ کر کے مطلوب کو ثابت کرنے کے لیے پیش نہ کیا جائے۔

بعض افراد راوی کی وثاقت پر ضعیف روایات سے استدلال کرتے ہیں یا خود راوی کی اپنے بارے میں مدح کی روایت کو پیش کرتے ہیں یہ صحیح نہیں کیونکہ جب تک کسی روایت کی حجیت ثابت نہ ہو اس سے کسی دوسرے کی اعتبار اور حجیت کو کیسے ثابت کیا جاسکتا ہے اور خود راوی کی

روایت سے اس کی مدح کو ثابت کرنا تو دور منطق کو مستلزم ہے جو کہ امّ المحالات ہے لیکن بعض محدثین ایسی چیزوں کی پروا نہیں کرتے جیسے
محدث نوری نے عمران بن عبداللہ قمی کے احوال میں فرمایا: کشی نے اس کے بارے میں دو روایتیں ذکر کی ہیں جن میں اس کی بڑی مدح پائی جاتی ہے اور ان کی سندوں کا ضعیف ہونا مضر نہیں کیونکہ ان سے ظن اور گمان حاصل ہو جاتا ہے اور بعض دیگر افراد نے بھی رجال میں ظن و گمان کی حجیت پر اجماع کا دعوی کیا ہے۔
حالانکہ ضعیف روایتوں سے گمان حاصل کر کے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا یہ تو علم رجال کی اساس ہی کو کھو کھلا کرنے والی بات ہے اگر گمان اور ظن حاصل کرنا ہی مقصود ہے تو قیاس اور استحسان سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اور کتنے موارد ہیں جہاں سے گمان تو حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن شارع مقدس اس کو نہیں مانتا بلکہ فرمایا: گمان حق سے کچھ فائدہ نہیں دے سکتا[۱۳۲]، ہاں جس چیز کی تلاش ہے وہ ہے سچ اور حقیقت، جس کے بارے میں شارع نے اجازت دی ہو تو جب تک کسی کی وثاقت کو معتبر طریقے سے ثابت نہ کیا جائے اس پر گمان کا رنگ چڑھا کر اور ضعیف روایات پیش کر کے اس کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، اگر ضعیف روایت پر عمل ہی کرنا ہے تو کرلیں لیکن اگر معیار تحقیق کو دیکھنا ہے تو دلیل ایسی ہونی چاہیے جس میں بنیاد ضعیف پر نہ ہو اور جہاں تک رجال میں گمان کے حجت ہونے پر اجماع کا دعوی کیا گیا تو یہ اصلا بے دلیل ہے جیسا کہ محققین نے اس کو پیش کیا۔
محقق خوئیؒ فرماتے ہیں: اجماع کا دعوی کرنا باطل ہے اصول کی قدیم و جدید کتابیں دیکھیں تو ان میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ گمان پر عمل کرنا حرام ہے جب تک اس کی حجیت پر دلیل نہ ہو اور ظنی حکم کی شارع کی طرف نسبت دینا بی تشریع اور حرام ہے اور انہوں نے خاص موارد ذکر

۱۳۲۔ یونس ۳٦۔

کئے جہاں ظن کی حجیت پر دلیل قائم ہے اور بعض اختلافی موارد ہیں مگر رجال کے گمان کا ان میں بھی نام نہیں اور کسی عالم کی طرف ظن رجالی کی حجیت کی نسبت نہیں دی گئی چہ جائیکہ اس کی حجیت پر اجماع کا دعوی کیا جائے۔

فقہ کی استدلالی کتابیں شیخ طوسی کے زمانے سے محقق وعلامہ حلی اور ان کے بعد تک دیکھ لیں کسی نے ایسا دعوی نہیں کیا یہ تو بعض متاخرین کے بھی متاخرین نے دعوی کیا ہے اور اس کی کوئی دلیل بھی نہیں، بعید نہیں کہ اس کی وجہ اس کا یہ خیال ہو کہ علم رجال میں علم کا دروازہ بند ہے اس لیے گمان پر عمل کریں اور پھر اس نے یہ خیال کیا کہ علم کا باب بند ہونے کے بعد گمان کی حجیت پر سب کا اتفاق ہوگا حالانکہ اس میں واضح اشکال ہے اولا تو علم رجال میں علم کا دروازہ کھلا ہے اور متقدمین کی اخبار حسی ہونے کی وجہ سے قابل استدلال ہیں ثانیا اگر کسی موضوع میں علم کا باب بند ہو تو اس سے گمان کی حجیت ثابت نہیں ہو جاتی وہ تو احکام شرعیہ میں خاص دلیل کشف یا حکومت کی وجہ سے ظن کو حجت قرار دیا گیا... الغرض علم رجال میں گمان کی حجیت پر اجماع کا دعوی کرنا باطل ہے[۱۳۳]۔

---

[۱۳۳]۔ معجم رجال الحدیث ج۱ص۳۹۔

۱۰۔اصحاب اجماع کی وثاقت کی حدّ بندی

کتاب رجال کشی سے مربوط مشہور اور اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ اصحاب اجماع کی توثیق عام کا قاعدہ ہے جناب کشی نے تین عبارتیں پیش کی ہیں جو اس مہم رجالی نظریئے کی بنیاد بن گئی ہیں، اور اس بحث کی اہمیت میں یہی کافی ہے کہ بعض علماء نے فرمایا: **" إنه من مهمات هذا الفن، إذ على بعض التقادير تدخل آلاف من الاحاديث الخارجة عن حريم الصحة إلى حدودها أو يجرى عليها حكمها"**[۱۳۴]؛ یعنی یہ علم رجال کی مہم ترین بحثوں میں ہے کیونکہ اس کی بعض صورتوں میں ہزاروں ایسی حدیثیں جو صحیح ہونے سے خارج سمجھی جاتی تھی وہ صحیح ہوجائیں گی یا ان پر صحیح روایات کے احکام جاری ہونگے۔ ا. امام باقر و صادقؑ کے اصحاب کے فقہاء کے اسماء کو بیان کرتے ہوئے پیش کی، فرمایا: **تسمية الفقهاء من أصحاب أبى جعفر وأبى عبدالله عليهما السلام: اجتمعت العصابة على تصديق هؤلاء الاولين من أصحاب أبى جعفر عليه السلام وأصحاب أبى عبدالله عليه السلام وانقادوا لهم بالفقه فقالوا: أفقه الاولين ستة: زرارة، ومعروف بن خربوذ، وبريد، وأبوبصير الاسدى، والفضيل بن يسار، ومحمد بن مسلم الطائفى، قالوا: أفقه الستة زرارة، وقال بعضهم مكان أبى بصير**

---

[۱۳۴]۔ مستدرک الوسائل ج ۳ ص ۷۵۷۔

الاسدی، أبوبصیر المرادی وھو لیث بن البختری "؛ یعنی امام باقرؑ و صادقؑ کے اصحاب میں سے فقہاء کے نام: گروہ شیعہ نے امام باقر و صادق کے اصحاب میں سے ان کی تصدیق پر اتفاق کیا اور ان کے لیے فقاہت کا اعتراف کیا ہے اور فرمایا: ان پہلے والوں میں سے چھ بڑے فقیہ ہیں...

٢ " تسمیة الفقھاء من أصحاب أبی عبدالله علیه السلام: أجمعت العصابة علی تصحیح ما یصح عن ھؤلاء وتصدیقھم لما یقولون، وأقروا لھم بالفقه من دون اولئک الستة الذین عددناھم وسمیناھم وھم ستة نفر: ---وھم أحداث أصحاب أبی عبدالله علیه السلام"...؛ یعنی امام صادقؑ کے اصحاب میں سے فقہاء کے نام: گروہ شیعہ نے ان افراد کی روایت کے صحیح ہونے اور ان کے اقوال کی تصدیق اور ان کے فقیہ ہونے پر اتفاق اور اجماع کیا ہے یہ افراد ان کے علاوہ ہیں جن کو پہلے (ح۴۳۱ میں) ذکر کیا گیا اور ان کے نام بیان ہوئے؛ ۱۔ جمیل بن درّاج، ۲۔ عبداللہ بن مسکان، ۳۔ عبداللہ بن بکیر، ۴۔ حماد بن عیسی، ۵۔ حماد بن عثمان، ٦۔ابان بن عثمان، اور علماء نے کہا کہ ابواسحاق فقیہ یعنی ثعلبہ بن میمون نے گمان کیا کہ ان میں سب سے بڑے فقیہ جمیل بن دراج ہیں اور یہ امام صادقؑ کے اصحاب میں جوان افراد ہیں (جن کو فقیہ و مجتہد ہونے کا شرف حاصل ہوا)۔

٣ " تسمیة الفقھاء من أصحاب " أبی إبراھیم وأبی الحسن علیھما السلام: أجمع أصحابنا علی تصحیح ما یصح عن ھؤلاء وتصدیقھم وأقروا لھم بالفقه والعلم، وھم ستة نفر آخر دون ستة نفر الذین ذکرناھم فی أصحاب أبی عبدالله علیه السلام منھم: یونس بن عبدالرحمان، وصفوان بن یحیی بیاع السابری، ومحمد بن أبی عمیر، وعبدالله بن مغیرة، والحسن بن

محبوب، وأحمد بن محمد بن أبی نصر، وقال بعضهم مكان الحسن بن محبوب، الحسن بن علی بن فضال، وفضالة بن أيوب وقال بعضهم مكان فضالة بن أيوب، عثمان بن عيسى، وأفقه هؤلاء يونس بن عبدالرحمان وصفوان بن يحيى"؛ یعنی امام کاظم و رضاؑ کے اصحاب میں سے فقہاء کے نام: ہمارے علماء نے ان سے صحیح سند سے وارد ہونے والی روایات کو صحیح کیا اور ان کی تصدیق کی اور ان کے لیے فقاہت اور علم کا اعتزف کیا اور وہ ان چھ افراد کے علاوہ ہیں جن کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے[۱۳۵]۔

اصل بحث میں وارد ہونے سے پہلے چند چیزوں کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہے:

۱۔ "اِصحاب اجماع" کا جدید اصطلاح ہونا

ان راویوں کے لیے اصحاب اجماع کی یہ تعبیر متاخرین میں مشہور ہوئی ہے اور انہوں نے اسے اپنی رجال کی کتابوں میں بحث کا عنوان قرار دیا ہے حالانکہ کشی میں تو اسے ائمہ کے اصحاب میں سے فقہاء کے نام کے عنوان سے یاد کیا ہے جیسا کہ ان کی عبارتوں سے ظاہر ہے، یعنی وہ ان ائمہؑ کے اصحاب میں ان فقہاء کا نام بتانا چاہتے تھے جن کا فقہ میں بلند مرتبہ ہے اور فقہ کی

---

[۱۳۵]۔اس عنوان کی مشہور اور مہم ہونے کا شاہد یہ ہے کہ سید بحر العلوم نے انہیں با قاعدہ نظم کیا اگرچہ پہلے چھ میں کچھ مخالفت کی ہے: قد أجمع الكل على تصحيح ما * يصح عن جماعة فليعلما--- وهم أولوا نجابة ورفعة * أربعة وخمسة وتسعة - فالستة الاولى من الامجاد * أربعة منهم من الاوتاد ---زرارة كذا بريد قد أتى * ثم محمد وليث يا فتى كذا الفضيل بعده معروف * وهو الذى ما بيننا معروف--- والستة الوسطى اولوا الفضائل * رتبتهم أدنى من الاوائل- جميل الجميل مع أبان * والعبدلان ثم حمادان--- والستة الاخرى هم صفوان * ويونس عليهما الرضوان - ثم ابن محبوب كذا محمد * كذاک عبدالله ثم أحمد--- وما ذكرناه الاصح عندنا * وشذ قول من به خالفنا-

حدیثیں غالباان کے ذریعے سے نقل ہوئی ہیں لیکن متاخرین نے اس عنوان کی چھوڑ کر بحث کو کسی دوسرے زاویئے سے دیکھا ہے ،اس لیے اس کے حل میں اس مہم اور اساسی بات کو نہیں بھولنا چاہیے۔

۲۔اجماع کو علماء کا قبول کرنا

محدث نوری نے علماء کے اقوال کو جمع کیا جنہوں نے اس اجماع پر اعتماد کیا ہے ، سو تاریخی اعتبار سے ان علماء کا ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔سب سے پہلے ابو عمرو کشی نے اس کو نقل کیا جو قرن رابع کے علماء میں سے تھے اور کلینی م۳۲۹ھ کے معاصر تھے۔

۲۔ان کے بعد شیخ طوسی م ۴۶۰ھ نے اس کو نقل کیا کیونکہ انہوں نے رجال کشی کی تلخیص کی اور انہیں اپنے طلباء اور شاگردوں کو لکھوایا اس کی ابتداء ۲۶صفر ۴۵۶ھ ہے جیسا کہ ان سے سید " علی بن طاووس "نے کتاب "فرج المہموم "میں کتاب کے شروع میں شیخ کے خط سے نقل کیا ہے:"**هذه الاخبار اختصرتها من كتاب الرجال لابی عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزيز الكشی واخترنا مافيها**" یہ وہ روایات ہیں جو میں نے ابو عمرو کشی کے رجال سے مختصر کیں اور اس سے اختیار کی ہیں[۱۳۶]۔

۳۔ رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب م ۵۸۸ھ نے بھی اس اجماع کو قبول کیا چونکہ انہوں نے طبقہ اول اور دوم کے اصحاب اجماع کے بارے میں کشی کی عبارت کے مضمون کو ذکر کیا ہے[۱۳۷]۔

---

[۱۳۶]۔مستدرک الوسائل: ج ۳،ص ۷۵۷، نقل از فرج المہموم.

[۱۳۷]۔المناقب: ج ۴،احوال امام باقرؑ، ص۲۱۱،امام صادق علیہ السلام،ص ۲۸۰.

۴۔علامہ حلی م ۷۲۶ھ نے بھی اس کو قبول کیا کیونکہ انہوں نے اپنے رجال میں بہت سے موارد میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے "عبداللہ بن بکیر"، "صفوان بن یحییٰ"، "بزنطی "اور "اِبان بن عثمان" کے ترجمہ میں اس کی تصریح کی۔

۵۔ ابن داود مؤلف رجال جو قرن ہشتم کے محققین میں سے تھے انہوں نے بھی اپنے رجال میں اس کو ذکر کیا ہے فرمایا:"أجمعت العصابة على ثمانية عشر رجلا فلم يختلفوا فى تعظيمهم غير أنهم يتفاوتون ثلاث درج "[۱۳۸]؛ گروہ شیعہ کا ۱۸ راویوں پر اتفاق ہے ان کی تعظیم میں کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر وہ تین مختلف طبقوں سے متعلق ہیں۔

۶۔ شہید اول م ۷۸۶ھ نے "غایۃ المراد" میں بیع ثمر کی بحث میں ایک حدیث نقل کی جس کی سند میں حسن بن محبوب ہے اس کے پر یہ تبصرہ فرمایا: " وقد قال الكشي: أجمعت العصابة على تصحيح ما يصح عن الحسن بن محبوب"؛ کشی نے فرمایا ہے گروہ شیعہ حسن بن محبوب سے صحیح سند روایات کی تصحیح پر متفق ہے.

ہاں قرن ہفتم میں اس اجماع کی طرف کسی نے اشارہ نہیں کیا جیسے حسن بن زہرہ م ۶۲۰ھ) نجیب الدین ابن نمام ۶۴۵ھ، اِحمد بن طاووس م ۶۷۳ھ)، محقق حلی م ۶۷۶ھ یحییٰ بن سعید م ۶۸۹ھ، اسی طرح قرن نہم میں بھی علماء نے اس کو ذکر نہیں کیا جیسے فاضل مقدادم ۸۲۶ھ، ابن فہد حلی م ۸۴۱ھ ہاں دسویں صدی میں شہید ثانی م ۹۶۶ھ نے شرح الدرایۃ میں صحیح کی تعریف میں فرمایا:"نقلوا الاجماع على تصحيح ما يصح عن أبان بن عثمان مع كونه فطحيا، وهذا كله خارج عن تعريف الصحيح الذى ذكروه"؛

[۱۳۸]۔رجال ابن داود خاتمہ قسم الاول، فصل اول، ص ۲۰۹ طبعہ نجف وص ۳۸۴ طبعہ دانشگاہ طہران.

علماء شیعہ نے ان روایات کے صحیح ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے جن کی سند ابان بن عثمان تک صحیح پہنچ جاتی ہو حالانکہ وہ فطحی ہے اور یہ صحیح کی تعریف سے خارج ہے جو انہوں نے ذکر کیا ہے.

اسی طرح شرح لمعہ، کتاب طلاق میں شیخ سے نقل کیا کہ: "إن العصابة أجمعت على تصحيح ما يصح عن عبدالله بن بكير وأقروا له بالفقه والثقة"؛ گروہ شیعہ ان روایات کے صحیح ہونے پر متفق ہے جن کی سند عبداللہ بن بکیر تک صحیح پہنچتی ہو اور انہوں نے اس کی فقاہت اور وثاقت کا اقرار کیا ہے.

اور بعد کی صدیوں میں بھی اسے قبول کیا گیا ہے جیسے قرن یازدہم میں شیخ بہائی م ۱۰۳۱ھ، محقق داماد م ۱۰۴۱ھ، مجلسی اول، فخر الدین طریحی م ۱۰۸۵ھ، محقق سبزواری م ۱۰۹۰ھ مؤلف "ذخیرۃ المعاد فی شرح الارشاد".

اسی طرح بارہویں صدی ہجری میں علامہ مجلسی نے اسے ذکر کیا ہے[139]۔

- اس اجماع کی شہرت اور قبولیت کو دیکھتے ہوئے بعض علماء نے اس کے تواتر کا دعوی کر دیا جیسے علامہ مامقانی نے فرمایا: **حتی لو صحّ وصف الاجماع المنقول بالتواتر لصحّ ان يقال ان هذا الاجماع قد تواتر نقله و صار اصل انعقاده فی الجملة من ضروريات الفقهاء و المحدثين و اهل الدراية و الرجال و المراد بهذا الاجماع ليس معناه اللغوی و هو مجرد اتفاق الكل بل المعنى المصطلح و هو الاتفاق الكاشف عن رای المعصوم على ان يكون المجمع عليه هو القبول و العمل بروايات هئولاء---**[140]؛ اگر اجماع منقول کو متواتر کہنا جائز ہو تو کہنا چاہیے کہ یہ اجماع متواتر نقل ہوا ہے اور اس کا حاصل ہونا فقہاء و محدثین اور اہل درایہ و رجال کے ضروریات میں سے ہے اور اس اجماع سے مراد اس کا لغوی معنی نہیں کہ تمام علماء اس نظریہ میں متفق ہیں بلکہ اس کا اصطلاحی معنی ہے یعنی وہ اس طرح متفق ہیں کہ اس کا اتفاق معصوم کی رائے کو کشف کرتا ہے اور جس چیز پر ایسا اتفاق ہو اس کو قبول کرنا اور ان کی روایات پر عمل کرنا لازم ہے۔

---

[139] مستدرک الوسائل ج ۳ ص ۷۵۸-۷۵۹، کلیات فی علم الرجال ص ۱۷۲-۱۷۵۔

[140] ۔مقباس الھدایۃ ص ۷۰ ط حجری نجف۔

- اگر انصاف کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس اجماع کے تواتر کا دعوی صحیح نہیں کیونکہ علماء کا اسے قبول کرنا اس میں کوئی اضافہ نہیں کرتا کیونکہ ان سب نے کشی کے دعوی پر اعتماد کیا ہے، اگر کشی اسے نقل نہ کرتے تو یہ اجماع بھی نہ ہوتا، یہی وجہ ہے کہ شیخ نے اپنی رجالی کتابوں میں اس کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس دور کے دوسرے علماء من جملہ نجاشی اور برقی وغیرہ نے اس کو ذکر کیا ہے اور شیخ طوسی کے رجال کشی کی تلخیص کرنے سے لازم نہیں آتا کہ انہوں نے اس کو اپنایا ہو کیونکہ انہوں نے اس کی تلخیص اور تہذیب کی ہے، اس لیے اس کے تواتر کا دعوی تو صحیح نہیں اور جہاں تک اس کے لغوی معنی کی بجائے اصطلاحی معنی میں ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات اس سے بھی زیادہ فاسد ہے بھلا یہ کوئی حکم شرعی تو نہیں جس پر امام معصوم کی رائے کو کشف کیا گیا ہے بلکہ یہ موضوعات کا مسئلہ ہے اور یہ اجماع انکی وثاقت اور امانت داری و فقاہت کی شہرت سے پیدا ہوا ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

۳۔اجماع کی حجیت

ظن و گمان کے بارے میں قاعدہ کلی تمام اصولیوں کے نزدیک یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا حرام ہے جب تک اس کی حجیت پر دلیل معتبر قائم نہ ہو جائے اور اصولیوں نے مختلف ظنون کی حجیت کی بحث کرتے ہوئے خبر واحد کے ساتھ نقل ہونے والے اجماع کی حجیت پر بھی سیر حاصل بحثیں کی ہیں تو بعض دانشمند اس کو حجت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خبر واحد کی حجیت کی دلیلیں اس کو بھی شامل ہیں لیکن محققین جن میں سر فہرست شیخ انصاری ہیں وہ اس کو حجت نہیں سمجھتے اور فرماتے ہیں کہ خبر واحد کی حجیت کی دلیلیں اس خبر کے ساتھ مختص ہیں جو معصوم سے محسوس طریقے سے سن کو نقل کی گئی ہو نہ حدس کے طریقے سے یعنی اس کو علماء کے فتاوی کے اتفاق سے کشف کیا گیا ہو اور واضح ہے کہ اجماع نقل کرنے والے اسے حدس کے طریقے سے نقل کرتے ہیں نہ محسوس طریقے سے اس کی دو وجہیں ہیں:

۱۔سبب یعنی اتفاق علماء کی طرف سے جس سے امام کے فرمان کو کشف کیا جاتا ہے ،اس لحاظ سے حدسی ہے کہ کیونکہ اکثر طور پر اس سبب یعنی اتفاق علماء کو ان میں سے ایک گروہ کے اتفاق کو دیکھ تمام فقہاء کے اتفاق کا حکم لگایا جاتا ہے کیونکہ سب علماء کے اقوال تو موجود ہی نہیں کہ ان کے اتفاق کو دیکھا جائے۔

۲۔مسبّب یعی قول امام کی جہت سے بھی حدسی ہے کیونکہ اجماع کو حجت ماننے والوں نے علماء کے اتفاق کو دلیل قرار دیا کہ امام کا نظریہ بھی ان کے نظریئے سے مطابقت رکھتا ہو حالانکہ

علماء کے اتفاق اور امام کے نظریئے کے درمیان کوئی تلازم نہیں ہے، پس اجماع نقل کرنے والا اتفاق اور قول امام کو حدسی طریقے سے نقل کرتا ہے اور وہ خبر واحد کی حجیت کی دلیلوں میں شامل نہیں ہے"[۱۴۱]۔

بہرحال اگر اجماع کی حجیت کے قائل ہوں بھی تو ایسے اجماع کے بارے میں ہونگے جو حکم شرعی سے متعلق ہو نہ وہ جو کسی موضوع خارجی سے تعلق رکھتا ہو اور یہ اجماع بھی موضوعات خارجی سے متعلق ہے اور ایسا اجماع اگرچہ محصّل ہو حجت نہیں ہوتا درحالانکہ یہ تو اجماع منقول ہے، اس لیے اس عبارت کو اجماع کی جہت سے درست کرنے کی بجائے خود اس کی دلالت اور اس کی حدبندی کو پرکھنا چاہیے۔

۴۔عبارت "تصحیح ما یصحّ عنهم" کی دلالت

اصحاب اجماع کے بارے میں اصل عبارت جو رجال کشی میں ہے اس کی دلالت پر بحث اساسی ہے اس میں مایصحّ عنھم میں ما موصولہ سے کیا مراد ہے کیا وہ مصدری معنی میں روایت اور حکایت کرنا ہے یعنی ان کے روایت کرنے کی تصدیق کی جائے یا اس سے مراد نقل کی جانے والی حدیث ہے یعنی ان کی منقول روایات کی تصدیق کی جائے؟ یا دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ کیا اجماع ان کے روایت کرنے سے متعلق ہے کہ ابن ابی عمیر نے جو کہا کہ اس نے فلاں راوی سے روایت کی اس میں سچا ہے یا اجماع خود حدیث سے متعلق ہے اور روایت کو صحیح سمجھا جائے پہلے معنی سے دلالت التزامی کے ذریعے خود ان کی وثاقت لازم آتی ہے اور ان کا سچا ہونا سمجھا جاتا ہے کیونکہ گروہ شیعہ نے ان کے اپنے مشائخ سے روایت کرنے میں سچے ہونے کی تصدیق کی ہے، اور دوسرے معنی کی دلالت میں چند احتمال ہیں:

---

[۱۴۱]۔فرائد الاصول شیخ انصاری، ج۱ص۷۸-۷۹ط موسسہ نشر اسلامی، مصباح الاصول محقق خوئی، ج۲، بحث حجیت اجماع۔

۱۔خود حدیث کو صحیح قرار دیا جائے اگرچہ وہ مرسلہ ہو یا ان اصحاب نے کسی مجہول یا ضعیف سے نقل کی ہو کیونکہ قرائن خارجی کی وجہ سے ان کی احادیث کے صحیح ہونے پر گروہ شیعہ کا اتفاق ہے۔

۲۔ان کی حدیث کو صحیح کہا جائے اور اس کا سبب خود ان اصحاب کا ثقہ ہونا ہو تو اس وقت ان احادیث کا صحیح ہونا نسبی ہوگا نہ ہر لحاظ سے کیونکہ ممکن ہے کہ جس راوی سے وہ اصحاب روایت کریں وہ معتبر نہ ہو تو اس کا نتیجہ پہلے معنی کی طرح ہوگا۔

۳۔ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا جائے اور اس کا سبب خود ان اصحاب کا ثقہ ہونا اور ان لوگوں کا ثقہ ہونا ہو جن سے وہ روایت کرتے ہیں،اس معنی کی صورت میں ان اصحاب سے لیکر امام معصوم تک جتنے واسطے ان کی روایات میں وارد ہونگے ان کو ثقہ قرار دیا جائے گا اور بہت سے ایسے راویوں کا ثقہ ہونا لازم آئے گا جن کی رجال کی کتابوں میں توثیق نہیں مل رہی تھی جیسے محمد بن ابی عمیر بہت سے راویوں کے واسطے سے ائمہ معصومینؑ سے روایات کی ہیں تو ان سب کا ثقہ ہونا لازم آئے اگرچہ رجال کی کتابوں میں ان کی توثیق نہ ہوئی ہو،پس اس عبارت کی دلالت کے بارے میں چند قول ہیں:

قول اول: خود اصحاب کی توثیق

خود ان اصحاب کی روایت کرنے میں تصدیق کی جائے یعنی وہ روایت کرنے میں سچے ہیں اس کو بہت سے محقق علماء نے اختیار کیا ہے جیسے فیض کاشانی صاحب وافی اپنی کتاب کے تیسرے مقدمے میں فرماتے ہیں: "أن ما يصح عنهم هو الروايةلا المروى، وأما ما اشتهر فى تفسير العبارة من العلم بصحة الحديث المنقول منهم ونسبته إلى أهل البيت عليهم السلام بمجرد صحته عنهم، من دون اعتبار العدالة فيمن يروون عنه، حتى لو رووا عن معروف بالفسق او بوضع، فضلا عما لو أرسلوا

الحديث، كان ما نقلوه صحيحا محكوما على نسبته إلى أهل العصمة، فليست العبارة صريحة في ذلک "یعنی جو چیز ان سے صحیح ہے وہ خود روایت کرنا ہے نہ حدیث جو نقل کی گئی اور اس عبارت کی تفسیر میں جو مشہور ہے کہ ان سے منقول روایات صحیح ہونگی اور ان کو اہل بیت کی طرف نسبت دینا صحیح فقط اس لیے کہ ان اصحاب سے صحیح سند سے وارد ہوئی اور ان میں یہ نہیں دیکھنا کہ انہوں نے کس سے نقل کیا حتی اگر وہ کسی معروف فاسق یا جعلکار سے روایت کریں چہ جائیکہ وہ مرسلہ روایت کریں تو جو کچھ وہ نقل کریں وہ صحیح ہوگا اور اس کی نسبت اہل بیت عصمت و طہارت کی طرف دی جائے گی تو عبارت اس مطلب میں صراحت کے ساتھ دلالت نہیں کرتی۔

اس بناء پر یہ عبارت ان کی عدالت اور صداقت پر اتفاق ہونے سے کنایہ ہوگی لیکن جن راویوں سے انہوں نے روایت نقل کی ہو ان کی توثیق نہیں ہوگی۔ محدث نوری نے سید محقق شفتی کے ابان کے متعلق رسالے سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ تصحیح سے مراد روایت کا معنی مصدری ہے یعنی وہ یہ کہنے میں کہ مجھے فلاں نے خبر دی، سچے ہیں۔

اور ان سے پہلے رشید الدین ابن شہر آشوب نے مناقب میں اسی معنی کو سمجھا کیونکہ انہوں نے اس عبارت کا معنی ذکر کیا ہے فرمایا: "اجتمعت العصابة على تصديق ستة من فقهائه (الامام الصادق ؑ) وهم جميل ---الخ "یعنی گروہ شیعہ کا (امام صادقؑ کے اصحاب میں سے) ان چھ فقہاء کی تصدیق پر اتفاق ہے۔

پس انہوں نے کشی کی عبارت سے سمجھا کہ گروہ شیعہ کا ان کی تصدیق پر اور روایت کرنے میں سچے ہونے پر اتفاق ہے تو تصدیق معنی مطابقی ہوگا اور وثاقت اس کا التزامی معنی ہوگا۔

اور یہی مطلب شیخ عبداللہ بن حسین تستری جو شیخ عنایۃ اللہ قہپائی صاحب "مجمع الرجال" کے استاد تھے نے بھی سمجھا جیسا کہ قہپائی نے ان سے نقل کیا: "قال الاستاذ ...هكذا: وربما

يخدش بأن حكمهم بتصحيح ما يصح عنهم، إنما يقتضى الحكم بوقوع ما أخبروا به، وهذا لا يقتضى الحكم بوقوع ما أخبر هؤلاء عنه فى الواقع، والحاصل أنهم إذا أخبروا أن فلانا الفاسق حكم على رسول الله مثلا بما يقتضى كفره (نستغفر الله منه) فإن ذلک يقتضى حكمهم بصحة ما أخبروا به، وهو وقوع المكفر عن الفاسق المنسوب إليه ذلک لا صحة ما نسب إلى الفاسق فى نفس الامر إلى أن قال: إن الجماعة المذكورين فى هذه التسميات الثلاث إذا أخبروا عن غير معتبر فى النقل، فإنه لا يلزم الحكم بصحة ما أخبروا عنه فى الواقع، نعم يلزم ذلک إذا أخبروا عن معتبر[۱۴۲]"؛

یعنی استاد نے (اس عبارت کی وضاحت میں) اس طرح فرمایا: کبھی خدشہ کیا جاتا ہے کہ ان کا ان چیزوں کو صحیح کہنے کا حکم لگانا جو ان سے صحیح سند سے ثابت ہوں، تقاضا کرتا ہے کہ جس چیز کی انہوں نے خبر دی ہو وہ واقع ہوئی ہو لیکن اس کا یہ تقاضا نہیں کہ جس چیز کے بارے میں وہ خبر دیں وہ حق و حقیقت ہو کیونکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ خبر دیں کہ فلاں فاسق نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں ایسی بات کہی جو کفر کا موجب تھی (ہم خدا سے اس کی معافی چاہتے ہیں) تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بات صحیح ہو جس کی انہوں نے خبر دی اور وہ اس فاسق سے کفریہ بات کا صادر ہونا ہے جس کی طرف وہ منسوب ہے نہ اس بات کا حقیقت میں صحیح ہونا جو اس فاسق نے کہی یہاں تک کہ فرمایا: تو ان تین عبارتوں میں جن لوگوں کے نام ذکر ہیں جب وہ کسی غیر معتبر راوی سے روایت نقل کریں تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ چیز

۱۴۲۔ تعلیقۃ مجمع الرجال: ج۱، ص۲۸۶.

حقیقت میں صحیح ہو جس کی انہوں نے خبر دی ہاں اس وقت وہ حق ہو گی جب وہ کسی معتبر راوی سے نقل کریں گے۔

اس مطلب کو ابو علی نے رجال میں اپنے استاذ صاحب ریاض سے نقل کیا ان کی عبارت یہ ہے:"المراد دعوى الاجماع على صدق الجماعة، وصحة ما ترويه إذا لم يكن في السند من يتوقف فيه، فإذا قال أحد الجماعة: حدثني فلان، يكون الاجماع منعقدا على صدق دعواه وإذا كان ضعيفا أو غير معروف، لا يجديه نفعا،وذهب إليه بعض أفاضل العصر وهو السيد مهدى الطباطبائى"[۱۴۳].

یعنی مراد ان راویوں کی صداقت پر اتفاق ہے اور ان کی روایت کا صحیح ہونا ہے جب سند میں کوئی ایسا نہ ہو جس کے بارے میں اشکال ہو پس ان میں سے کوئی کہے: مجھے فلاں نے حدیث بیان کی تو اتفاق ہو گا کہ اس کا دعوی سچا ہے اور جب سند میں کوئی ضعیف یا غیر معروف راوی ہو تو اس اجماع سے کوئی فائدہ نہ ہو گا اس نظریئے کو بعض افاضل نے اختیار کیا جو کہ سید مہدی طباطبائی ہیں۔

---

[۱۴۳]۔مستدرک الوسائل ج۳ص۷۶۰، بلکہ صاحب ریاض سے منقول ہے کہ انہیں فقہی کتابوں میں طہارت سے دیات تک کوئی ایسا مورد نہیں ملا جہاں کسی فقیہ نے کسی ضعیف روایت پر اس لیے عمل کیا ہو کہ اس کی سند میں کوئی ایک صحابی اجماع موجود ہے،ان کی عبارت یہ ہے؛ **وادعى السيد الاستاذ دام ظله - السيد على صاحب الرياض - أنه لم يعثر فى الكتب الفقهية - من أول كتاب الطهارة إلى آخر كتاب الديات - على عمل فقيه من فقهائنا بخبر ضعيف محتجا بأن في سنده أحد الجماعة وهو إليه صحيح۔** معجم رجال الحدیث ج۱ص۵۹از رجال ابو علی مقدمہ ۵۔

اسی قول کو آخر میں امام خمینی [۱۴۴] اور محقق خوئی نے اختیار کیا ہے، ثانی الذکر کا بیان ہے: **من الظاهر أن كلام الكشى لاينظر إلى الحكم بصحة ما رواه أحد المذكورين عن المعصومين عليهم السلام ، حتى إذا كانت الرواية مرسلة أو مروية عن ضعيف أو مجهول الحال ، وإنما ينظر إلى بيان جلالة هؤلاء ، وأن الاجماع قد إنعقد على وثاقتهم وفقههم وتصديقهم فى مايروونه . ومعنى ذلک أنهم لايهتمون بالكذب فى أخبارهم وروايتهم ، وأين هذا من دعوى الاجماع على الحكم بصحة جميع ما رووه عن المعصومين عليهم السلام ، وإن كانت الواسطة مجهولا أو ضعيفا ؟!** [۱۴۵].

یعنی کشی کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ وہ ان روایات کے صحیح ہونے کا حکم لگانے کے لیے نہیں ہے جو ان اصحاب اجماع نے معصومینؑ سے نقل کی ہیں حتی اگر وہ روایت مرسلہ ہو یا کسی ضعیف یا مجہول راوی سے ان اصحاب نے نقل کی ہو بلکہ وہ عبارت تو ان راویوں کی جلالت اور منزلت کو بیان کرتی ہے کہ ان کی وثاقت اور فقاہت اور جو وہ روایت کرتے ہیں اس میں ان کی تصدیق کرنے پر اتفاق قائم ہے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ خبر دینے اور روایت نقل کرنے میں جھوٹ میں متہم نہیں ہیں اس کا کہاں تعلق ہے کہ جو کچھ انہوں نے معصومینؑ سے نقل کیا اس سب کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے اگرچہ درمیان میں کوئی مجہول یا ضعیف راوی ہو؟!

---

[۱۴۴] ۔ کتاب الطہارۃ: ج ۱، ص ۱۸۶۔

[۱۴۵] ۔ معجم رجال الحدیث، ۱ ص ۵۹ بحث اجماع۔

نقد و تحقیق

حق قول یہی ہے کیونکہ اولا توکشی کی عبارت پہلے مورد میں ان کی تصدیق تک منحصر ہے اورا س میں "تصحیح ما یصح "کا اضافہ نہیں ہے جس سے ان کی روایات کی تصدیق کو سمجھا جائے[۱۴۶]،اس طرح بعد کے طبقات کے بارے میں موجود عبارت کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ

---

[۱۴۶]۔بعض علماء جیسے محقق شفتی نے کشی کی عبارت کے اس فرق کو دیکھتے ہوئے کہ پہلے مورد میں فقط تصدیق پر اتفاق کا دعوی کیاہےاور دوسرے دو موارد میں تصحیح اور تصدیق کا حکم لگایا ہے سمجھا کہ پہلے مورد میں مراد فقط حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور دوسرے دو مورد میں ان کے مشائخ کی بھی توثیق کی ہے،فرمایا:"إن نشر الاحاديث لما كان فى زمن الصادقين عليهما السلام، وكانت روايات الطبقة الاولى من أصحابهما غالبا عنهما من غير واسطة، فيكفى للحكم بصحة الحديث تصديقهم، وأما المذكورون فى الطبقة الثانية والثالثة، فقد كانوا من أصحاب الصادق والكاظم والرضا عليه السلام، وكانت رواية الطبقة الثانية عن مولانا الباقر عليه السلام مع الواسطة، وكانت الطبقة الثالثة كذلک بالنسبة إلى الصادق عليه السلام، ولم يكن الحكم بتصديقهم كافيا فى الحكم بالصحة فما اكتفى بالتصديق وأضاف: " اجتمعت العصابة على تصحيح ما يصح عنهم " ولما روى كل من فى الطبقة الثانية، عن الصادق عليه السلام، والطبقة الثالثة عن الكاظم والرضا عليهما السلام، أتى بتصديقهم أيضا.والحاصل ; أن التصديق فيما إذا كانت الرواية عن الائمة عليهم السلام من غير واسطة والتصحيح إذا كانت معها "(مستدرک الوسائل ج ۳،ص۷۶۹).

یعنی چونکہ احادیث صادقینؑ کے زمانے میں نشر ہوئیں اور پہلے طبقے کے اصحاب اجماع غالبا ان ائمہؑ سے بلاواسطہ روایت کرتے تھے توان کی حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگانے کے لیے ان کی تصدیق کرنا کافی ہے لیکن دوسرے و تیسرے طبقے میں امام صادق و کاظمینؑ کے اصحاب ہیں اور ان کی روایت امام باقرؑ سے یا تیسرے طبقے کی روایت امام صادقؑ سے واسطے کے ساتھ ہوتی ہے توان کی تصدیق کا حکم لگاناان کی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں ہے تو فقط تصدیق کہنے پر اکتفاء نہیں کی بلکہ اضافہ فرمایا: کہ ان کی روایات کے صحیح ہونے پر بھی اتفاق ہے تو جب دوسرے طبقے کے لوگ امام صادق سے یا تیسرے طبقے کے امام کاظم و رضاؑ سے روایت کرتے ہیں تو تصدیق کا لفظ بھی لائے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ تصدیق اس وقت ہے جب وہ ائمہ سے بغیر واسطے کے روایت کریں اور تصحیح اس وقت ہے جب واسطے کے ساتھ روایت کریں۔

تمام موارد میں ان کی مراد ان کو نقل روایت میں سچا ہونے کو بیان کرنا تھا اور دلالت التزامی کے ذریعے ان کی وثاقت بھی سمجھی گئی، اسی مطلب کو ابن شہر آشوب، ابن داود اور علامہ حلی وغیرہ قدیم علماء نے بھی سمجھا جیسا کہ علامہ حلی نے مختلف میں فرمایا: یہ نہ کہا جائے کہ عبداللہ بن بکیر فطحی ہے کیونکہ ہم کہیں گے اگرچہ فطحی ہے لیکن مشائخ نے اس کی توثیق کی ہے اور کشی کی عبارت کو نقل کیا ہے اسی طرح ابان بن عثمان احمر کے بارے میں فرمایا۔

ثانیا"ما یصح من ھؤلاء "کی تعبیر میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب چند سلسلوں سے ایک روایت ابن ابی عمیر سے نقل ہو اور کہا جائے کہ ابن ابی عمیر سے صحیح نقل ہوا ہے تو کیا اس سے نقل کرنے میں صحیح ہونا مراد ہے یا خود حدیث کے متن کا صحیح ہونا مراد ہے، ظاہر ہے کہ اس تعبیر سے فقط نقل اور روایت کرنے میں ان کا سچ بولنا مراد ہوگا نہ کہ متن حدیث اور اس کے معنی کو صحیح کہا جائے گا ہاں اس سے اس راوی کا ثقہ ہونا بھی سمجھا جائے گا لیکن وہ دلالت التزامی کے ذریعے ہوگا۔

لیکن یہ ایک ذوقی تفسیر ہے اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے باطل ہونے پر دلیل ہے کیونکہ طبقہ اول کے افراد نے بہت زیادہ روایات واسطے کے ساتھ امام سے نقل کیں؛ جیسے زرارہ نے چودہ افراد کے واسطے سے بھی امام سے روایت کی، وہ یہ ہیں: ۱ابو الخطاب ۲ بکر ۳ حسن بزاز ۴ حسن بن سری ۵ حمران بن اعین ۶ سالم بن ابی حفصہ ۷ عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی ۸ عبداللہ بن عجلان ۹ عبدالملک ۱۰ عبدالواحد بن مختار انصاری ۱۱ عمر بن حنظلہ ۱۲ فضیل ۱۳ محمد بن مسلم ۱۴ یسع (معجم رجال الحدیث: ج ۷، ص۲۱۸، ۲۶۰ ۲ن ۴۶۶۳.)، اور محمد بن مسلم نے چھ افراد سے روایت کی: ۱ابو حمزہ ثمالی ۲ابو صباح ۳ حمران ۴ زرارۃ ۵ کامل ۶ محمد بن مسعود طائی، اور فضیل بن یسار نے دو سے روایت کی؛ ۱زکریا نقاض ۲ عبدالواحد بن مختار انصاری، معروف بن خربوذ نے دو سے روایت کی ۱ابو طفیل ۲ حکم بن مستور اس کے باوجود کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ امام سے بلاواسطہ روایت کرتے ہیں، ثانیا: اگر ان کی مراد یہ ہوتی تو اس کی تصریح کرتے کیونکہ یہ کوئی ایسی بات تو نہیں جو سب کے لیے واضح ہو اسی لیے تو جناب محقق کے علاوہ کسی کے ذہن میں نہیں کھٹکی بلکہ عبارت کا معنی تو واضح ہے کہ اس میں ان راویوں کی فقاہت اور وثاقت کے عظیم درجے کا حکم لگایا گیا۔

اشکالات کا جواب

محدث نوری نے اس عبارت کی چند اشکالات کیئے ہیں، ایک یہ ہے کہ وثاقت تو تمام ثقہ راویوں کے درمیان مشترک امر ہے بعض رایوں کی تصدیق اور تصحیح پر اتفاق کا دعوی کرنے اور دوسروں کے بارے میں ایسا دعوی نہ ہونے کا کیا فرق ہے ؟ بلکہ یہ تفسیر سابقہ علماء کی عبارتوں کی نسبت رکیک ہے اور اگر کشی کی مراد وہی ہوتی جو اس قول کے قائلین نے کی تو فقط ان کی تصدیق پر اتفاق کا دعوی کیا جاتا بلکہ اصلا صحیح یا ضعیف ہونا متن حدیث کے اوصاف میں سے ہے سند پر اس کا استعمال تسامح اور سہل انگاری کی وجہ سے ہوتا ہے۔

لیکن ان کا جواب واضح ہے کیونکہ کشی نے فقط ان کی وثاقت پر اجماع اور اتفاق نقل نہیں کیا بلکہ ان کی فقاہت اور علم (واجتہاد) کی تصدیق پر اتفاق کا دعوی کیا ہے اور یہ ایسی فضیلت اور امتیاز ہے جو دوسرے بہت سے ثقہ اور معتمد راویوں میں نہیں ہے، اس عبارت میں کوئی رکاکت نہیں بلکہ اپنے مطلب پر بہترین دلالت کرتی ہے اور تصدیق کے ساتھ تصحیح کا اضافہ اپنے معنی مقصود کو واضح کرنے کے لیے لائے ہیں بلکہ تصحیح کی تفسیر کی غرض سے اس کے بعد تصدیق کا اضافہ کیا نہ اس سے پہلے تاکہ متن کی تصحیح والے معنی کا احتمال ہی نہ رہے،اور جہاں تک صحیح ہونے کو متن کا وصف قرار دیا ہے تو وہ بھی کسی طرح کامل نہیں کیونکہ صحیح کا معنی تامّ ہو یا ثابت وہ سند کے لیے بھی بولا جاسکتا ہے اور متن کے لیے کیونکہ دونوں میں لفظ کے استعمال کا معیار پایا جاتاے ے جیسا کہ لغت اور علم اصول میں صحیح اور فاسد کے بارے میں خاصی وضاحت دی گئی ہے۔

بلکہ کشی نے تو عنوان بھی فقہاء کے اسماء بیان کرنے کا دیا ہے اور اصحاب اجماع کی اصطلاح متاخرین نے جعل کی ہے اس لیے اصل عبارت اور اس کے عنوان کے مطابق ہی اس عبارت کو سمجھا جائے۔

قول دوم: قرائن کی وجہ سے اصحاب کی روایات کی تصحیح

دوسرا قول یہ ہے کہ ان اصحاب اجماع کی روایات کو داخلی یا خارجی قرائن کی وجہ سے صحیح ہونے کا حکم لگایا جائے اور اس طرح "تصحیح مایصح" سے مراد صحت روایت کا وہ معنی ہو جو قدماء میں مشہور تھا یعنی ان کی روایات کے سچ ہونے کا اطمینان ہو بغیر اس کے کہ ان کے مشائخ اور سند کے باقی راویوں کی توثیق کی جائے، پس جب قرائن موجود ہوں تو روایت کے صحیح ہونے کا حکم لگایا جائے گا چاہے سند مرسلہ ہو یا اس میں کوئی مجہول یا ضعیف راوی موجود ہو۔

متأخرین کے نزدیک صحیح وہ روایت ہے جس کی سند امامی عدل اور ثقہ راویوں کے متصل سلسلے کے ساتھ معصوم تک پہنچے لیکن قدماء کے نزدیک حدیث کی صرف دو قسمیں تھیں: صحیح اور غیر صحیح پس جب کسی روایت کے صدق ہونے ہونے پر قرائن داخلی و خارجی موجود ہوتے تو وہ اس کو صحیح سمجھتے چاہے اس کی سند میں کوئی ضعف ہوتا اور ان کے ہاں روایت کے سچ ہونے کے قرائن میں سے ایک قرینہ اس کے راویوں کا ثقہ ہونا تھا لیکن قرائن کے مفقود ہو جانے اور بحث کو دقیق تر کرتے ہوئے متاخرین نے حدیث کی چار قسمیں کیں: صحیح، موثق، حسن و ضعیف[۱۴۷]۔

اس نظریئے کی روشنی میں اصحاب اجماع کی تصدیق اور تصحیح پر اتفاق ہونے کا معنی یہ ہے جب گروہ شیعہ نے ان کی روایات کو قرائن خارجی اور داخلی کی روشنی میں دیکھا جو ان کی روایات کی صداقت پر دلالت کرتے تھے تو انہوں نے ان کی روایات کے صحیح ہونے پر اتفاق کر لیا جیسا کہ محقق داماد نے رواشح سماویہ میں فرمایا: " أجمعت العصابة على تصحيح ما يصح

۱۴۷۔ منتقی الجمان ج۱، ص ۱۳، التکملۃ محقق کاظمی: ج۱، ص۱۹-۲۰، کلیات فی علم الرجال ص۱۸۷۔

عنهم، والاقرار لهم بالفقه والفضل والضبط والثقة، وإن كانت روايتهم بإرسال أو رفع أو عمن يسمونه وهو ليس بمعروف الحال ولمة منهم فى أنفسهم فاسدو العقيدة، غير مستقيمى المذهب إلى أن قال: مراسيل هؤلاء ومرافيعهم ومقاطيعهم ومسانيدهم إلى من يسمونه من غير المعروفين، معدودة عند الاصحاب رضوان الله عليهم من الصحاح من غير اكتراث منهم لعدم صدق حد الصحيح على ما قد علمته (من المتأخرين) عليها"[۱۴۸].

یعنی گروہ شیعہ ان کی تصحیح پر اور ان کے لیے فقاہت اور فضیلت اور ضبط و وثاقت کا اعتراف کرنے پر متفق ہے اگرچہ ان کی روایات مرسلہ یا مرفوعہ ہوں یا مجہول الحال سے منقول ہوں اور ان میں سے بعض راوی فاسد العقیدہ ہوں... ان کی مرسلہ و مرفوعہ اور وہ مسند روایتیں جو انہوں نے غیر معروف راویوں سے نقل کیں وہ علماء کے نزدیک صحیح شمار ہوتی ہیں ،اگرچہ متاخرین کی اصطلاح کے مطابق اس پر صحیح کی تعریف نہیں بولی جاتی۔

اور محقق بہبہانی نے تعلیقہ میں اسی کو اختیار کیا ہے،فرمایا: "المشهور أن المراد صحة مارواه حيث تصح الرواية إليه، فلا يلاحظ من بعده إلى المعصوم وإن كان فيه ضعيف "؛یعنی مشہور یہ ہے کہ ان کی روایات کو صحیح شمار کیا جائے جن کی سند ان تک صحیح ہوتی ہو،ان کے بعد معصوم تک سند کو نہ دیکھا جائے اگرچہ اس میں کوئی ضعیف راوی ہو۔

۱۴۸۔الرواشح السماویۃ ص۴۱.

صاحب وسائل خاتمہ کتاب کے فائدہ ہفتم کے شروع میں اس نظریئے کو صریحا اختیار کرتے ہیں: **وناهيک بهذا الإجماع الشريف ـ الذى قد ثبت نقله وسنده ـ قرينة قطعية على ثبوت كل حديث رواه واحد من المذكورين ، مرسلا ، أو مسندا ، عن ثقة ، أوضعيف ، أو مجهول ، لإطلاق النص والإجماع ، كما ترى.والإجماع على صحة روايات جماعة لايدل على عدم صحة روايات غيرهم ، لأنه أعم منه**[149].

یعنی اس اجماع کو جو نقل اور سند کے لحاظ سے ثابت ہے ، ہر اس حدیث کی ثبوت پر یقینی قرینہ سمجھئے جس کو ان اصحاب میں سے کسی نے نقل کیا ہو چاہے مرسلہ یا سند کے ساتھ ، کسی ثقہ راوی سے یا ضعیف سے یا مجہول سے کیونکہ نص اور اجماع ان سب قسموں کو شامل ہے جیسا کہ آپ نے سمجھا اور ایک جماعت کی روایات کے صحیح ہونے پر اتفاق یہ دلالت نہیں کرتا کہ دوسروں کی روایات صحیح نہ ہوں بلکہ وہ اس سے عام تر ہے۔

بلکہ فیض کاشانی نے سابقہ عبارت میں متاخرین کی ایک جماعت کی طرف اس کی نسبت دی اور بہبہانی اور دیگر علماء نے اسے مشہور قرار دیا۔

اس قول کی وجہ سے کوئی رجالی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا اور کسی راوی کی توثیق کا فائدہ نہیں لیا جاسکتا جن سے ان اصحاب اجماع نے روایت کی اس سے تو روایت کے صحیح ہونے اور حجت ہونے کو سمجھا جاتا ہے۔

---

[149] وسائل ، ج۳۰ ص۲۲۴ ، خاتمہ ، فائدہ ہفتم۔

جواب اشکال

اس پر محدث نوری نے یہ اشکال کیا ہے کہ یہ تفسیر صحیح کی اصطلاح کے قدماء اور متأخرین میں مختلف ہونے پر مبنی ہے اور یہ ثابت نہیں ہے بلکہ قدماء اور متاخرین کے ہاں صحیح کی اصطلاح ایک ہے ،اور شیخ بہائی نے "مشرق الشمسین " کے مقدمہ میں اور محقق صاحب معالم نے "منتقی الجمان " نے جو اس فرق کو بیان کیا وہ ثابت نہیں ہے ہم ان سے اس کی دلیل کا سوال کرتے ہیں ہمیں تو کوئی دلیل نہیں ملی بلکہ وہ صحیح اس روایت کو کہتے ہیں جس کا راوی ثقہ ہو اگرچہ غیر امامی ہو اور اگر اصطلاح میں کوئی فرق ہے تو وہ محض مذہب کی شرط میں ہے کہ متاخرین اس میں راوی کے ثقہ امامی ہونے کو لازم جانتے ہیں ،اور قدماء فقط وثاقت کو کافی جانتے تھے "[150]۔

قرائن کی وجہ سے روایات کے صحیح ہونے کا حکم لگانا بہت واضح امر ہے ،قرینہ داخلیہ جو راویوں کی وثقات ہے تو تمام متاخرین اس کو مانتے ہیں اور قرائن خارجی کی طرف شیخ طوسی نے عدۃ الاصول میں تعادل وتراجیح کی بحث میں جو بیان دیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ روایت کے صحیح ہونے سے ان کی مراد وہ ہے جو باطل کے مقابلے میں ہو ،نہ فقط وہ روایت جسے ثقہ راویوں نے نقل کیا ہو ،انہوں نے عنوان دیا "وہ قرائن جو خبر واحد کے صحیح یا باطل ہونے کی دلیل بنتے ہیں " پھر اس کے ذیل میں فرمایا: وہ قرائن جو خبر واحد کے مضمون کے صحیح ہونے پر دلیل ہیں وہ چار چیزیں ہیں :

۱۔وہ روایت عقل کی دلیلوں کے مطابق ہو۔

۲۔وہ روایت قرآن کی نصّ کے مطابق ہو۔

۳۔وہ روایت اس سنت کے مطابق ہو جو تواتر کے ساتھ نقل ہونے کی وجہ سے یقینی ہو۔

---

[150] ۔مستدرک الوسائل: ج ۳،ص ۷۶۲۔

۴۔ وہ روایت فرقہ حقہ کے اجماعی اور اتفاقی مسائل کے مطابق ہو[۱۵۱]۔

یہ تمام وہ قرائن ہیں خبر واحد کے مضمون کے صحیح ہونے کی دلیل ہو سکتے ہیں لیکن خود اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ جعلی ہو اگرچہ اس کا معنی ادلہ کے مطابق ہو تو جب روایت ان قرائن سے خالی ہو تو وہ خبر واحد محض ہو گی۔

شیخ کی یہ عبارت نص ہے کہ قرائن کی روشنی میں مضمون کے لحاظ سے روایت صحیح ہوتی ہے۔

قول سوم: اصحاب اور ان کے مشائخ کی وثاقت کی وجہ سے ان کی روایات کے صحیح ہونے کا حکم

محدث نوری نے اس عبارت سے سمجھا ہے کہ ان اصحاب اور ان کے مشائخ کی وثاقت کی وجہ سے ان کی روایات کے صحیح ہونے کا حکم لگایا گیا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مایصحّ سے مراد خود حدیث لی جائے لیکن اس کے صحیح ہونے کا حکم قرائن خارجیہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خود ان راویوں کی وثاقت اور ان افراد کی صداقت کی وجہ سے ہو جن سے انہوں نے روایت کی ،اس کے ذریعے ان سینکڑوں افراد کی توثیق ہو جائے گی جن سے انہوں نے روایت کی ہو گی ،اس نظریئے کو ثابت کرنے کے لیے محدث نوری نے بہت تفصیل ذکر کی ہے ، لیکن ان کی تمام بحث کا محور یہ تین چیزیں ہیں:

---

[۱۵۱]. عدۃ الاصول ج۱ص ۱۴۳ط محققہ مطبعہ ستارہ، قم ان کی عین عبارت ملاحظہ ہو: "فی ذکر القرائن التی تدل علی صحة أخبار الآحاد أو علی بطلانها "... القرائن التی تدل علی صحة مضمون أخبار الآحاد وأنها أربعة.منها: أن یکون موافقا لادلة العقل وما اقتضاه...ومنها: أن یکون الخبر مطابقا لنص الکتاب...ومنها: أن یکون الخبر موافقا للسنة المقطوع بها من جهة التواتر.ومنها: أن یکون موافقا لما أجمعت علیه الفرقة المحقة...فهذه القرائن کلها تدل علی صحة متضمن أخبار الآحاد، ولا تدل علی صحتها أنفسها، لامکان کونها مصنوعة وإن وافقت الادلة، فمتی تجرد الخبر من واحد من هذه القرائن کان خبر واحد محضا.

۱۔ احادیث کے صحیح ہونے کو قرائن خارجی کے ذریعے پہچاننا معمولا محال ہے اس لیے صحت حدیث کو قرینہ داخلی سے پہنچاننا ہوتا ہے اور وہ راویوں کی وثاقت ہے یعنی اس چیز کو بعض راویوں کے بارے میں کھوج لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ثقہ کے بغیر کسی راوی سے روایت نہیں کریں گے لیکن یہ جاننا کہ ان کی روایات قرائن سے ملی ہوتی ہیں تاکہ اس لحاظ سے ان کی روایات کو صحیح قرار دیا جاسکے معمولا محال ہے حالانکہ ان کی روایات مختلف کتابوں اور ابواب میں بکھری ہوئی ہیں۔

اس کا جواب واضح ہے کہ قرائن کے بارے میں محدث نے ایک فرضیہ قائم کرلیا ہے اور اس کے مطابق ہی فیصلہ کیئے جارہے ہیں وگرنہ قرائن کوئی ایسی چیز نہیں جس کو محض کسی معتبر کتاب میں ہونے یا راوی کے ثقہ ہونے میں منحصر کیا جاسکے بلکہ جیسا کہ شیخ طوسی کی عبارت میں گزر چکا اس کے بہت سے اسباب ہیں کبھی بعض روایات میں کچھ ہوسکتے ہیں اور دوسری بعض میں دوسرے قرائن ہوسکتے ہیں اور اگر محدث کے کلام کے مطابق صحت روایات کا عمومی قرینہ فقط ثقہ راویوں سے روایت کرنا ہو تو ان کو ضعیف راویوں سے روایت نقل نہیں کرنی چاہیے حالانکہ بہت سے موارد میں اس کے برخلاف عمل ہوا ہے اور اگر ان کی مراد ان افراد کو ثقہ قرار دینا ہوتا جن سے انہوں نے روایت کی تو اس کو صریح الفاظ میں تعبیر کرتے کہ گروہ شیعہ کا ان لوگوں کی وثاقت پر اتفاق ہے جن سے ان میں سے کوئی ایک روایت کرے

۲۔اور محدث نوری نے شیخ کی عدۃ کی اس عبارت سے بھی استدلال کیا: جب ایک راوی سند کے ساتھ روایت بیان کرے اور دوسرا مرسلہ بیان کرے تو روایت کی سند کو گرا کر بیان کرنے کے حال کو دیکھا جائے گا پس اگر وہ ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں علم ہے کہ وہ سوائے ثقہ اور معتمد شخص کے کسی سے بغیر سند کے روایت بیان نہیں کرتا تو دوسرے

کے روایت کو اس کی روایت پر ترجیح نہیں اسی لیے گروہ شیعہ نے ابن ابی عمیر، صفوان بن یحییٰ، احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی وغیرہ ثقات کہ جن کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ سند گرا کر کسی سے روایت نہیں کرتے مگر جس پر وہ اعتماد کرتے ہیں اور دوسرے راویوں کی روایات کو برابر قرار دیا ہے اسی لیے ان کی مرسلہ روایات پر عمل کیا ہے جب وہ کسی مطلب میں تنہا روایت کریں[۱۵۲]۔

اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس کلام میں انصاف سے غور کرنے والا شک نہیں کرے گا کہ ان ثقہ افراد سے مراد یہی اصحاب اجماع ہیں کیونکہ ثقہ راویوں کے درمیان ان کے علاوہ کوئی ایسی جماعت نہیں جو کسی خاص مشترک صفت میں معروف ہوں اور اس کے ذریعے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہوں پس ان کے کلام کا صریح معنی یہ ہوا کہ ان میں اس فضیلت میں ایک معروف جماعت ہے اور اس فن کی کتابوں میں ان تین طبقات اصحاب اجماع کے کوئی گروہ ایسی فضیلت میں مشترک نہیں ہے ،اس سے معلوم ہوا کہ جو مشہور ہے کہ شیخ نے ان صرف تین کے بارے میں اجماع کا دعوی کیا کہ وہ سوائے ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتے اور یہ اتنا مشہور ہے کہ کتابوں میں ان تین کے مناقب میں شمار ہوا ہے یہ ایک خطا ہے

---

[۱۵۲]۔ عدۃ الاصول ج۱ص ۱۵۴۔ "وإذا كان أحد الراويين مسندا والآخر مرسلا، نظر في حال المرسل، فإن كان ممن يعلم أنه لا يرسل إلا عن ثقة موثوق به فلا ترجيح لخبر غيره على خبره، ولاجل ذلک سوت الطائفة بين ما يرويه محمد بن أبي عميروصفوان بن يحيى وأحمد بن محمد بن أبي نصر وغيرهم من الثقات الذين عرفوا بأنهم لا يروون ولا يرسلون إلا ممن يوثق به، وبين ما أسنده غيرهم، ولذلک عملوا بمرسلهم إذا انفرد عن رواية غيرهم"۔

اس کی وجہ عدۃ الاصول کی نہ دیکھنا ہے جس کی عبارت صریح ہے کہ یہ ایک جماعت کے فضائل میں سے اور تین کو صرف مثال کے طور پر ذکر کیا ہے[۱۵۳]۔

تبصرہ: شیخ طوسی کے کلام سے اصحاب اجماع کے بعد والے راویوں کی توثیق کے لیے استفادہ کرنا صحیح نہیں کیونکہ شیخ کی مراد ان دوسروں سے وہ معروف افراد ہیں جو صرف ثقہ سے روایت کرنے میں مشہور تھے جیسے ؛۱إحمد بن محمد بن عیسی. ۲ جعفر بن بشیر بجلی. ۳ محمد بن إسماعیل بن میمون زعفرانی. ۴ علی بن حسن طاطری. ۵ بنو فضال، اگرچہ اس میں بھی بحث ہے بہر حال اس کا کشی کے کلام سے کوئی ربط نہیں کیونکہ کشی نے اپنے کلام میں ائمہ کے اصحاب میں سے فقہاء کے نام گنوائے ہیں یہ تو متاخرین نے ان کی عبارت کے لیے اصحاب اجماع کا عنوان لگا دیا اور ان کی تصدیق اور تصحیح میں فرق کرنے لگے ورنہ ان کی عبارت میں ان کی عظمت اور جلالت فقہی اور علمی شخصیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا اور بس ! اور اگر تصحیح و تصدیق میں فرق کرنا ہی ہو تو دوسرے قول کے مطابق قرائن کے ذریعے ان کی روایات کا صحیح ہونا مراد ہے نہ یہ کہ جن راویوں سے انہوں نے روایت کی ان کو ثقہ بنانا مقصود ہے۔

---

[۱۵۳]۔ مستدرک الوسائل: ج ۳،ص۷۵۸۔" إن المنصف المتأمل فی هذا الكلام، لا يرتاب فی أن المراد من قوله " من الثقات الذين.. الخ " أصحاب الاجماع المعهودون، إذ ليس فی جميع ثقات الرواة جماعة معروفون بصفة خاصة مشتركون فيها، ممتازون بها عن غيرهم، غير هؤلاء، فإن صريح كلامه أن فيهم جماعة معروفين عند الاصحاب بهذه الفضيلة، ولا تجد فی كتب هذا الفن من طبقة الثقات عصابة مشتركين فی فضيلة غير هؤلاء، ومنه يظهر أن ما اشتهر من أن الشيخ ادعی الاجماع علی أن ابن أبی عمير وصفوان والبزنطی خاصة لا يروون ولا يرسلون إلا عن ثقة، وشاع فی الكتب حتی صار من مناقب الثلاثة وعد من فضائلهم، خطأ محض منشأه عدم المراجعة إلی " العدة " الصريحة فی أن هذا من فضائل جماعة، وذكر الثلاثة من باب المثال ".

۳۔ محدث نوری نے اپنے دعوی کی تیسری دلیل ان راویوں کو قرار دیا جن کے بارے میں رجال کی کتب میں صحیح الحدیث کہا گیا ہے اور کسی راوی کی حدیث کے صحیح ہونے کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جاسکتا جب اس کی وثاقت اور ان تمام راویوں کی وثاقت ثابت نہ ہو جن سے وہ روایت کرے کیونکہ قرائن کے لحاظ سے کسی روایت کے صحیح ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تو اصحاب اجماع اور ان راویوں میں صرف یہی فرق ہے کہ اصحاب اجماع کی روایات کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے اور ان کے بارے میں ایسا اتفاق ثابت نہیں ہے اور وہ افراد یہ ہیں:

۱۔ إبراہیم بن نصر بن قعقاع جعفی، روی از امام صادق و کاظمؑ، ثقہ، صحیح الحدیث.

۲۔ ابو عبداللہ احمد بن حسن بن إسماعیل بن شعیب بن میثم تمار کوفی، ثقہ، صحیح الحدیث.

۳۔ ابو حمزہ إنس بن عیاض لیثی، ثقہ، صحیح الحدیث.

۴۔ ابو سعید جعفر بن احمد بن ایوب سمرقندی، صحیح الحدیث.

۵۔ حسن بن علی بن بقاح کوفی، ثقہ، مشہور، صحیح الحدیث.

۶۔ حسن بن علی بن نعمان اعلم، ثقہ، ثبت، صاحب کتاب نوادر، صحیح الحدیث.

۷۔ سعد بن طریف، صحیح الحدیث.

۸۔ ابو سہل صدقہ بن بندار قمی، ثقہ، صحیح الحدیث.

۹۔ ابو صلت ہروی عبدالسلام بن صالح، روی از امام رضا علیہ السلام، ثقہ، صحیح الحدیث.

۱۰۔ ابو الحسن علی بن إبراہیم بن محمد جوانی ثقہ، صحیح الحدیث.

۱۱۔ نضر بن سوید کوفی، ثقہ، صحیح الحدیث.

۱۲۔ یحییٰ بن عمران بن علی بن ابی شعبہ حلبی ثقہ ثقہ، صحیح الحدیث.

۱۳۔ ابو الحسین محمد بن جعفر اسدی رازی، ثقہ، صحیح الحدیث[۱۵۴].

---

[۱۵۴]۔ مستدرک الوسائل ج ۳ ص ۷۶۹۔

تبصرہ: اگر اس دلیل میں غور کیا جائے تو سوائے سابقہ دلیل کے تکرار کے کچھ نہیں کیونکہ اس دلیل کی اساس تو وہی ہے کہ دیگر قرائن سے روایت کے صحیح ہونے کا حکم لگانا جائز نہیں حالانکہ اس کی حقیقت واضح ہو چکی ہاں اس میں چند دیگر راویوں کے صحیح الحدیث ہونے کے بارے میں ذکر ہے تو اس لفظ کی دلالت کے بارے میں بحث ہونی چاہیے سو واضح ہو کہ اس کے بارے میں اختلاف ہے[۱۵۵] بعض نے اسے وثاقت پر دلالت کرنے والے الفاظ میں شمار کیا

---

[۱۵۵]۔اقوال ملاحظہ ہوں: **صحیح الحدیث: ما یرویه سلیم من العیوب یعنی جو روایت وہ کرتا ہے وہ عیوب سے پاک ہے:من ألفاظ التعدیل، فإنّه یقتضی کونه ثقة ضابطا، ففیه زیادة تزکیة** یعنی یہ عادل قرار دینے کے الفاظ میں سے ہے تو وہ تقاضا کرتی ہے کہ راوی ثقہ، ضابط ہو اور یہ بہترین توثیق ہے،الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص ۲۰۴؛ مقباس الہدایۃ، ج ۲، ص ۱۶۹.**لیس دالّاً علی التعدیل مطلقا و إنّما یدلّ علیه لو صدر ممن علم اصطلاحه کالشیخ و العلّامة**؛ یعنی ہر صورت میں عادل ہونے پر دلالت نہیں کرتی صرف اس صورت میں دلالت کرتی ہے جب اس سے یہ تعبیر صادر ہو جس کی اصطلاح معلوم ہو جیسے شیخ اور علامہ حلی ،**حاوي الأقوال، ج ۱، ص ۱۰۰. لیس بصالح للتعدیل إلّا ممّن عهد منه الاصطلاح الجدید، أمّا من لم یعهد منه ذلك فلا، علی ما لا یخفی**؛ یعنی یہ عادل ثابت نہیں کرتی مگر جس کی جدید اصطلاح کا علم ہو پس جس کی اصطلاح معلوم نہ ہو تو نہیں ،یہ واضح ہے،**جامع المقال، ص ۲۶. لا یدلّ علی تعدیل الراوی؛ لأنّ منشأ الوثوق عند القدماء أعمّ من کون الراوی من الثقات أو أمارات أُخر. نعم هو مدح**؛ یعنی یہ راوی کی عدالت ثابت نہیں کرتی بلکہ قدماء کے نزدیک خبر پر اعتماد کا سبب راوی کے ثقہ ہونے کے علاوہ بھی تھا ہاں یہ مدح ہے**فوائد الوحید، ص ۲۷ – ۲۸. لقائل أن یقول: أقصاه الصدق و الضبط، و هما لا یستلزمان الوثاقة المأخوذ فیها الإیمان، بل ربما قضت الإضافة باختصاص المدح بالحدیث دون المحدّث**؛ یعنی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ سچائی اور ضبط ثابت ہوگا اور وہ وثاقت ثابت نہیں کرتے جس میں ایمان ہونا چاہیے بلکہ کبھی تو یہ حدیث کی مدح ہوتی ہے نہ راوی کی۔**عدة الرجال، ج ۱، ص ۱۱۸. إنّما یعدّ حدیث المحدّث صحیحا فی نفسه، و یتلقی منه بالقبول إذا کان ثقة، و الصدوق الضابط الغیر الإمامی لا یصفونه المتقدّمون بصحیح الحدیث، بل بمقبول الحدیث فتأمّل. هذا و ربما یقال: الإضافة تقضی باختصاص المدح بالحدیث دون المحدّث**؛ یعنی اس سے راوی کی حدیث صحیح شمار ہوتی ہے اور اس کو قبول کیا جاتا ہے جب وہ ثقہ، سچا اور ضابط غیر امامی ہو قدماء اس کو

جیسے شہید ثانی نے فرمایا: کسی کا صحیح الحدیث ہونا اس کے ثقہ، ضابط ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لیے اس میں بہترین توثیق موجود ہے لیکن بعض اس سے فقط حدیث کی تصحیح سمجھتے ہیں پھر اکثر راویوں کے ساتھ (سوائے سمرقندی وابن طریف کے) خود توثیق خاص بھی موجود ہے جن کے بارے میں یہ تعبیر ہے بحث اس میں ہے کہ کیا ان راویوں کی توثیق ثابت کرتی ہے جن سے وہ روایت کریں یا نہ، یہ تو اس وقت ہو گا جب مراد اس کی کتابوں کی حدیث کا صحیح ہونا نہ ہو جیسے بعض راویوں کے بارے میں ہے: حسین بن عبیداللہ سعدی کے بارے میں کہا گیا: اس کی کتابیں صحیح حدیثوں پر مشتمل ہیں، له كتب صحيحة الحديث، اس سے کتاب کی حدیث مراد ہو گی اسی طرح جب تصریح ہو کہ وہ ضعیف راویوں سے روایت کرتا ہے جیسے ابوحسین اسدی کے بارے میں کہا گیا؛" كان ثقة الحديث إلا أنه يروى عن الضعفاء"[156].

صحیح الحدیث نہیں کہتے تھے بلکہ مقبول الحدیث کہتے تھے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث کی مدح ہے نہ راوی کی، **نهاية الدراية، ص ۳۹۸. لا ريب فى إفادته مدح الراوى فى روايته مدحا كاملا بل فى نفسه، وهل يفيد وثاقته أيضا أم لا؟ والذى يظهر أنّه فى عبائر القدماء أضعف من قولهم «ثقة فى الحديث»... العبارة المذكورة لا تفيد الوثاقة، لا فيمن وردت فى حقّه، ولافيمن روى هو عنه.** یعنی شک نہیں کہ اس سے راوی کی روایت کی مدح ہوتی ہے بلکہ خود راوی کی بھی اور کیا یہ راوی کی وثاقت بھی بیان کرتی ہے یا نہ؟ قدماء کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ یہ ان کی عبارت ثقہ در حدیث سے کمزور ہے تو یہ وثاقت کو ثاجب نہیں کرتی نہ جس کے بارے میں ہو اور نہ اس کے بارے میں جس سے وہ روایت کرے، **توضيح المقال، ص ۱۹۹ - ۲۰۰. من ألفاظ التوثيق و المدح.** يعنى یہ توثیق اور مدح کے الفاظ میں سے ہے، **الرواشح السماوية، ص ۶۰ (الراشحة ۱۲).**

[156] ـ مستدرک الوسائل: ج ۳، ص ۷۷۰.

اس کے علاوہ موارد میں واضح ہے کہ صحیح الحدیث کہنے سے ہر گز ان راویوں کی توثیق ثابت نہ ہوگی جس سے ایک ثقہ روایت کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حدیث کے صحیح ہونے کا حکم قرائن کی وجہ سے لگا گیا ہو اور جب اس سے نقل روایت میں صحیح ہونا مراد لیا جائے تو اصلا مضمون روایت سے بھی مربوط نہیں ہوگا بلکہ اس راوی کی صداقت کی طرف اشارہ ہوگا۔

تذکر مہم

اصحاب اجماع کے عنوان سے ہر گز ان راویوں کی وثاقت کا حکم نہیں لگا یا جاسکتا جن سے انہوں نے روایت کی ہے کیونکہ اصحاب اجماع کا ضعیف اور متہم راویوں سے روایت کرنا ثابت ہے اس کے باوجود کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ صرف ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں اس کے بہت سے نمونے موجود ہیں جیسے :

جمیل بن دراج نے زکریا بن یحیٰی شعیری کے واسطے سے حکم بن عتیبہ سے روایت کی جس کے بارے میں مذمت کی روایات وارد ہیں [۱۵۷]، شیخ طوسی نے فہرست میں کہا: یونس بن عبدالرحمٰن نے "عمرو بن جمیع ازدی بصری قاضی ری" کی کتاب کی روایت کی جس کے ضعیف ہونے پر شیخ اور نجاشی کا اتفاق ہے [۱۵۸]۔

---

[۱۵۷]۔کافی "باب من اوصی وعلیہ دین اور باب إقرار بعض الورثۃ بدین فی کتاب المیراث"، دیکھئے جامع الرواۃ،اص۲۶۶، رجال کشی ص۱۳۷۔

[۱۵۸]۔رجال شیخ، ص۲۴۹، رجال نجاشی ص۲۰۵. محقق خوئی نے فرمایا:انہوں نے بہت سے موارد میں ضعیف راویوں سے روایت کی تو کیسے دعوی کیا جاسکتا ہے کہ یہ سوائے ثقہ کے کسی سے روایت نہیں کرتے ،صفوان نے علی بن اِبی حمزہ بطائنی سے اس کی کتاب نقل کرتے ہیں یہ بات شیخ نے ذکر کی اور اس کے بارے میں علی بن حسن بن فضال نے کہا: وہ کذاب و ملعون ہے،اور کلینی نے صحیح سند کے صفوان بن یحیٰی از علی بن اِبی حمزہ روایت کی ، شیخ بسند صحیح عن صفوان ، وابن اِبی عمیر عن یونس بن ظبیان روایت کی اور یونس بن ظبیان کو نجاشی و شیخ نے ضعیف قرار دیا ہے اور بسند صحیح عن صفوان بن یحیٰی عن اِبی جمیلۃ روایت کی وہ اور اِبو جمیلہ مفضل بن صالح ہے جسے نجاشی نے ضعیف قرار دیا ،اور بسند صحیح عن صفوان، عن عبداللہ بن خداش جسے نجاشی نے ضعیف کہا،اور ابن اِبی عمیر نے علی بن اِبی حمزہ بطائنی کی کتاب نقل کی اسے نجاشی و شیخ نے

ضعیف کہا شیخ اور کلینی نے بسند صحیح عن ابن اِبی عمیر عن علی بن اِبی حمزہ روایت کی اور انہوں نے بسند صحیح عن ابن اِبی عمیر عن الحسین بن اِحمد المنقری اور اسے نجاشی و شیخ نے ضعیف کہا، شیخ نے بسند صحیح عن ابن اِبی عمیر، عن علی بن حدید روایت کی اور خود ہی بڑی شدت سے اسے ضعیف قرار دیا اور مجہول راویوں سے تو بہت زیادہ روایات ہیں۔ اور اِحمد بن محمد بن اِبی نصر نے مفضل بن صالح سے بہت سے موارد میں روایت کی اور کلینی نے بسند صحیح، عن اِحمد بن محمد بن اِبی نصر عن المفضل بن صالح روایت کی اور انہوں نے بسند صحیح عن اِحمد بن محمد بن اِبی نصر، عن عبداللہ بن محمد الشامی روایت کی اور وہ ضعیف ہے اور شیخ نے بسند صحیح، عن اِحمد بن محمد بن اِبی نصر، عن الحسن ابن علی بن اِبی حمزۃ جو کہ ضعیف ہے اور یہ سالم بن اِبی حفصہ ہے جس کے بارے میں کثرت سے مذمت اور گمراہی کی روایات ہیں اور کلینی نے بسند صحیح عن زرارۃ عنہ روایت کی، یہ عمرو بن شمر ہے جس کو بڑی شدت سے نجاشی نے ضعیف کہا اس سے اصحاب اجماع کی ایک جماعت نے روایت کی جیسے کلینی نے بسند صحیح عن حماد بن عیسی عنہ روایت کی، اور بسند صحیح عن یونس بن عبدالرحمٰن عنہ روایت کی، اور بسند صحیح عن ابن محبوب عنہ اور بسند صحیح عن عبداللہ بن المغیرۃ عنہ روایت نقل کی ہے [معجم رجال الحدیث ج۱ص ۶۲-۶۵].

۱۱۔زہاد ثمانیہ

علم رجال کی کتابوں میں یہ اصطلاح بھی کشی کی کتاب سے لی گئی ہے اور اس سے بعض راویوں کی توثیق اور بعض کی مذمت میں استدلال کیا جاتا ہے، سو واضح ہو کہ اس کی اصل وہ روایت ہے جو فضل بن شاذان سے نقل کی گئی ہے، جب فضل بن شاذان سے آٹھ عبادت گزاروں کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: ربیع بن خثیم، ہرم بن حیان، اویس قرنی، عامر بن عبد قیس، یہ امام علیؑ کے ساتھ تھے اور آپکے اصحاب میں تھے اور پرہیزگار عبادت کرنے والے تھے لیکن ابو مسلم فاسق اور ریاکار تھا اور معاویہ کا ساتھی تھا وہ لوگوں کو امام علیؑ سے جنگ کرنے کے اکساتا تھا اور امام علیؑ سے کہنے لگا انصار و مہاجرین ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم انہیں عثمان کے بدلے قتل کردیں تو امام علیؑ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا تو اس نے کہا اب آپ سے جنگ کرنا جائز ہو گئی ہے اس نے یہ حیلہ کیا، اور مسروق بھی معاویہ کے لیے عشر جمع کیا کرتا تھا اور اسی کام میں دجلہ پر واسط سے نیچے رصافہ میں مرا، اور اس کی قبر بھی وہیں ہے، اور حسن بصری، وہ ہر فرقے کے ساتھ ان کی خواہش کے مطابق ملاقات کرتا تھا اور ریاست کا اظہار کرتا تھا اور قدریہ کا رئیس تھا اور اویس قرنی ان سب پر فضیلت رکھتا ہے (آٹھویں کا نام ذکر نہیں ہوا وہ اسود بن زید بتایا جاتا ہے)[۱۵۹]۔

تبصرہ: اس روایت کی سند مجہول ہے کیونکہ علی بن محمد بن قتیبہ نے اسے فضل بن شاذان سے نقل کیا ہے اور اس ابن قتیبہ کی وثاقت ثابت نہیں ہے جیسا کہ محقق خوئی نے اس کی

---

[۱۵۹] ۔رجال کشی ح ۱۵۴۔

تصریح کی ہے [۱۶۰] دوسرے یہ کہ فضل بن شاذان جو امام ہادی و عسکری کے زمانے میں ہیں ان اصحاب امیر المومنینؑ کے متعلق قول بلاسند اور مرسلہ ہے ثالثا تحقیق کے مطابق ، ان میں سے بعض افراد کے بارے میں معاملہ اس کے برعکس ہے جیسے ربیع بن خیثم کے متعلق تنقیح طبع جدید ج ۲۷ میں کثیر علماء سے اس کے متعلق لکھا گیا اور مسروق بن اجدع ہمدانی کوفی [۱۶۱] جسے اس روایت میں معاویہ سے وابستہ بتایا گیا ہے وہ اس کے لیے لوگوں سے عشر وصول کرتا تھا اور مقام رصافہ (جو دجلہ پر واسط سے نیچے کی طرف ایک جگہ ہے) پر اسی عمل میں فوت ہوا اور اسکی قبر وہیں حالانکہ محققین نے شواہد کے پیش نظر بتایا کہ وہ امام علیؑ کا شاگرد تھا اور آپ کی معیت میں ظالموں سے برسرپیکار رہا اور فقیہ ،عابد اور مفسر تھا اور معاویہ کی طرف سے زیاد کا اسے مقرر کرنا صحیح نہیں کیونکہ زیاد ۵۳ھ میں ہلاک ہوا اور یہ ۶۳ھ میں فوت ہوا ثانیا اس عالم کبیر ، فقیہ اور مفسر کا ایک چھوٹی سی بستی میں عشر جمع کرنے کے لیے جانا بھی قرین قیاس نہیں ثالثا خطیب بغدادی نے بتایا کہ یہ ۶۳ھ میں کوفہ میں فوت ہوا تو ظاہرا وہ مسروق جو

---

[۱۶۰] ۔محقق خوئی کی عبارت یہ ہے: **على كل حال فلا يمكننا الحكم بأنه من الاتقياء ، لان على بن محمد بن قتيبة وإن كان من مشايخ الكشى إلا أنه لم يثبت وثاقته ، فلم يثبت ما نقله عن الفضل بن شاذان،** یعنی اس کے متقین میں سے ہونے کا حکم لگانا ممکن نہیں ہے کیونکہ علی بن محمد بن قتیبہ اگرچہ کشی کے مشائخ میں سے ہے لیکن اس کی توثیق نہیں ہوئی تو جو کچھ اس نے فضل بن شاذآن سے نقل کیا وہ ثابت نہیں ہوگا ، معجم رجال الحدیث ج۸ ص ۱۷۵۔

[۱۶۱] ۔الطبقات الکبری ابن سعد ۶ ص ۷۶، طبقات خلیفۃ ۲۵۰ن ۱۰۶۶،تاریخ خلیفۃ ۱۹۳، التاریخ الکبیر ۸ ص ۳۵، المعارف ص ۲۴۶، الجرح والتعدیل ۸ ص ۳۹۶، الثقات ابن حبّان ۵ ص ۴۵۶، مشاہیر علماء الَامصار ۱۶۲ان ۷۴۶، حلیۃ الَاولیاء ۲ ص ۹۵، اِصحاب القتیا من الصحابۃ والتابعین ۱۸۸ان ۲۹۰، الخلاف طوسی ۳ ص ۳۶۷ و ۳۸۷ (طبع اسماعیلیان)، تاریخ بغداد ۱۳ص ۲۳۲، طبقات الفقہاء شیرازی ص ۷۹، المنتظم ۶ ص ۱۹، اِسد الغابۃ ۴ ص ۳۵۴، تہذیب الَاسماء واللغات ۲ ص ۸۸، تہذیب الکمال ۲۷ ص ۴۵۱، سیر اِعلام النبلاء ۴ ص ۶۳، العبر اص ۵۰، تذکرۃ الحفاظ اص ۴۹، تاریخ الِاسلام ذہبی (سنہ ۶۳) ص ۲۳۵، دول الِاسلام اص ۳۰، البدایۃ والنہایۃ ۸ ص ۲۲۷، النجوم الزاہرۃ اص ۱۶۱، الاصابۃ ۳ ص ۴۶۹، تہذیب التہذیب ۱۰ص ۱۰۹، تقریب التہذیب ۲ ص ۲۴۲، طبقات الحفاظ ص ۲۱ان ۲۶، تنقیح المقال ۳ ص ۲۱۱، الَاعلام ۷ ص ۲۱۵.

معاویہ کی طرف سے مقرر تھا، وہ مسروق بن وائل حضرمی ہے جو کربلا میں ابن زیاد کے لشکر کے آگے آگے تھا یا مسروق بن عکّی جو معاویہ کو امام علیؑ سے جنگ کے لیے بھڑکانے والوں میں سے تھا[۱۶۲]۔

۱۲۔ معصومینؑ کے حواری

علم رجال کی کتابوں میں ایک عنوان کہ جس میں بہت سے راویوں کی توثیق کو ثابت کیا گیا ہے وہ حواریوں کی توثیق ہے اور اگر غور کیا جائے تو اس کی اصل اور اساس، جناب کشی کی ایک روایت ہے جو انہوں نے محمد بن قولویہ کے واسطے سے از سعد بن عبداللہ بن ابی خلف از علی بن سلیمان بن داود رازی از علی بن اسباط از پدر خود اسباط بن سالم نقل کی ہے ،ملاحظہ ہو:

اسباط بن سالم نے امام موسی کاظمؑ سے نقل کیا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا، رسول خداؐ کے وہ حواری و مدد گار کہاں ہیں جنہوں نے کئے ہوئے وعدے نہیں توڑے تھے اور ان پر قائم رہے تھے ؟تو سلمان ، مقداد اور ابوذر کھڑے ہونگے پھر ایک منادی ندا دے گا، وصی رسول خداؐ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو عمرو بن حمق خزاعی ، محمد بن ابی بکر، میثم بن یحییٰ تمار مولی بنی اسد، اور اویس قرنی کھڑے ہونگے پھر ایک منادی ندا دے گا، نواسہ رسول خداؐ، حسن بن علیؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ توسفیان بن ابی لیلیٰ ہمدانی، حذیفہ بن اسید غفاری کھڑے ہونگے، پھر ایک منادی ندا دے گا، حسین بن علیؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ توآپ کے ساتھ شہید ہونے والے تمام افراد کھڑے ہونگے جنہوں نے آپ کی مدد سے رو گردانی نہیں کی، پھر ایک منادی ندا دے گا، علی بن

---

[۱۶۲]۔التفسیر والمفسرون ہادی معرفت، ا ص ۳۳۳ تا ۳۴۳، قاموس الرجال ۸ ص ۴۷۵۔

حسینؑ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو جبیر بن مطعم، یحییٰ بن امّ طویل، ابو خالد کابلی اور سعید بن مسیب کھڑے ہونگے، پھر ایک منادی ندا دے گا، محمد بن علی اور جعفر بن محمدؑ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو عبداللہ بن شریک عامری، زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ عجلی، محمد بن مسلم، ابوبصیر لیث بن بختری مرادی، عبداللہ بن یعفور، عامر بن عبداللہ بن جذاعہ، حجر بن زائدہ اور حمران بن اعین کھڑے ہونگے پھر منادی تمام شیعوں کو باقی ائمہؑ کے ساتھ قیامت کے دن نداء دے گا تو یہ لوگ پہلے سبقت کرنے والے، مقربین اور حواری بننے والے ہیں"[۱۶۳]۔

تبصرہ: اس عنوان کے تحت ذکر ہونے والے اکثر افراد جلیل القدر اور ثقہ ہیں جن کی جلالت اور عظمت پر دیگر معتبر روایات اور علماء کے اقوال دلالت کرتے ہیں فقط اس روایت پر ہرگز انحصار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس عنوان کی اصالت کا قائل ہونا صحیح ہے جب کہ اس روایت کی سند کے دو راوی مجہول ہیں؛ علی بن سلیمان اور اسباط بن سالم، سو یہ عنوان ثابت نہیں ہوگا مگر یہ کہ کوئی ضعیف روایات سے راویوں کی وثاقت کو ثابت کرنا چاہیے جو صحیح نہیں ہے ثانیا اس میں سفیان بن ابی لیلیٰ، عامر بن عبداللہ بن جذاعہ کے بارے میں کوئی دوسرے دلیل توثیق یا مدح کی نہیں ملی اس لیے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا جیسا کہ محقق خوئی اس تصریح کی ہے"[۱۶۴]۔

---

[۱۶۳]۔ رجال کشی، ح۲۰۔
[۱۶۴]۔ معجم رجال الحدیث ۱۰ص۲۵۵، ترجمہ عامر بن عبداللہ بن جذاعہ۔

۱۳۔ شرطۃ الخمیس

ان عناوین سے جو رجال کشی سے دیگر کتب رجال میں بہت مشہور ہیں ایک معروف عنوان شرطۃ الخمیس کا ہے ، شرطۃ الخمیس لشکر کا وہ پہلا دستہ ہیں جو جنگ اور موت کے آمادہ ہوتے ہیں اور وہ لشکر میں سے حاکم کے مخلص لوگ ہوتے ہیں یا وہ حاکموں کے مددگاروں کا معروف گروہ ہوتے ہیں ، ان کے متعلق کشی میں چند روایات ہیں[۱۶۵] سو ان میں سے دو باسند روایات کو ذکر کیا جاتا ہے اور مرسلہ روایتوں کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا حال انہی سے معلوم ہو جائے گا:

۱۔ ابوالجارود کہتا ہے کہ میں نے اصبغ بن نباتہ سے سوال کیا کہ تم میں آپ (حضرت علیؑ) کی کیا منزلت تھی؟ تو اس نے جواب دیا میں نے تیری بات نہیں سمجھی مگر اتنا کہتا ہوں کہ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہتی تھیں جس کی طرف ہمیں اشارہ کیا جاتا تھا ہم اس کو مارتے تھے ، اور آپ ہم سے فرمایا کرتے تھے : تم اس سپاہ میں داخل ہو جاؤ ، خدا کی قسم ! تمہیں سونے چاندی کیلئے اس کی دعوت نہیں دی جا رہی ، تمہیں صرف موت کیلئے اس کی طرف بلایا جا رہا ہے اور تم سے پہلے بنی اسرائیل نے آپس میں یہ معاہدہ کیا تو ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک نہیں مرا جب تک وہ اپنی قوم یا علاقے یا اپنے نفس کا نبی نہیں بنایا گیا ، تم بھی انکی منزلت پہ فائز ہو ، صرف نبی نہیں ہو[۱۶۶]۔

---

[۱۶۵] ۔ رجال کشی ، ح۸ و۹ ضعیف اور غیر معتبر ہیں ، ح۱۱، ۱۰ مرسلہ ہیں ، ح۱۶۵ مرسلہ ہے اور ۷۶۲ ضعیف ہے۔

[۱۶۶] - نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَلْخِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ، قَالَ قُلْتُ لِلْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ مَا كَانَ مَنْزِلَةُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ قَالَ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ إِلَّا أَنَّ سُيُوفَنَا كَانَتْ عَلَى عَوَاتِقِنَا فَمَنْ أَوْمَى إِلَيْهِ ضَرَبْنَاهُ بِهَا، وَ كَانَ يَقُولُ لَنَا تَشَرَّطُوا فَوَ اللَّهِ مَا اشْتِرَاطُكُمْ لِذَهَبٍ وَ لَا لِفِضَّةٍ وَ مَا اشْتِرَاطُكُمْ إِلَّا لِلْمَوْتِ، إِنَّ قَوْماً مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

۲۔ بشیر بن عمرو ہمدانی کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ ہمارے پاس سے گزرے تو فرمایا: اس سپاہ میں اپنا نام لکھواؤ، خدا کی قسم! ان سے پیچھے رہ جانے والوں کو جہنم کی سپاہ میں قرار دیا جائے گا مگر جو ان سپاہیوں جیسا عمل کرے[۱۶۷]۔

تبصرہ: اس میں شک نہیں کہ اس عنوان کے ذیل میں بہت سے جلیل القدر افراد کا نام گنوایا گیا ہے اور ان کی جلالت کے اثبات کے لیے معتبر ادلہ سے استفادہ کیا گیا ہے لیکن اس عنوان کی اصالت میں بحث ہے کیونکہ اس کے لیے کوئی معتبر دلیل ہونی چاہیے حالانکہ اس میں کشی کی روایات غیر معتبر السند ہیں جن کی سند نہیں ان کو چھوڑیئے ان دو سندوں کو دیکھئے تو پہلی میں نصر بن صباح بلخی غالی ہے اور اسماعیل بن بزیع مجہول الحال ہے اور دوسری روایت کی سند میں چند مجہول راوی ہیں ابو الحسن غزلی، غیاث ہمدانی، بشر بن عمرو ہمدانی تو اس طرح کیسے کسی راوی کو اس عنوان کے ذریعے مدح کیا جا سکتا ہے جب اس کی دلیل ہی نہ ہو۔

ہاں ایک معتبر روایت میں امام صادقؑ سے منقول ہے: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ ذَرِيحٍ،

تَشَارَطُوا بَيْنَهُمْ فَمَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَانَ نَبِيَّ قَوْمِهِ أَوْ نَبِيَّ قَرْيَتِهِ أَوْ نَبِيَّ نَفْسِهِ، وَ إِنَّكُمْ لَبِمَنْزِلَتِهِمْ غَيْرَ أَنَّكُمْ لَسْتُمْ بِأَنْبِيَاءَ.

[۱۶۷]۔ رجال الکشی، ص: ۶؛ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْعَيَّاشِيُّ، وَ أَبُو عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْغَزْلِيِّ عَنْ غِيَاثٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَمْرٍو الْهَمَدَانِيِّ قَالَ مَرَّ بِنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ: اكْتَتِبُوا فِي هَذِهِ الشُّرْطَةِ فَوَ اللَّهِ لَا غِنَى بَعْدَهُمْ إِلَّا شُرْطَةُ النَّارِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ دَخَلَ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ شُرْطَةِ الْخَمِيسِ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَايِعْ! فَنَظَرَ قَيْسٌ إِلَى الْحَسَنِ (ع) فَقَالَ أَبَا مُحَمَّدٍ بَايَعْتَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ أَ مَا تَنْتَهِي أَمَا وَ اللَّهِ إِنِّي، فَقَالَ لَهُ قَيْسٌ مَا نسئت [شِئْتَ أَمَا وَ اللَّهِ لَئِنْ شِئْتَ لَتُنَاقِصَنَّ، فَقَالَ، وَ كَانَ مِثْلَ الْبَعِيرِ جَسِيماً وَ كَانَ خَفِيفَ اللِّحْيَةِ، قَالَ، فَقَامَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ فَقَالَ لَهُ بَايِعْ يَا قَيْسُ! فَبَايَعَ.

ذریح نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری جو امام علیؑ کے شرطۃ الخمیس کے ساتھی تھی وہ معاویہ کے پاس گئے تو معاویہ نے کہا بیعت کرو تو انہوں نے امام حسن کی طرف دیکھا اور عرض کی ! اے ابو محمد ! کیا آپ نے بیعت کرلی؟ ، تو معاویہ نے غضب ناک ہو کر کہا؛ کیا تو باز آتا ہے خدا کی قسم !!! تو قیس نے سینہ تان کر کہا؛ ارے ، خدا کی قسم ،جو چاہے کرلے ، اور فرمایا کہ قیس اونٹ کی مانند جسیم تھے اور ان کی ریش ہلکی تھی ، پھر امام حسنؑ اس کی طرف اٹھ کر تشریف لے گئے اور فرمایا اے قیس تم بیعت کرلو تو انہوں نے بیعت کرلی۔

لیکن اس روایت سے فقط قیس کے بارے میں اس عنوان کی معتبر دلیل موجود ہے اس سے دیگر ایسے راویوں کے لیے استفادہ نہیں کیا جاسکتا جن کے بارے میں ایسی کوئی معتبر دلیل نہ ہو۔

۱۴۔ غالی اور غلوّ

غلو کا معنی ہے حد معین سے تجاوز کرنا اور تجاوز کرنے والوں سے خالق عالم نفرت کرتا ہے، غلو اور غالیوں کی مذمت میں قرآن کریم اور معصومین کے متواتر فرامین[۱۶۸] میں بہت کچھ تاکید موجود ہے جیسے فرمایا: **تِلْکَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولَئِکَ هُمُ الظَّالِمُونَ**، یہ خدا کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور جس نے حدود خدا سے تجاوز کیا تو وہی ظالم ہیں[۱۶۹]، اور دوسری جگہ فرمایا: **قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيراً وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ**[۱۷۰]، کہہ دیجئے، اے اہل کتاب! اپنے میں ناحق غلو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور وہ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

اسی طرح روایات متواترہ میں ان کی مذمت موجود ہے جیسا کہ خود رجال کشی میں بہت سی روایات غالیوں کی مذمت میں نقل ہوئی ہیں اس لیے ان کو یہاں ذکر کر کے تکرار کرنا ضروری نہیں، اسی طرح شیعہ علماء و متکلمین اور فقہاء و مجتہدین نے غالیوں کو نجس قرار دیا اور ان کو فرق شیعہ سے خارج کر کے کافروں اور مشرکوں کی صف میں شمار کیا ہے۔

---

[۱۶۸]۔ بحار الانوار ۲۵ ص ۲۶۲ تا ۳۲۷ اس باب میں ۹۰ سے زیادہ روایات غالیوں کی مذمت میں مختلف مصادر سے منقول ہیں۔

[۱۶۹]۔ بقرہ ۲۲۹

[۱۷۰]۔ مائدہ ۷۷، اسی طرح ملاحظہ ہو نساء ۱۷۱۔

لیکن بعض متاخرین نے علم رجال میں بعض راویوں کے بارے میں غلوّ کے القاب کی تاویل کی ہے اوران کے بارے میں متقدمین کی اس نسبت کو شک کی نگاہ سے دیکھا ہے اور کہنے لگے ہیں کہ چونکہ علماء متقدمین ائمہ معصومینؑ کے متعلق عظمت اور جلالت کی ایک خاص حد کے قائل تھے اور اپنی رائے کے مطابق عصمت و کمال کا ایک خاص مرتبہ ان ذوات کے لیے مانتے تھے اس لیے اس سے تجاوز کرنے والوں کو غالی قرار دیتے تھے ،اور ائمہؑ کی طرف ہر قسم کی تفویض یا ان کے معجزات اور ان کے خارق العادۃ امور کو نقل کرنے میں مبالغہ کرنے کو یا ان کو ہر قسم کے نقائص سے منزہ قرار دینے کو اور ان کی قدرت کو اظہار کرنے اور آسمان و زمین کی مخلوقات کے عالم ہونے ہونے کو غلو اور مورد تہمت قرار دیا ہے خصوصاجب غالی بھی شیعوں میں چھپے ہوئے تھے اور تدلیس کرنے کے لیے کمین گاہیں سنبھالے ہوئے تھے ،بہرحال ظاہرا قدماء اصول دین کے مسائل میں اختلاف کا شکار تھے بعض کے نزدیک ایک چیز کفر یا غلو یا تفویض یا جبر و تشبیہ ہوتی تھی جبکہ دوسرا اس کے اعتقاد کو واجب سمجھتا تھا۔۔۔پھر جان لو کہ احمد بن محمد بن عیسی و عضائری راوی کی طرف کذب و وضع کی نسبت دینے سے پہلے اس کی طرف غلو کی نسبت دیتے تھے گویا وہ اس روایت کو دیکھ کر ایسا کرتے تھے[۱۷۱]۔

یہ عجیب مرحلہ فکر ہے کہ غالی راویوں کے دفاع میں اخباریوں اور بعض رجالیوں نے اپنے علماء اور فقہاء کے بارے میں ایسے بیانات دیئے ہیں ،بھلا ایسا تصور شیخ طوسی ،نجاشی اور شیخ مفید و سید مرتضی جیسے ماہرین علم کلام اور فقہ کے بارے میں کیسے ہو سکتا ہے اگر اس دور کے کسی ایک دانش مند سے کوئی شاذ و نادر قول نقل ہو گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سب مقصر تھے اور ان کی ائمہ معصومینؑ کے بارے میں معرفت کا پیمانہ تقصیر کی حدود

---

[۱۷۱]۔فوائد رجالیہ بہبہانی ص ۳۸ ط در آخر رجال خاقانی۔

کو چھوڑ رہا تھا یا وہ بغیر کسی دلیل کے جھوٹے راویوں کو جھوٹا اور بد عقیدہ افراد کو غالی کہا کرتے تھے، معلوم نہیں ائمہ معصومینؑ سے متواتر روایات کے بارے میں یہ کیا کہیں گے جن میں غالیوں کی مذمت شدیدہ وارد ہوئی ہے آیا ان ذوات کو بھی لوگوں سے خواہ مخواہ الجھنے اور ان کی مذمت کرنے کا شوق تھا یا ان کو بد عقیدہ اور غالی کہہ دیا کرتے تھے یا ان لوگوں میں کوئی ایسی واضح خرابی ہوتی تھی جس کو معیار قرار دیا گیا تھا اور اسی کے تحت اس دور کے عظیم اور جلیل القدر علماء اور فقہاء اور ماہرین رجال نے بھی راویوں کے بارے میں ان کے عقیدے کی خرابی کی خبر دی اور یہ کہنا کہ ان علماء کو ائمہ معصومینؑ کے معجزات کی روایات اور ان کے علم غیب کی اخبار سے غلو کی تہمت لگانے کا شوق تھا تو یہ بات صحیح نہیں کیونکہ معصومینؑ کے معجزات اور ان کی فضیلتوں کی معتبر روایات انہی کی لکھی ہوئی کتب اور دفاتر کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اور انہوں نے نہ صرف ان کو نقل کیا ہے بلکہ ان پر اپنے عقیدے کا اظہار بھی فرمایا ہے جیسا کہ ان کی کلامی کتب سے ظاہر ہے۔

ہاں تو وہ کونسا معیار تھا جس کے سبب بد عقیدہ راویوں کی پہچان ہوتی تھی اور ان کے جھوٹ کو آشکار کیا جاتا تھا اور ان کے بارے میں غلو کا حکم لگایا جاتا تھا تو ظاہر ہے کہ اس دور کے حالات کا مطالعہ کرنے سے اس چیز کو بھی درک کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے معصومینؑ کی متواتر روایات میں غور کرنے کی ضرورت ہے، اس بحث کو محقق تقی تستری نے اسی جہت سے مطالعہ کرتے ہوئے نئی افق بخشی ہے وہ فرماتے ہیں:

بعض متاخرین، قدماء کے کسی راوی کو غالی قرار دینے کو بہت زیادہ ردّ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے راوی کو معجزات کی روایات نقل کرنے کی وجہ سے غالی قرار دیا حالانکہ اس طرح قدیم علماء کو ردّ کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ائمہ معصومینؑ کے معجزات اور کرامات دکھانا مذہب شیعہ کی ضروریات اور بدیہی مسائل میں سے ہے کیا ائمہ معصومینؑ کے

معجزات کو سابقہ علماء کے علاوہ کسی نے آکر ہماری طرف نقل کیا ہے، ہاں قدیم علماء رجال کی نظر میں غلو سے مراد عبادت کو ترک کرنا تھا پس جب ائمہؑ کی ولایت پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی شخص عبادت کو چھوڑ دیتا اور اس طرح اپنے بد عقیدے کا اظہار کرتا تو وہ اسے غالی شمار کرتے تھے جیسا کہ اس کے بہت سے قرائن اور شواہد موجود ہیں:

۱۔احمد بن حسین عضائری نے حسن بن محمد بن بندار قمی سے روایت کی کہ میں نے اپنے مشائخ سے سنا کہ محمد بن اورمہ پر جب غلو کی تہمت لگائی گئی تو قم کے اشعریوں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اسے کئی راتیں پوری رات نماز شب پڑھتے ہوئے پایا تو اس کے متعلق اپنے نظریئے کو بدل دیا۔

۲۔فلاح السائل میں علی بن طاووس سے حسین بن احمد مالکی سے نقل کیا کہ میں نے احمد بن ملیک (ظاہرا سیاق و سباق کے قرائن سے احمد بن ہلال کرخی عبرتائی مراد ہے) کرخی سے پوچھا کہ محمد بن سنان کے متعلق کہے جانے والے غلو کی کیا حقیقت ہے؟ اس نے کہا: معاذاللہ، خدا کی قسم! اس نے مجھے طہارت کے مسائل سکھائے ہیں۔

۳۔کشی نے ایک جماعت کا عنوان ذکر کیا ان میں علی بن عبداللہ بن مروان بھی ہے اور فرمایا: میں نے عیاشی سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے جواب دیا: اور علی بن عبداللہ بن مروان تو یاد رکھو کہ غالیوں کو نماز کے اوقات میں آزمایا جاتا ہے اور میں نے اسے نماز میں کبھی نہیں دیکھا۔

۴۔کشی نے امام ہادیؑ کے زمانے کے غالیوں کی عنوان کے تحت احمد بن محمد بن عیسی سے نقل کیا کہ اس نے امام کی طرف ایک گروہ کے متعلق خط لکھا جو ایسی احادیث پڑھتے اور ان کو آپؑ اور آپکے آباءؑ کی طرف نسبت دیتے ہیں... اور وہ کہتے ہیں کہ خدا کے فرمان

کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے کا معنی ایک شخص ہے نہ رکوع و سجود پر مشتمل کوئی عمل ،اور اسی طرح وہ زکات کا معنی بھی ایک مرد سے کرتے ہیں نہ درہم اور دینار کا فقراء کو دینا اس طرح وہ فرائض اور مستحبات اور گناہوں کی تاویل افراد سے کرتے ہیں[۱۷۲]۔

۵۔کشی نے یحیٰی بن عبدالحمید حمّانی کی ان کتابوں سے غالیوں سے نقل کیا جو اس نے امام علیؑ کی ولایت کے اثبات میں لکھی ہیں ،وہ کہتے ہیں: امام کی معرفت نماز اور روزہ سے کفایت کرتی ہے۔

۶۔کشی نے ذکر کیا کہ بعض اصحاب نے امام ابوالحسن عسکریؑ کی طرف یہ لکھ بھیجا کہ علی بن حسکہ دعوی کرتا ہے کہ وہ آپکے اولیاء میں سے ہے اور آپ اول اور قدیم ہیں اور وہ آپ کا باب اور نبی ہے اور آپ نے اسے اس نظریئے کی طرف بلانے کا حکم دیا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ نماز و روزہ اور حج و زکات سب کچھ آپ کی معرفت ہے۔

۷۔کشی نے عثمان بن عیسی سے نقل کیا ہے کہ محمد بن بشیر اپنے زمانے میں غالیوں کا ایک رئیس تھا اور اس کے پیرو بعض فرائض کے قائل تھے اور بعض کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا نے ان پر صرف نماز ، خمس اور روزہ واجب کیا ہے اور زکات و حج اور باقی تمام فرائض کے منکر تھے۔

۸۔امالی طوسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے: اپنے نوجوانون پہ غالیوں کے غلبے سے ڈرو کہیں یہ ان کو تباہ نہ کردیں کیونکہ غالی بدترین مخلوق ہیں... غالی ہماری طرف لوٹے بھی تو ہم اس کو قبول نہیں کرتے اور مقصر اگر ہمارے ساتھ ملحق ہو تو ہم اس کو قبول کر لیتے

---

[۱۷۲]۔قاموس الرجال ؛ص۵۰ط اول۔

ہیں، پوچھا گیا: اے فرزند رسولؐ! یہ کیسے ہے؟ فرمایا: غالی نماز، روزے اور حج وزکات کو کرنے کی عادت کر چکا ہے تو وہ اپنی عادت چھوڑنے اور خدا کی بندگی و اطاعت کی طرف پلٹنے کی طاقت نہیں رکھتا جبکہ مقصر جب جان لیتا ہے تو عمل اور اطاعت کرتا ہے[۱۷۳]۔

ان قرائن کی موجودگی میں یہ کہنا صحیح ہے کہ غالی اور تجاوز گر افراد میں ایسی واضح بے دینی کی علامات موجود ہوتی تھیں جن کی وجہ سے ان کی اس قدر شدید مذمت وارد ہوئی اور وہ معصومینؑ کی ولایت اور امامت کا بہانہ کر کے خدا کی اطاعت اور اس کی شریعت کے واجبات اور محرمات کی پاسداری اور قرآن و سنت کی روشنی میں پہنچنے والی سیرت کے نمونوں کو روندنا چاہتے تھے اور یہ مزاج غالی صفت لوگوں کا نہیں بدلا اور جہاں تک سابقہ دور کے علماء کی بات ہے تو وہ ہمیشہ فضائل اور معجزات کے باب میں بھی ثقہ اور معتبر راویوں کے ذریعے نقل کرنے کے قائل تھے اگر ایک راوی کی وثاقت ہی ثابت نہ ہو اور وہ کوئی فضیلت کی روایت کو نقل کرے تو کیا حجیت روایت کے معیار کو نہیں دیکھنا؟ غالیوں کا دفاع ہر گز صحیح نہیں کیونکہ وہ تو ائمہ معصومین کی متواتر روایات میں مذموم ٹھہرے ہیں، پس جن راویوں کے بارے میں معتبر علماء اور سابقہ دور کے فقہاء اور رجالیوں سے غلو اور

---

[۱۷۳]۔ بحار الانوار ج۲۵ ص۲۶۶ ح۶ از امالی طوسی ص۵۴، عبارت: الحسين بن عبيد الله عن أحمد بن محمد بن العطار عن أبيه عن أحمد بن محمد البرقی عن العباس بن معروف عن عبد الرحمان بن مسلم عن فضيل بن يسار قال: قال الصادق عليه السلام: احذروا على شبابكم الغلاة لا يفسدوهم فان الغلاة شر خلق الله، يصغرون عظمة الله ويدعون الربوبية لعباد الله، والله إن الغلاة لشر من اليهود والنصارى والمجوس والذين أشركوا، ثم قال عليه السلام: إلينا يرجع الغالی فلا نقبله، وبنايلحق المقصر فنقبله، فقيل له: كيف ذلک يا ابن رسول الله ؟ قال: الغالی قد اعتاد ترک الصلاة والزكاة والصيام والحج فلا يقدر على ترک عادته وعلى الرجوع إلى طاعة الله عزوجل أبدا، وإن المقصر إذا عرف عمل وأطاع.

بے دینی کی شہادت دی گئی ہے ان کی روایات کو صحیح کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔

۱۵۔ موجودہ رجال کشی میں فنی سقم

موجودہ رجال کشی میں چند فنی سقم موجود ہیں جن کو درج ذیل عناوین میں بیان کیا جاسکتا ہے:

ا۔ روایات کا آپس میں خلط ہونا

موجودہ کتاب میں بعض جگہوں پر روایات آپس میں مخلوط نظر آتی ہیں جیسے علی بن یقطین کے متعلق روایات میں دو روایتیں آپس میں مخلوط ہیں دوسری کی سند حذف ہے اور اس کا صرف متن موجود ہے اس طرح روایت ناقص اور مشوش ہو گئی ہے اور روایت میں علی یقطین کو علی بن یقطین لکھا گیا ہے حالانکہ کافی میں اس کو دو مستقل سندوں سے علیحدہ نقل کیا گیا ہے[۱۷۴]۔

۲۔ روایتوں کے متن میں تبدیلی

روایتوں کے متن میں کئی جگہوں پر تصحیف و تبدیلی واقع ہوئی ہے جیسے علی بن یقطین کے بارے میں سابقہ دو روایتوں میں علی یقطین کو علی بن یقطین میں تبدیل کیا گیا، اسی طرح احکم بن بشار مروزی[۱۷۵] اور ابان بن عثمان کے متعلق دوسری روایت[۱۷۶]، علی بن خطاب وابراہیم بن شعیب کے متعلق پہلی روایت[۱۷۷]، ابوہاشم داود بن قاسم[۱۷۸] کے متعلق بھی ایسا اشتباہ ہوا ہے۔

---

[۱۷۴]۔ کافی، ج۵ ص ۱۱۲ کتاب المعیشۃ باب ۱۳۱ اور کافی ج۲ ص ۱۳ باب ۷۔

[۱۷۵] رجال کشی ح ۱۰۷۷، قاموس الرجال ا ص ۳۶۵۔

[۱۷۶]۔ رجال کشی ن ۶۶۰، معجم رجال الحدیث ا ص ۱۶۰، قاموس الرجال ا ص ۱۱۴۔

[۱۷۷] رجال کشی ن ۸۹۵، قاموس الرجال ا ص ۲۰۲۔

۳۔ سندوں میں تحریف

رجال کشی کے اوائل میں ایک سند میں ابو محمد جبریل بن محمد فاریابی ہے جبکہ باقی تمام موارد میں جبریل بن احمد ہے کبھی فاریابی کے وصف کے ساتھ اور کبھی اس کے بغیر، شیخ طوسی نے بھی جبریل بن احمد بیان کیا ہے اب اگراس راوی کا نام جبریل بن احمد ہو تو جبریل بن محمد تحریف شدہ ہوگا[۱۷۹] اور یہی اشتباہ روایت ن ۸۸٦ میں بھی ہے۔

۴۔ راویوں کے متعلق غیر مربوط روایات کا ذکر

محمد بن ابی زینب (ابو الخطاب) کے حالات میں ۲۳ روایتیں ایسی ذکر کی گئی ہیں جو اس عنوان سے مربوط نہیں ہیں۔

۵۔ خاص عناوین سے غیر مربوط روایتیں

فطحیہ کے عنوان دو روایتیں ایسی ہیں جو ان سے مربوط نہیں ،ایک روایت میں ہے داود بن فرقد نے امام صادقؑ سے روایت کی میرے اصحاب صاحبان عقل و تقوی ہیں اور جو عقلمند اور صاحب تقوی نہیں وہ میرا اصحابی نہیں اور دوسری روایت میں ہے: ابو صباح نے کہا: مولا امام صادقؑ! ہمیں کوفہ میں لوگ طعنہ دیتے ہوئے "جعفری" کہتے ہیں ،امام نے غصہ ہو کر فرمایا: تم میں جعفر کے ساتھی بہت کم ہیں کیونکہ جعفر صادقؑ کے ساتھی وہ ہیں جو بہت پرہیز گار ہیں اور اپنے خدا کے لیے عمل کرتے ہیں[۱۸۰]۔

---

[۱۷۸]۔ رجال کشی ن ۱۰۸۰۔

[۱۷۹]۔ رجال کشی ح ۳۱،۲۹،۲۷،۲٦،۲۱،۱۳۔

[۱۸۰]۔ رجال کشی، روایت ن ۳۷۴ و ۴۷۴۔

۶۔ ایک عنوان کی روایت کا دوسرے عنوان میں ذکر ہونا

موجود رجال ابی عمرو کشی میں ابو بصیر لیث بن بختری مرادی کے عنوان میں ابو بصیر یحییٰ اسدی کے متعلق روایات مخلوط ہو گئی ہیں[۱۸۱]۔

۷۔ بعض کلمات کا ساقط ہونا

معاویہ بن عمار کے حالات میں لکھا ہے: **عاش ماة و خمسا و سبعين سنة**؛ یعنی وہ ۱۷۵سال زندہ رہا تھا[۱۸۲]، حالانکہ صحیح یہ ہے کہ وہ ۱۷۵ھ تک زندہ رہا جو کہ اس کی تاریخ وفات ہے نجاشی نے اس کو ذکر کیا ہے پس عاش کے بعد کلمہ ''الی ''حذف ہو چکا ہے ، اسی طرح کا اشتباہ عبداللہ بن عباس کے متعلق روایت [۱۸۳]، علی بن خطاب و ابراہیم بن شعیب کے متعلق روایت [۱۸۴]، احمد بن حماد مروزی کے متعلق دوسری روایت [۱۸۵]، حسن و حسین اہوازی کے متعلق کشی کے کلام میں واقع ہوا ہے [۱۸۶]۔

۸۔ عناوین کا روایات کے سے منطبق نہ ہونا

ابو بصیر عبداللہ بن محمد اسدی کے عنوان میں ایک روایت ذکر ہے کہ جس میں ابو بصیر نے امام صادقؑ سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور اسکے ذیل میں امام نے اسے ابو محمد سے خطاب فرمایا[۱۸۷]، بعض دانش مندوں نے اس روایت میں ابو بصیر سے مراد لیث مرادی یا یحییٰ بن قاسم اسدی لیا

---

[۱۸۱]۔ سابقہ حوالہ ،ن ۲۸۵ تا ۲۹۸ قاموس الرجال اص ۱۶۰، معجم رجال الحدیث اص ۱۴۲۔

[۱۸۲]۔ رجال کشی ن ۵۵۷۔

[۱۸۳]۔ قاموس الرجال ج ۶ ص ۴۹۱۔

[۱۸۴]۔ سابقہ حوالہ ج ا ص ۲۰۴۔

[۱۸۵]۔ سابقہ حوالہ۔

[۱۸۶]۔ سماء المقال ا ص ۸۵۔

[۱۸۷]۔ رجال کشی ن ۲۹۹۔

ہے کیونکہ امام صادقؑ نے اس ابو بصیر کو ابو محمد سے خطاب کیا اور دوسری طرف سے عبداللہ بن محمد اسدی کا امام صادقؑ سے روایت کرنا ثابت نہیں ہے کیونکہ اس نے آپ سے ملاقات نہیں کی ہے[۱۸۸]۔

صاحب قاموس نے اس روایت کو یحییٰ اسدی سے مربوط قرار دیا اور فرمایا: یہ عنوان فی ابی بصیر بن محمد الاسدی اصل میں فی ابی بصیر وعلباء الاسدی سے تحریف شدہ ہے[۱۸۹]۔

۹۔ بعض کلمات کا جابجا ہونا

صاحب قاموس نے فرمایا: عروہ قتّات کے متعلق مذکور روایت میں نسبت الکناسی (جو حقیقت میں عروہ سے مربوط ہے) احمد بن فضل کے لیے آئی ہے حالانکہ اس کی نسبت احمد بن فضل الخزاعی ہے اور اس بات کا قرینہ اس روایت کا آغاز ہے جو عروہ قتات کے متعلق ہے امام صادقؑ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے کناسہ میں ایک قاضی بنالیا ہے ؟ میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں ؛وہ عروہ قتات کے نام سے ایک شخص ہے[۱۹۰]۔

۱۰۔ طبقات رجال میں خلط واقع ہونا

رجال کشی میں محمد بن احمد بن حماد مروزی کا عنوان اور شرح حال اس والد کے عنوان سے بہت پہلے ذکر ہوا ہے[۱۹۱] اور اسی طرح عبداللہ بن جعفر حمیری کے احوال امام رضاؑ کے اصحاب میں ذکر ہوئے ہیں حالانکہ وہ امام عسکریؑ کے اصحاب میں سے ہے[۱۹۲]۔

---

[۱۸۸]۔ معجم رجال الحدیث ۱۰ص ۳۰۰

[۱۸۹]۔ قاموس الرجال ۶ص ۵۷۳تا۵۷۵۔

[۱۹۰]۔ رجال کشی ن ۶۹۲، قاموس الرجال اص ۵۵۴۔

[۱۹۱]۔ رجال کشی، ن۹۸۶۔

[۱۹۲]۔ رجال کشی، ن ۱۱۲۴۔

۱۶۔ کتاب رجال کشی کی مشکلات

یہ کتاب اپنے موضوع میں منفرد اور اہم ہونے کے باوجود گوناگوں مشکلات پہ مشتمل ہے ان میں چند ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

ا۔ روایات کی سندوں کی مشکل

رجال ابو عمرو کشی میں راویوں کے متعلق معصومین سے منقول احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس لیے ان کی سندوں کی تحقیق ضروری ہے اور ان سندوں میں درج ذیل مشکلات ہیں:

ا۔ مرسلہ ہونا: کتاب کی بہت سی روایات کی سند مرسل ہے یعنی ان ک راویوں کا سلسلہ درمیان میں ٹوٹ چکا ہے خصوصا کتب کے پہلے نصف حصے میں ایسی روایات زیادہ ہیں جبکہ مرسلہ روایات کو ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا گیا ہے اور ان سے راویوں کی وثاقت کا تضعیف کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

۲۔ تعلیق: اس کتاب کے اندر بعض روایت کی سند اس طرح معلق اور الجھی ہوئی ہے جس اس سند سے پہلے والی سند سے قابل حل نہیں ہے اور جب تک اس سند کے راوی معلوم نہ ہو وہ بھی ضعیف روایات میں شمار ہو گی۔

۳: انوکھے راوی: اس کتاب کی روایات کی سندوں میں بعض ایسے راویوں کے نام دیکھے گئے ہیں جن کا دوسری کتب حدیث اور رجال میں اصلا ذکر نہیں ہے خود جناب کشی کے اساتذہ میں بعض ایسے ہیں جن کے متعلق آج کافی معلومات موجود نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہ روایات بھی مہمل اور غیر ہو جاتی ہیں اور ان سے محققین نے استدلال کرنے کو صحیح نہیں سمجھا۔

۴: اس کے علاوہ اس کتاب میں روایات میں ہر سند کی تحقیق لازم ہے کیونکہ کئی جگھوں پر ضعیف راویوں کی روایات نقل کی گئی ہیں تو اس طرح جب تک ہر روایت کے ایک ایک راوی کی توثیق اور صداقت ثابت نہ ہو محض اس کے بارے میں روایت کا آجانا کافی نہیں ہے۔

۵: اس کتاب کی کئی روایات میں خود راویوں نے اپنے متعلق معصومین کی روایات کو نقل کیا ہے جب تک اس راوی کے متعلق دیگر ذرائع سے معلومات اور توثیق ثابت نہ ہو اس روایت سے اس کی توثیق نہیں کی جاسکتی اور اس حوالے سے ان راویوں کا سند میں ہونا بھی ایک مشکل سے کم نہیں ہے۔

۲۔کتاب سے معلومات حاصل کرنے کی مشکل

اس مشکل کی وضاحت کے لیے درج امور میں غور کرنا ضروری ہے:

ا۔کتاب کے اندر ایک راوی سے مربوط معلومات پراگندہ طور پر ذکر کی گئی ہیں کئی مقامات پر ایک عنوان سے متعلق معلومات دوسرے عنوان کے ذیل میں آ گئی ہیں اور ایک جگہ تمام متعلقہ مواد کو ذکر نہیں کیا گیا اس دشواری کی علت یہ ہے کہ یہ کتاب احادیث پر مشتمل ہے اور اس میں روایات کی تقطیع اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے متعلقہ مقام پر ذکر کرنے کی روش سے استفادہ نہیں کیا گیا بلکہ روایات کامل سند اور متن کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں اور کئی مقامات پر بعض حدیثوں میں ایک سے زیادہ راویوں کے متعلق ائمہ معصومین کے فرامین موجود ہیں دوسرے طرف اگر جناب کشی مختلف راویوں کے متعلق ان روایتوں کو تکرار کرتے تو کتاب کا حجم بڑھ جاتا اس لیے جہاں تکرار نہیں ہوا وہاں راویوں کے متعلق معلومات دوسرے عناوین میں رہ گئی ہیں۔

۲۔راویوں کے متعلق رجالی حکم لگانا اور روایات سے نتیجہ نکال کر اس کی توثیق و تضعیف کا حکم لگانا مصنف کی کتاب میں ضروری امر تھا لیکن مولف نے سوائے چند موارد کے اکثر مقامات پر صرف روایات کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور انکی وثاقت یا ضعف کا نتیجہ نہیں نکالا جس کی وجہ سے اس کتاب میں راویوں کے متعلق روایات تو مل جاتی ہیں لیکن اس کے متعلق جناب کشی کی رائے یا اس روایت کا نتیجہ ذکر نہیں ہوتا۔

۳۔ تصحیف: کئی مقامات پر راویوں کے اسماء، القاب، کنیات میں تحریف اور تبدیلی واقع ہوئی ہے اور الفاظ دوسرے مشابہہ الفاظ سے بدل گئے ہیں جیسا کہ زمانہ قدیم کی نقل ہونے والی دوسرے کئی کتابوں کی یہ مشکل ہے اس مشکل کے حل کے لیے تصحیح نسخہ جات کے علمی قواعد کی پیروی کرنا ضروری ہے جو رجال کشی کے نسخوں کی بحث میں ذکر کیئے جائیں گے۔

۴۔ متن سے عنوان کا مطابقت نہ رکھنا: کئی جگہوں پر کتاب میں ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک عنوان کے ذیل میں ایسی روایات موجود ہیں جن کے متن کا اس عنوان سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ تو صرف سند میں واقع ہوا ہے یا پھر بعض عناوین کے تحت ایسی روایات ذکر ہیں جن سے راوی کی رجالی حالت واضح نہیں ہوتی جو کہ ایک رجالی کتاب سے توقع ہے۔

۱۷۔ کتاب رجال کشی کی اہمیت اور امتیازات

باوجود بعض فنی نقائص کے کتاب رجال ابو عمرو کشی کی اہمیت دوسری رجالی کتابوں میں اتنی محکم اور مضبوط ہے کہ جتنا ائمہ معصومین کی طرف سے منقول احادیث اور روایات کی کتابوں کو دیگر کتابوں پر فوقیت حاصل ہے بھلا جس کتاب میں مولف نے یہ کوشش کی ہو کہ اپنی رائے اور شخصی نظریئے کو چھوڑ کر جو کچھ روایات معصومین سے نقل کی جاتی ہیں ان کو امانت اور دیانت داری کے ساتھ آئندہ نسلوں تک پہنچا دیا جائے وہ کتاب اور مولف کیوں لائق تحسین اور قابل تعریف نہیں ٹھہریں گے یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب ہمیشہ قوم شیعہ کے علماء کرام اور حوزات علمیہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے، ذیل میں چند نکات اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ذکر کیئے جاتے ہیں:

ا۔ قدیم رجالی دستاویز

اگرچہ علم رجال اسلامی علوم و فنون میں ایسا موضوع ہے جو معصومین کے زمانے میں پروان چڑھا اور معصومین کے زمانے میں اصحاب نے اس میں کتابیں تالیف کیں جن کا تذکرہ علم رجال

کی تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے لیکن ان کتابوں کے اسلوب اور روشیں مختلف تھیں ان میں نہایت اہم روش راویوں کے بارے میں معصومین کی روایات کو جمع کرنا تھا اور یہ کتاب بھی اسی روش سے تالیف ہوئی اسے علم رجال کے ماہرین نے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا اور قدماء اور متاخرین میں یہ کتاب حوزات علمیہ میں مدرک رجالی کے طور پر زندہ رہی ہے حتی شیخ طوسی نے اپنے حلقہ درس میں باقاعدہ اس کی تدریس اور املاء کرائی اور متاخرین میں اس کتاب کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی کیونکہ معصومین کے زمانے میں لکھی جانے والی کتابیں زمانے کے ظلم کا نشانہ بن گئیں اور اب معصومین کی روایات کو حاصل کرنے کا ایک اہم اور سر فہرست مستقل مدرک یہی کتاب ہے۔

۲۔علم رجال کی سند

یہ کتاب علم رجال کی حقانیت کی زندہ اور پائندہ دلیل ہے اور علم رجال کے متعلق یہ نیک شگون پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اصالت معصومین کے دور سے متعلق ہے اور اس شجر کی آبیاری خود معصومین کی زبان عصمت و طہارت سے ہوئی اور ان ذوات کی روایات اور احادیث کے ذریعے اس علم کے قواعد اور ضوابط وجود میں آئے ہیں اور قوم شیعہ نے اس علم کو زندہ رکھا ہوا ہے۔

۳۔وسعت معلومات

اس کتاب کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں راویوں کے مذاہب اور قبائل اور دیگر بہت سی اطلاعات اور معلومات موجود ہیں اور ان مذاہب اور فرقوں کے متعلق تفصیلا معصومین کی روایات کو ثبت کیا گیا ہے۔

۴۔وثاقت اور ضعف کی سندوں کا وجود

اس کتاب میں معصومین کی روایات کے علاوہ کشی نے اپنے معاصرین کے اقوال، اس دور کے حوادث و مسائل کا بھی ذکر کیا ہے جن سے وثاقت و ضعف کے علاوہ ان مسائل کے اندر

موجودان وجوہات اور سندوں کو بھی ذکر کیا ہے جس سے محققین کے لیے رجالی نتائج میں بحث اور دلیل کے صحیح اور سقیم کا حکم لگانے کی گنجائش موجود ہے۔

۱۸۔رجال کشی کے متعلق تحقیقی کتابیں

ابو عمرو کشی کی کتاب کو نجاشی نے علم کا خزانہ قرار دیا، علماء کرام اور حوزات علمیہ میں ہمیشہ ایک زندہ مدرک رجالی کے طور پر یہ کتاب موجود رہی مگر غیر معصوم کی ہر کوشش میں تکمیل کی گنجائش رہتی ہے خصوصاجب اس کتاب میں ترتیب کی کمی موجود تھی اور بعض اشتباہات کا شائبہ بھی اس لیے سے اس کی تنقیح اور تہذیب کے لیے ماہرین علم رجال اور درجہ اول کے علماء اور دانش مندوں نے اقدام کیا ان کو یہاں اجمالا ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔کتاب اختیار الرجال، شیخ طوسی م ۴۶۰ھ نے سب سے پہلے اس کتاب کی تلخیص کی جیسا کہ فہرست میں انہوں نے اپنی کتابوں میں اس کتاب کا عنوان ذکر کیا ہے ،اور موجودہ رجال ابو عمرو کشی وہی شیخ کی تلخیص ہے جو ہم تک پہنچی ہے، یہ کتاب انہوں نے اپنے شاگردوں کو حلقہ درس میں املاء کرائی اور کتاب میں سے بعض زوائد کو حذف کر دیا جیسا کہ متقدمین کی کتابوں میں رجال کشی کے عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل کتاب اس سے بہت بڑی تھی، بہر حال شیخ طوسی جو عظیم فقیہ،اصولی ،رجالی اور متکلمین شیعہ میں سے تھے ان کا اس کتاب کو اپنی تحقیق کے انتخاب کرنا اس کتاب کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتا ہے۔

۲۔حلّ الاشکال فی معرفۃ الرجال، یہ کتاب سید احمد بن طاوس م ۶۷۲ھ نے تالیف کی انہوں نے پہلی بار علم رجال شیعہ کے تمام مصادر اولیہ (فہرست ورجال شیخ، فہرست نجاشی اور رجال ابن غضائری سمیت) رجال کشی کو راویوں کی ترتیب سے منظّم کیا اس لحاظ سے رجال کشی کو سب سے ترتیب دینے والے وہی ہیں اگرچہ ابن طاوس نے رجال کشی کی منقولات کا خلاصہ ذکر کیا اور احادیث کے الفاظ کو نقل نہیں کیا جس کی وجہ سے سند اور اصل متن تو نقل نہیں

ہو پایا لیکن راویوں کی ترتیب اور ان کے متعلق رجال کشی کا خلاصہ ذکر ہو گیا مگر یہ کتاب بصورت کامل متاخرین تک نہیں پہنچی۔

۳۔التحریر الطاووسی، شیخ حسن بن زین الدین عاملی فرزند شہید ثانی مشہور بہ صاحب معالم م۱۰۱۱ھ نے کتاب حل الاشکال ابن طاووس سے رجال کشی کی منقولات کو انتخاب کیا اور اس کا نام التحریر الطاووسی رکھا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ کتاب حل الاشکال کے نسخے ناپید ہو رہے تھے اور ان میں نواقص پیدا ہو گئے تھے تو انہوں نے کتاب حل الاشکال میں رجال کشی کے منقولات کے ساتھ روایات کی سندوں کے متعلق حواشی اور دوسرے توضیحی مطالب کو ذکر کیا ہے۔

۴۔ترتیب الکشی، مولی عنایۃ اللہ قہپائی مولف کتاب مجمع الرجال م قرن ۱۱ھ نے اپنی کتاب کبیر مجمع الرجال سے پہلے اختیار معرفۃ الرجال کو حروف تہجی سے ترتیب دیا اور وہ ۱۰۱۱ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے اور اس میں حواشی بھی لکھے۔

۵۔مجمع الرجال ،اس کتاب میں عنایۃ اللہ قہپائی نے رجال کشی کی ترتیب اور دوسری رجالی کتابوں کی ترتیب کے بعد ان تمام کتابوں کی منقولات کو ایک جگہ جمع کر دیا اور اس کا نام مجمع الرجال رکھا اور وہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۰۶۶ھ میں فارغ ہوئے یہ کتاب سات جلدوں میں علامہ ضیاء الدین کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

۶۔ترتیب الکشی، شیخ داود بحرانی م۱۰۴۰ھ نے کتاب اختیار معرفۃ الرجال کو اسماء کی کامل ترتیب کے ساتھ تالیف کیا۔

۷۔تعلیقۃ رجال الکشی، میر داماد م۱۰۴۰ھ نے اس کتاب پر اپنے علمی حواشی لکھنا شروع کیئے جسے وہ کامل نہیں کر سکے اور وہ کتاب رجال کشی کے آخری دو اجزاء کے علاوہ پر بہترین حاشیہ ہے یہ کتاب رجال کشی کے کامل متن کے ساتھ ۲ جلدوں میں سید مہدی رجائی کی تحقیق کے ساتھ موسسہ آل البیت سے طبع ہوئی ہے۔

۸۔ منتخب الرجال، سید محمد علی شاہ عبد العظیمی م ۱۳۳۴ھ نے چار جلدوں میں رجال کی اصلی کتابوں کا خلاصہ ذکر کیا جن میں دوسری جلد میں رجال کشی کا خلاصہ ہے یہ کتاب بمبئی ہند میں طبع ہوئی [۱۹۳]۔

۹۔ اختیار معرفۃ الرجال، یہ کتاب شیخ طوسی کی ہزار سالہ مناسبت پر سید حسن مصطفوی کی تحقیق سے دانشگاہ فردوسی مشہد سے ۱۳۴۸ھ ش میں طبع ہوئی اس میں سات خطی نسخوں سے مقایسہ کیا گیا اور ایک علمی مقدمہ، حواشی اور تفصیلی فہرستیں ذکر کی گئیں۔

۱۰۔ معیار علم رجال، یہ موجودہ تحقیق ہے جو اردو زبان میں اس قدیم رجالی دستاویز کے متعلق کی گئی ہے اس میں نبی اکرم اور ائمہ معصومین کے اصحاب کے متعلق ان ذوات کی روایات کی روشنی میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے اس کے چھ حصوں کے ترجمہ، علمی حواشی کے ساتھ ساتھ ہر جزء کے شروع میں مفصل مقدمات علمی کو ذکر کیا گیا ہے جس سے اس کتاب کے متعلق جامع آشنائی حاصل ہو اور اس کے متعلق موضوعات کے بارے میں واضح راہ حل ذکر کیا گیا ہے۔

---

[۱۹۳]۔ آشنائی با کتب رجالی شیعہ، ص ۱۷-۷۵۔

جزء سوم رجال کشّیؒ: اصحاب امام باقرؑ اور امام صادقؑ

قیس بن رمانہ

۳۱۹۔حَمْدَوَیْه وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ حَدَّثَنی عَلِیُّ بْنُ أَسْبَاط، عَنْ قَیْسِ بْنِ رُمَّانَةَ، قَالَ أَتَیْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَشَکَوْتُ إِلَیْه الدَّیْنَ وَ خِفَّةَ الْمَال، قَالَ، فَقَالَ ایتِ قَبْرَ النَّبِیِّ(ص) فَاشْکُ إِلَیْه وَ عُدْ إِلَیَّ! قَالَ، فَذَهَبْتُ فَفَعَلْتُ الَّذی أَمَرَنی ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَیْه، فَقَالَ لی ارْفَعِ الْمُصَلَّی وَ خُذِ الَّذی تَحْتَهُ! قَالَ فَرَفَعْتُهُ فَإِذَا تَحْتَهُ دَنَانِیرُ، فَقُلْتُ لَا وَ اللّٰه جُعِلْتُ فِدَاکَ مَا شَکَوْتُ إِلَیْکَ لِتُعْطِیَنی شَیْئاً، قَالَ، فَقَالَ لی: خُذْهَا وَ لَا تُخْبِرْ أَحَداً بِحَاجَتِکَ فَیَسْتَخِفَّ بِکَ، فَأَخَذْتُهَا فَإِذَا هِیَ ثَلَاثُمِائَة دِینَارٍ.

علی بن اسباط نے قیس بن رمّانہ سے روایت کی کہ میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں قرض اور کمی مال کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ کی قبر مطہر پر جاکر آپ کے پاس شکایت کر اور واپس لوٹ کر میرے پاس آ، میں نے جاکر امام کے حکم کے مطابق عمل کیا پھر لوٹ کر آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا؛ مصلی اوپر اٹھا کر اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ لے جا، میں نے مصلی اٹھایا تو نیچے دیناروں کا ڈھیر نظر آیا، میں نے عرض کی: خدا کی قسم! میں آپ پر قربان جاوں، میں نے آپ کے پاس اس لیے شکایت نہیں کی تھی کہ آپ مجھے رقم دیں، تو آپ نے فرمایا (اب تکلفات نہ کر) اسے اٹھا لے اور کسی دوسرے کو اپنی حاجت نہ بتایا کرو گرنہ وہ تجھے خفیف و حقیر سمجھے گا تو میں نے وہ دینار اٹھا لیے جو تین سو تھے۔

مفضّل بن قیس بن رمّانہ[۱۹۴]

۳۲۰۔مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعُبَيْدِیُّ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ قَيْسِ بْنِ رُمَّانَةَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَذَكَرْتُ لَهُ بَعْضَ حَالِی، فَقَالَ يَا جَارِيَةُ هَاتِی ذَلِکَ الْكِيسَ! هَذِهِ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ وَصَلَنِی أَبُو جَعْفَرٍ أَبُو الدَّوَانِيقِ بِهَا، خُذْهَا فَتَفَرَّجْ بِهَا! قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ مَا هَذَا دَعْوَتِی وَ لَكِنِّی أَحْبَبْتُ أَنْ تَدْعُوَ اللَّهَ تَعَالَى لِی! قَالَ، فَقَالَ إِنِّی سَأَفْعَلُ، وَ لَكِنْ إِيَّاکَ أَنْ تُعْلِمَ النَّاسَ بِكُلِّ حَالِکَ فَتَهُونَ عَلَيْهِمْ

عبیدی نے مفضّل بن قیس بن رمّانہ سے روایت کی میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اپنے حالات کی تنگی کا ذکر کیا تو آپ نے کنیز سے فرمایا وہ تھیلا لاو جس میں چار سو دینار ہیں اور مجھے دیتے ہوئے فرمایا؛ یہ چار سو دینار مجھے ابو جعفر دوانیقی کی طرف سے پہنچے ہیں یہ لے لو اور اپنی مشکلات حل کرو میں نے عرض کی، مولا میں آپ پر قربان جاوں میری مراد یہ

---

[۱۹۴]۔رجال الطوسی ۱۳۶ و ۳۱۴ وفیہ: اسند عنہ. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۳۰۵. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۲۴۲. المناقب ۴: ۲۸۱. رجال ابن داود ۱۹۲. رجال الحلی ۱٦۷. معجم الثقات ۳٦۱. نقد الرجال ۳۵۲. رجال البرقی ۱۵ و ۳۴. توضیح الاشتباہ ۲۸٦. جامع الرواۃ ۲: ۲٦۰. ہدایۃ المحدثین ۱۵۰. رجال الکشی ۱۸۳ و ۱۸۴. مجمع الرجال ٦: ۱۳۲. منتہی المقال ۳۰۹. منہج المقال ۳۴۳. جامع المقال ۹۰. التحریر الطاووسی ۲۵۹. اِضبط المقال ۵۴۷. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۵۳. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۵۹. اتقان المقال ۱۳۹. الوجیزۃ ۵۱. رجال الانصاری ۱۹۰. بہجۃ الامال ۷: ۸۰، اِصحاب الامام الصادقؑ، عبد الحسین شبستری، ج۳ص ۲۹۲، نمبر۳۳۸۱۔

ہر گز نہیں تھی بلکہ میں تو چاہتا تھا کہ آپ اللہ تعالی سے میرے لیے دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا وہ بھی کروں گا لیکن یاد رکھ لوگوں کو اپنے تمام حالات نہ بتایا کر کہ وہ تجھے خفیف اور حقیر سمجھنے لگیں۔

۳۲۱۔مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ أَبِی أَحْمَدَ وَ هُوَ ابْنُ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ قَيْسِ بْنِ رُمَّانَة، وَ كَانَ خِيَاراً. ابو احمد ابن ابی عمیر نے مفضّل بن قیس بن رمّانہ سے روایت کی جو کہ بہترین آدمی تھے۔

۳۲۲۔حَدَّثَنِی طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْخَيْرِ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ أَخْبَرَنِی الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ قَيْسِ بْنِ رُمَّانَةَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ بَعْضَ حَالِی وَ سَأَلْتُهُ الدُّعَاءَ، فَقَالَ يَا جَارِيَةُ هَاتِی الْكِيسَ الَّذِی وَصَلَنَا بِهِ أَبُو جَعْفَرٍ! فَجَاءَتْ بِكِيسٍ، فَقَالَ هَذَا كِيسٌ فِيهِ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ فَاسْتَعِنْ بِهِ، قَالَ قُلْتُ لَا وَ اللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا أَرَدْتُ هَذَا وَ لَكِنْ أَرَدْتُ الدُّعَاءَ لِی، فَقَالَ لِی وَ لَا أَدَعُ الدُّعَاءَ وَ لَكِنْ لَا تُخْبِرِ النَّاسَ بِكُلِّ مَا أَنْتَ فِيهِ فَتَهُونَ عَلَيْهِمْ؛ عباس بن عامر نے مفضّل بن قیس بن رمّانہ سے روایت کی، کہ میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اپنے حالات کی تنگی کا ذکر کیا اور دعا کرنے کی اپیل کی تو آپ نے کنیز سے فرمایا وہ تھیلا لاو، جو ہمیں ابو جعفر دوانیقی کی طرف سے پہنچا ہے تو وہ تھیلا لائی، فرمایا؛ اس تھیلے میں چار سو دینار ہیں، اس کے ذریعے اپنے حالات کو سنوارنے میں مدد لو، (اور اپنی مشکلات حل کرو)، میں نے عرض کی، مولا میں آپ پر قربان جاوں خدا کی قسم! میری مراد یہ ہر گز نہیں تھی

بلکہ میں تو چاہتا تھا کہ آپ اللہ تعالی سے میرے لیے دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا وہ بھی کروں گا لیکن یاد رکھ لوگوں کو اپنے تمام حالات نہ بتایا کر کہ وہ تجھے خفیف اور حقیر سمجھنے لگیں۔

۳۲۳۔حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ قَيْسِ بْنِ رُمَّانَةَ، قَالَ وَ كَانَ خَيِّراً، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّه (ع) إِنَّ أَصْحَابَنَا يَخْتَلِفُونَ فِي شَيْءٍ، وَ أَقُولُ: قَوْلِي فِيهَا قَوْلُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ بِهَذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ. قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: لَوْ كَانَ شَاطِراً مَا أَخْبَرَنِي عَلَى هَذَا إِلَّا بِحَقِيقَةٍ[195].

ابن ابی عمیر نے مفضّل بن قیس بن رمّانہ سے روایت کی اور فرمایا وہ بہترین آدمی تھے، کہ انہوں نے کہا میں نے امام صادقؑ سے عرض کی ہمارے دوست جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو میں ان سے کہا کرتا ہوں میں رائے اس میں وہی ہے جو امام صادق کی ہو گی، آپ نے فرمایا؛اسی فکر کو لے کر جبریل نازل ہوئے (جب ایک چیز کو نہیں جانتے تو اسے جاننے والوں کی طرف پلٹا دو) ابو احمد ابن ابی عمیر نے کہا؛اگر وہ شاطر اور دھوکہ باز ہوتے تو اپنی حقیقت بتا بیٹھتے (اور میرے نزدیک بہترین نہ رہتے)۔

---

[195]۔رجال الکشی، ص: ۱۸۵۔

ابو جعفر محمد بن علی بن نعمان مومن طاق[۱۹۶]

۳۲۴ مولی بجیلة و لقبه الناس شیطان الطاق، و ذلک أنهم شکوا فی درهم فعرضوه علیه و کان صیرفیا فقال لهم ستوق، فقالوا ما هو إلا شیطان الطاق. یہ قبیلہ بجیلہ کے دوستوں میں سے تھے اور انہیں لوگوں نے شیطان طاق کا لقب دے دیا کیونکہ لوگوں کو ایک درہم کے متعلق شک ہوا تو وہ ان کے پاس لائے وہ صرّاف

---

[۱۹۶] ۔ رجال النجاشی ۲۲۸. فہرست الطوسی ۱۳۱ و ۱۹۱. رجال ابن داود ۱۸۰ و ۲۱۵. معالم العلماء ۹۵. منہج المقال ۳۱۰، رجال الطوسی ۳۰۲ و ۳۵۹، رجال الکشی ۱۸۵. المناقب ۴: ۲۸۱. الاختصاص ۸ و ۲۰۴ و ۲۸۸. وسائل الشیعة ۲۰: ۳۳۷. الخصال ۳۸۷ و ۵۴۸. منتہی المقال ۲۸۴. روضة المتقین ۱۴: ۴۴۵. ایضاح الاشتباہ ۱۷. التحریر الطاووسی ۲۳۹، تنقیح المقال، ج ۳ (قسم میم) ص ۱۶۰، معجم رجال الحدیث، ج ۱۷ص ۳۲-۴۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳، فہرست الندیم، ص ۲۲۴. رجال البرقی ۱۷و ۵۰. سفینہ بحار، ج ۱ص ۳۲۹ و ۳۳۳، ج ۲ص ۱۰۰، تأسیس الشیعة ۳۵۸. الذریعة، ج ۲ص ۲۶۱ و ۳۳۶ و ج ۱۰ص ۲۲۴، ج ۲۱ص ۲۴۶ وغیرہ فرق الشیعة ۷۸. اتقان المقال ۱۲۶. الوجیزة ۴۹. شرح مشیخة الفقیہ ۱۴. رجال الأنصاری ۱۷۳. المقالات والفرق ۸۸ و ۲۲۷. ہدیة الاحباب (فارسی) ۱۹۲. الکنی والألقاب ۲: ۳۹۸. ریحانة الأدب (فارسی) ۶: ۳۴. رجال الحلی ۱۳۸. معجم الثقات ۱۱۳و ۱۳۷. نقد الرجال ۳۲۴ و ۳۸۵ و ۴۰۶. جامع الرواة ۲: ۱۵۸و ۲۰۸ و ۲۷۳ و ۴۳۸. ہدایة المحدثین ۱۴۳ و ۲۴۶ و ۲۷۵ و ۳۱۰. مجالس المؤمنین (فارسی) ۱۷. مجمع الرجال ۶: ۲-۸ و ۷: ۱۵و ۱۱۴. نضد الایضاح ۳۰۸. الملل والنحل ۱: ۱۸۶. الوافی بالوفیات ۴: ۱۰۴. الموسوعة العربیہ المیسرة ۱۱۰۶. الأنساب ۳۴۶. معجم المؤلفین ۱۱: ۶۹. القاموس المحیط ۳: ۲۶۰. الأعلام ۶: ۲۷۱ وفیہ وفات ۶۰ھ میں لکھی ہے. اللباب ۲: ۲۲۵. لسان المیزان ۵: ۳۰۰ و ۴۰۶. ہدیة العارفین ۲: ۸. الفرق بین الفرق ۷۱. خطط المقریزی ۲: ۳۴۸ و ۳۵۳. مقالات الأشعری ۱: ۱۰۷.

(سنار) تھے تو انہوں نے کہا یہ تو نقلی درہم ہے جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہے تو انہوں نے کہا؛ یہ شیطان طاق ہے[۱۹۷]۔

۳۲۵- حَمْدَوَيْه بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِى الْخَطَّابِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِى عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ زُرَارَةُ وَ بُرَيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ الْأَحْوَلُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً، وَ لَكِنَّهُمْ يَجِيئُونِّى فَيَقُولُونَ لِى فَلَا أَجِدُ بُدّاً مِنْ أَنْ أَقُولَ؛ عمر بن یزید نے امام صادقؑ سے روایت کی ؛زرارہ ،برید بن معاویہ ، محمد بن مسلم اور احول (مومن طاق) زندگی اور موت دونوں حالتوں میں مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں ، لیکن جب لوگ میرے پاس آتے ہیں اوران کے متعلق کوئی بات کہتے ہیں تو مجھے وہی کہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا[۱۹۸]۔

۳۲۶- حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ وَ يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِى عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِى الْعَبَّاسِ الْبَقْبَاقِ، عَنْ أَبِى عَبْدِ اللَّه (ع) أَنَّهُ قَالَ أَرْبَعَةٌ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً، بُرَيْدُ بْنُ[۱۹۹] مُعَاوِيَةَ الْعِجْلِيُّ وَ زُرَارَةُ

---

[۱۹۷]۔ ظاہرا ان کو یہ لقب دینے کی کوئی دوسری وجہ تھی ، یہ واقعہ دل کی بھڑاس نکالنے کا بہانہ بن گیا؛ وہ یہ ہے جو ان کی تاریخ حیات میں معصومینؑ کے مکتب کے دفاع میں حاضر جوابی مشہور ہے یعنی لوگوں کو ایک کلام میں لاجواب کر دیتے تھے جیسا کہ اس باب کی احادیث میں اس کو ذکر کیا گیا۔

[۱۹۸]۔ روایت ۴۳۴ کے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ان کی بدگوئی کرنے والے حکومتی کارندے مراد ہیں جو امام کی محافل میں آتے اور ان افراد کے متعلق حقیقت حال کو جاننے کی کوشش کرتے اور کبھی ان کی بدگوئی کرتے تو امام بھی ان افراد کی جانوں کی حفاظت کے لیے ان پر طعن کرتے تھے۔

[۱۹۹] رجال الکشی؛ ص: ۱۸۵

بْنُ أَعْيَنَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَحْوَلُ، أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً.

ابو العباس بقباق نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ چار افراد زندگی اور موت دونوں حالتوں میں مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں؛برید بن معاویہ عجلی، زرارہ بن اعین، محمد بن مسلم اور احول(مومن طاق)، یہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

۳۲۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْكَابُلِيِّ، قَالَ رَأَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ صَاحِبَ الطَّاقِ وَ هُوَ قَاعِدٌ فِي الرَّوْضَةِ قَدْ قَطَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ أَزْرَارَهُ وَ هُوَ دَائِبٌ يُجِيبُهُمْ وَ يَسْأَلُونَهُ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ؛إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَنْهَانَا عَنِ الْكَلَامِ فَقَالَ أَمَرَكَ أَنْ تَقُولَ لِي فَقُلْتُ لَا وَ اللَّهِ وَ لَكِنْ أَمَرَنِي أَنْ لَا أُكَلِّمَ أَحَداً، قَالَ فَاذْهَبْ فَأَطِعْهُ فِيمَا أَمَرَكَ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ(ع) فَأَخْبَرْتُهُ بِقِصَّةِ صَاحِبِ الطَّاقِ وَ مَا قُلْتُ لَهُ وَ قَوْلَهُ لِي اذْهَبْ وَ أَطِعْهُ فِيمَا أَمَرَكَ، فَتَبَسَّمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ(ع) وَ، قَالَ يَا أَبَا خَالِدٍ إِنَّ صَاحِبَ الطَّاقِ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَطِيرُ وَ يَنْقَضُّ، وَ أَنْتَ إِنْ قَصُّوكَ لَنْ تَطِيرَ؛

ابو خالد کابلی کا بیان ہے کہ میں مومن طاق کو مسجد نبوی میں دیکھا کہ اہل مدینہ ان سے مسلسل سوال کر رہے تھے اور وہ ان کے جواب دے رہے تھے تو میں ان کے قریب ہوا اور کہا؛امام صادقؑ نے ہمیں مناظرے کرنے سے منع کیا ہے تو انہوں نے کہا کیا امام نے تجھے حکم دیا ہے کہ یہ بات مجھے کہو تو میں نے کہا؛نہ، خدا کی قسم ہرگز نہیں، لیکن مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی

سے اس طرح بحث نہ کرو تو انہوں نے کہا جاو اور جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کرو، راوی ابو خالد کہتا ہے میں امام صادقؑ کے پاس آیا اور مومن طاق کی اس بات کی خبر دی اور جو میں نے ان کو کہا تھا اور جو انہوں نے مجھے کہا تھا کہ جاو اور اس حکم اطاعت کرو تو امام مسکرائے اور فرمایا اے ابو خالد ! بے شک مومن طاق لوگوں سے بحث کرتے ہیں کہ لوگوں کی پرواز کے ساتھ اڑتے اور بیٹھتے ہیں (یعنی ان کے سوالوں کا قانع جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں) اور تو ہے کہ اگر وہ تیرے بال کاٹ دیں (کوئی مشکل سوال کر دیں) تو پرواز کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

٣٢٨ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ، قَالَ کُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَیْلًا فَدَخَلَ عَلَیْهِ الْأَحْوَلُ فَدَخَلَ بِهِ مِنَ التَّذَلُّلِ وَ الِاسْتِکَانَةِ أَمْرٌ عَظِیمٌ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا لَکَ وَ جَعَلَ یُکَلِّمُهُ حَتَّی سَکَنَ، ثُمَّ، قَالَ لَهُ بِمَا تُخَاصِمُ النَّاسَ قَالَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا یُخَاصِمُ النَّاسَ، وَ لَمْ أَحْفَظْ مِنْهُ ذَلِکَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) خَاصِمْهُمْ بِکَذَا وَ کَذَا!؛

اسماعیل بن عبد الخالق کا بیان ہے کہ ایک رات میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مومن طاق حاضر ہوئے اور وہ بہت زیادہ پریشان تھے تو امام نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے ؟ اور اس کے ساتھ کافی دیر تک امام کلام فرماتے رہے حتی وہ سکون اور آرام میں آگیا پھر آپ نے پوچھا تو لوگوں سے کس طرح بحث کرتا ہے تو اس نے اپنا طریقہ بیان کیا جو مجھے یاد نہیں تو امام نے فرمایا تو اس طریقے سے ان سے بحث کر۔

وَ ذَکَرَ أَنَّ مُؤْمِنَ الطَّاقِ قِیلَ لَهُ مَا الَّذِی جَرَی بَیْنَکَ وَ بَیْنَ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ فِی مَحْضَرِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ زَیْدُ بْنُ عَلِیٍّ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ بَلَغَنِی أَنَّکَ

تَزْعُمُ أَنَّ فِی آلِ مُحَمَّدٍ إِمَاماً مُفْتَرَضَ الطَّاعَةِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ وَ كَانَ أَبُوكَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ أَحَدَهُمْ، فَقَالَ وَ كَیْفَ وَ قَدْ كَانَ یُؤْتَى بِلُقْمَةٍ وَ هِیَ حَارَّةٌ فَیُبَرِّدُهَا بِیَدِهِ ثُمَّ یُلْقِمُنِیهَا، أَ فَتَرَى أَنَّهُ كَانَ یُشْفِقُ عَلَیَّ مِنْ حَرِّ اللُّقْمَةِ وَ لَا یُشْفِقُ عَلَیَّ مِنْ حَرِّ النَّارِ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَرِهَ أَنْ یُخْبِرَكَ فَتَكْفُرَ فَلَا یَكُونَ لَهُ فِیكَ الشَّفَاعَةُ لَا وَ اللَّهِ فِیكَ الْمَشِیئَةُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَخَذْتَهُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ فَمَا تَرَكْتَ لَهُ مَخْرَجاً؛ اور ذکر ہوا کہ مومن طاق سے کہا گیا کہ تیرے اور زید بن علی کے درمیان امام صادقؑ کے حضور میں کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ زید نے کہا تھا کہ ارے محمد بن علی مجھے خبر ملی ہے کہ تو گمان کرتا ہے کہ آل محمدؐ میں امام ہے جس کی اطاعت واجب ہے تو میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے ، اور آپ کے والد گرامی امام علی سجادؑ ان ائمہ میں سے ایک تھے تو اس نے کہا ؛وہ کیسے ،جب گرم لقمہ لایا جاتا تو اسے اپنے دست مبارک سے ٹھنڈا کرتے اور مجھے کھلاتے تھے تو کیا خیال ہے کہ لقمے کی گرمی سے میرے لیے اس قدر شفقت کریں اور جہنم کی آگ سے میرے لیے کوئی چارہ نہ کریں (یعنی مجھے اپنے بعد امام کی خبر نہیں دی؟!) تو میں نے کہا امام سجادؑ نے تجھے خبر دینے کو اس لیے ناپسند فرمایا کہ تجھے خبر دیں اور تو حق کے امام کا انکار کرنے کی وجہ سے امام کی شفاعت سے محروم ہو جائے ،خدا کی قسم اس میں تیری ہی بھلائی تھی ،تو امام صادقؑ نے فرمایا تو نے اسے آگے پیچھے سے گرفت کر لیا اور اس کے لیے نکلنے کا کوئی راہ نہیں چھوڑا۔

[مومن طاق کے بعض مناظرے]

۳۲۹-حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّد الْبَصْرِیُّ[۲۰۰]، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ صَدَقَةَ الْكَاتِبُ الْأَنْبَارِیُّ، عَنْ أَبِی مَالِک الْأَحْمَسِیِّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُؤْمِنٌ الطَّاقُ وَ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَانِ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَحْوَلُ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَدَخَلَ زَيْدُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَالَ لِی يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ أَنْتَ الَّذِی تَزْعُمُ أَنَّ فِی آلِ مُحَمَّدٍ إِمَاماً مُفْتَرَضَ الطَّاعَةِ مَعْرُوفاً بِعَيْنِهِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ كَانَ أَبُوكَ أَحَدَهُمْ، قَالَ وَيْحَكَ فَمَا كَانَ يَمْنَعُهُ مِنْ أَنْ يَقُولَ لِی فَوَ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ يُؤْتَى بِالطَّعَامِ الْحَارِّ فَيُقْعِدُنِی عَلَى فَخِذِهِ وَ يَتَنَاوَلُ الْبَضْعَةَ فَيُبَرِّدُهَا ثُمَّ يُلْقِمُنِيهَا، أَ فَتَرَاهُ كَانَ يُشْفِقُ عَلَیَّ مِنْ حَرِّ الطَّعَامِ وَ لَا يُشْفِقُ عَلَیَّ مِنْ حَرِّ النَّارِ قَالَ قُلْتُ كَرِهَ أَنْ يَقُولَ لَكَ فَتَكْفُرَ فَيَجِبَ مِنَ اللَّهِ عَلَيْكَ الْوَعِيدُ وَ لَا يَكُونَ لَهُ فِيكَ شَفَاعَةٌ، فَتَرَكَكَ مُرْجِئٌ لِلَّهِ فِيكَ الْمَشِيئَةُ وَ لَهُ فِيكَ الشَّفَاعَةُ.

ابو مالک احمسی کا بیان ہے کہ مومن طاق جس کا نام محمد بن علی بن نعمان ابو جعفر احول تھا؛ نے مجھے بتایا کہ میں سے کہا گیا کہ میں امام صادقؑ کے حضور میں تھا کہ زید بن علیؑ داخل ہوا اور مجھ سے کہنے لگا کہ ارے محمد بن علی! مجھے خبر ملی ہے کہ تو گمان کرتا ہے کہ آل محمدؐ میں امام ہے جس کی اطاعت واجب ہے اور اس کی ذات معین اور شناختہ ہے تو میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے ، اور آپ کے والد گرامی امام علی سجادؑ ان ائمہ میں سے ایک تھے تو اس نے کہا؛ ارے تیرا

---

[۲۰۰]۔ رجال الکشی، ص: ۱۸۷

بھلا ہو تو میرے والد گرامی کے لیے کیا مانع تھا کہ وہ مجھے اس کے بارے میں بتاتے خدا کی قسم !جب گرم لقمہ لایا جاتا تو مجھے اپنی گود میں بٹھاتے اور اس میں سے کچھ لے کر اسے اپنے دست مبارک سے ٹھنڈا کرتے اور مجھے کھلاتے تھے تو کیا خیال ہے کہ لقمے کی گرمی سے میرے لیے اس قدر شفقت کریں اور جہنم کی آگ سے میرے لیے کوئی چارہ نہ کریں (یعنی مجھے اپنے بعد امام کی خبر نہیں دی؟!) تو میں نے کہا امام سجادؑ نے تجھے خبر دینے کو اس لیے ناپسند فرمایا کہ تجھے خبر دیں اور تو حق کے امام کا انکار کرنے کی وجہ سے خد کے حتمی عذاب کا مستحق بن جائے اور ان کی شفاعت سے محروم ہو جائے ،تو انہوں نے تجھے آزاد چھوڑ دیا تا کہ تجھ میں خدا کی مشیئت کے منتظر ہوں اور تیری شفاعت کر سکیں۔

قَالَ وَ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لِمُؤْمِنِ الطَّاقِ: وَ قَدْ مَاتَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ (ع)، يَا أَبَا جَعْفَرٍ إِنَّ إِمَامَكَ قَدْ مَاتَ! فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ لَكِنْ إِمَامُكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ.

اور راوی کہتا ہے کہ ابو حنیفہ نے مومن طاق سے بطور طنز کہا جبکہ امام م جعفر صادقؑ وفات پا چکے تھے ،اے ابو جعفر! تیرا امام تو فوت ہو گیا! تو مومن طاق نے جواب دیا چلو تمہارے امام کو تو خدا نے ایک معین وقت تک مہلت دے رکھی ہیں (اس طرح ان کے طنز کا بہت ظریف جواب دیا کیونکہ خدا نے شیطان کو مہلت دی ہے)۔

۳۳۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَدَقَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَحْمَسِيِّ، قَالَ خَرَجَ الضَّحَّاكُ الشَّارِيُّ بِالْكُوفَةِ فَحَكَمَ وَ تَسَمَّى بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَ دَعَا النَّاسَ إِلَى نَفْسِهِ، فَأَتَاهُ مُؤْمِنُ الطَّاقِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ الشُّرَاةُ وَثَبُوا فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ لَهُمْ جَانِحٌ! قَالَ فَأُتِيَ بِهِ صَاحِبُهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ مُؤْمِنُ الطَّاقِ أَنَا رَجُلٌ عَلَى بَصِيرَةٍ

منْ[201] دینی وَ سَمعْتُکَ تَصفُ الْعَدْلَ فَأَحْبَبْتُ الدُّخُولَ مَعَکَ! فَقَالَ الضَّحَّاکُ لأَصْحَابِه إِنْ دَخَلَ هٰذَا مَعَکُمْ نَفَعَکُمْ، قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ مُؤْمنُ الطَّاقِ عَلَى الضَّحَّاک فَقَالَ لَهُمْ لِمَ تَبَرَّأْتُمْ منْ عَلیٍّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ وَ اسْتَحْلَلْتُمْ قَتْلَهُ وَ قتَالَهُ قَالَ لأَنَّهُ حَکَّمَ فِی دِینِ اللَّه، قَالَ وَ کُلُّ مَنْ حَکَّمَ فِی دِینِ اللَّه اسْتَحْلَلْتُمْ قَتْلَهُ وَ قتَالَهُ وَ الْبَرَاءَةَ منْهُ قَالَ نَعَم، قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنِ الدِّینِ الَّذِی جِئْتُ أُنَاظِرُکَ عَلَيْه لأَدْخُلَ مَعَکَ فِيه إِنْ غَلَبَتْ حُجَّتِی حُجَّتَکَ أَوْ حُجَّتُکَ حُجَّتِی مَنْ يُوقِفُ الْمُخْطِئَ عَلَى خَطَائِه وَ يَحْکُمُ لِلْمُصِيبِ بِصَوَابِه فَلَا بُدَّ لَنَا منْ إِنْسَانٍ يَحْکُمُ بَيْنَنَا، قَالَ فَأَشَارَ الضَّحَّاکُ إِلَى رَجُلٍ منْ أَصْحَابِه، فَقَالَ هٰذَا الْحَکَمُ بَيْنَنَا فَهُوَ عَالِمٌ بِالدِّينِ، قَالَ وَ قَدْ حَکَّمْتَ هٰذَا فِی الدِّينِ الَّذِی جِئْتُ أَنَا أُنَاظِرُکَ فِيه قَالَ نَعَمْ، فَأَقْبَلَ مُؤْمنُ الطَّاقِ عَلَى أَصْحَابِه، فَقَالَ إِنَّ هٰذَا صَاحِبَکُمْ قَدْ حَکَّمَ فِی دِينِ اللَّه فَشَأْنَکُمْ بِه! فَضَرَبُوا الضَّحَّاکَ بِأَسْيَافِهِمْ حَتَّى سَکَتَ.

ابو مالک احمسی کا بیان ہے کہ ضحاک خارجی نے کوفہ میں خروج کیا اور اپنے آپ کو امیر المومنین کہنے لگا اور لوگوں کو اپنی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دینے لگا مومن طاق اس کے پاس آئے اور جب خارجیوں نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف حملہ کرنے کے لیے لپکے تو انہوں نے جان بخشی کے لیے میں بھی تمہاری رائے کی طرف مائل ہوں تو وہ انہیں اپنے پیشوا کے پاس لے گئے تو مومن طاق نے ان سے کہا میں اپنے دین کی بصیرت رکھتا ہوں اور میں

[201]۔ رجال الکشی، ص: ۱۸۸

نے آپ کو سنا ہے کہ آپ عدل و انصاف کی باتیں کر رہے ہیں تو میں آپ لوگوں کے ساتھ ہونا چاہتا ہوں تو ضحاک نے اپنے ساتھیوں نے سے کہا اگر یہ تمہارے ساتھ ہو جائے تو تمہارے فائدے میں ہے اور پھر مومن طاق نے ضحاک کی طرف رخ کیا اور ان سے کہنے لگا تم علی ابن ابی طالب سے کیوں براءت کرتے ہوں اور ان سے جنگ کرنے کو جائز کہتے ہوں تو ضحاک نے کہا کیونکہ انہوں نے اللہ کے دین میں حکم کو قبول کیا، تو مومن طاق نے کہا؛ جو بھی دین خدا میں تحکیم کو قبول کرے تو اس سے جنگ کرنا اسے قتل کرنا اور اس سے براءت کرنا تمہارے لیے جائز ہے؟ تو اس سے کہا ہاں، تو مومن طاق نے کہا مجھے اس دین کے بارے میں خبر دے جس کے بارے میں تجھ سے بحث کر رہا ہوں اگر تمہاری دلیل میری دلیل پر غالب آئی تو میں تیرے ساتھ ہو جاوں گا اور اگر میری بات غالب آئی تو کون ہے جو خطاکار کو اس کی خطا پر متوجہ کرے اور جس کا نظریہ صحیح ہے اس کی درستی کے لیے حکم لگائے تو ہمارے لیے ایک ایسے شخص کا ہونا ضروری ہے جو ہمارے درمیان میں فیصلہ کرے تو ضحاک نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا وہ دین کے مسائل سے آشنا ہے تو مومن طاق نے کہا تو تو اس دین میں حکم اور فیصلہ کرنے والے کو مان رہا ہے جس کے متعلق میں تجھ سے مناظرہ کر رہا ہوں تو اس نے کہا ہاں تو مومن طاق نے اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا یہ تمہارا پیشوا دین خدا میں حکم کو قبول کر رہا ہے تو تم خود ہی اس کی خبر لو تو انہوں نے اپنی تلواریں ضحاک کو دے ماریں اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

۳۳۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ صَدَقَةَ، عَنْ أَبِی مَالِک الْأَحْمَسِیِّ، قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الشُّرَاةِ یَقْدَمُ الْمَدِینَةَ فِی کُلِّ سَنَة، فَکَانَ یَأْتِی أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَیُودِعُهُ مَا یَحْتَاجُ إِلَیْهِ، فَأَتَاهُ سَنَةً مِنْ تِلْکَ السِّنِینَ وَ عِنْدَهُ مُؤْمِنُ الطَّاقِ وَ الْمَجْلِسُ

غَاصٌّ بِأَهْلِه، فَقَالَ الشَّارِی وَدِدْتُ أَنِّی رَأَیْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِکَ أُکَلِّمُهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِمُؤْمِنِ الطَّاقِ کَلِّمْهُ یَا مُحَمَّدُ! فَکَلَّمَهُ بِه فَقَطَعَهُ سَائِلًا وَ مُجِیباً، فَقَالَ الشَّارِی لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ مَا ظَنَنْتُ أَنَّ فِی أَصْحَابِکَ أَحَداً یُحْسِنُ هَکَذَا! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ فِی أَصْحَابِی مَنْ هُوَ أَکْثَرُ مِنْ هَذَا، قَالَ فَأَعْجَبَتْ مُؤْمِنَ الطَّاقِ[۲۰۲] نَفْسُهُ، فَقَالَ یَا سَیِّدِی سَرَرْتُکَ قَالَ وَ اللَّهِ لَقَدْ سَرَرْتَنِی وَ اللَّهِ لَقَدْ قَطَعْتَهُ وَ اللَّهِ لَقَدْ حَصَرْتَهُ، وَ اللَّهِ مَا قُلْتَ مِنَ الْحَقِّ حَرْفاً وَاحِداً، قَالَ وَ کَیْفَ قَالَ لِأَنَّکَ تَکَلَّمَ عَلَی الْقِیَاسِ وَ الْقِیَاسُ لَیْسَ مِنْ دِینِی. ابو مالک احمسی کا بیان ہے کہ ایک خارجی ہر سال مدینے آتا تھا اور امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ اسے اس کی ضرورت کی چیزیں عطا کیا کرتے تھے ،ایک سال جب وہ آپ کے پاس آیا آپ کے پاس مومن طاق بھی حاضر تھے اور مجلس آپ کے اصحاب سے بھری ہوئی تھی تو خارجی نے کہا میری خواہش ہے کہ میں آپ کے اصحاب میں سے کسی شخص کے ساتھ بحث کروں تو امام نے مومن طاق سے فرمایا کہ اس سے بحث کرواے محمد! توانہوں نے بحث میں سوال اور جواب میں اس کا ناطقہ بند کر دیا تو خارجی نے کہا اے ابو عبداللہ ! مجھے گمان نہیں تھا کہ آپ کے اصحاب میں کوئی اس قدر بہترین بحث کرنے والا ہوگا تو آپ نے فرمایا میرے اصحاب میں اسے بھی زیادہ ماہر موجود ہیں تو مومن طاق خوش ہوا اور کہنے لگا اے میرے مولا ! میں نے آپ کو خوش کیا فرمایا خدا کی قسم ! تو نے مجھے خوش کیا، اور اس ہر طرف سے گھیر لیا، درحالانکہ خدا

[۲۰۲] رجال الکشی، ص: ۱۸۹

کی قسم تو نے حق کی ایک بات بھی نہیں کی، اس نے کہا مولا وہ کیسے! فرمایا کیونکہ تو نے اس کے ساتھ قیاس کی بنیاد پر باتیں کیں اور قیاس میرے دین میں جائز نہیں ہے۔

۳۳۲-حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ إِشْکِیب، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَیْن، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَن، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ الْأَحْوَل، قَالَ، قَالَ ابْنُ أَبِی الْعَوْجَاءِ مَرَّةً أَ لَیْسَ مَنْ صَنَعَ شَیْئاً وَ أَحْدَثَهُ حَتَّی یَعْلَمَ أَنَّهُ مِنْ صَنْعَتِهِ فَهُوَ خَالِقُهُ قَالَ بَلَی، فَأَجِّلْنِی شَهْراً أَوْ شَهْرَیْنِ ثُمَّ تَعَالَ حَتَّی أُرِیکَ! قَالَ فَحَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ هَیَّأَ لَکَ شَاتَیْنِ وَ هُوَ جَاءَ مَعَهُ بِعِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ یُخْرِجُ لَکَ الشَّاتَیْنِ قَدِ امْتَلَأَتَا دُوداً، وَ یَقُولُ لَکَ هَذَا الدُّودُ یَحْدُثُ مِنْ فِعْلِی، فَقُلْ لَهُ إِنْ کَانَ مِنْ صُنْعِکَ وَ أَنْتَ أَحْدَثْتَهُ فَمَیِّزْ ذُکُورَهُ مِنْ إِنَاثِهِ! فَأَخْرَجَ إِلَیَّ الدُّودَ، فَقُلْتُ لَهُ مَیِّزِ الذُّکُورَ مِنَ الْإِنَاثِ! فَقَالَ هَذِهِ وَ اللَّهِ لَیْسَتْ مِنْ إِبْزَارِکَ هَذِهِ الَّتِی حَمَلَتْهَا الْإِبِلُ مِنَ الْحِجَازِ؛ مومن طاق کا بیان ہے کہ ابن ابی العوجاء زندیق نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کیا جو کسی چیز کو بنائے اور اس کی ایجاد کرے اور اسے جانتا ہو کہ وہ اس کی کاریگری ہے تو وہ اس کا خالق نہیں ہوگا؟ تو مومن طاق نے کہا؛ ہاں، تو زندیق نے کہا؛ مجھے ایک دو مہینے مہلت دو، پھر آو تا کہ اس کا نتیجہ دیکھیں، مومن طاق کا کہنا ہے کہ میں نے حج کی اور امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے خبر دی کہ اس سے دو بکریاں پالی ہیں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیرے پاس آئے گا پھر ان بکریوں کو سامنے کرے گا جو کیڑوں سے بھری ہوئی ہیں وہ تجھ سے کہے گا؛ یہ کیڑے میرے فعل سے پیدا ہوئے ہیں تو اس سے کہہ دینا اگر یہ تیری کاریگری ہیں اور تو نے ان کو پیدا کیا ہے تو ان میں سے نر اور مادہ کو جدا کر دے، پھر اس زندیق

نے میرے پاس وہ کپڑے پیش کیے تو میں نے اس سے کہا ان میں سے نر اور مادہ کو جدا کر دے تو اس نے کہا خدا کی قسم یہ تیری بات نہیں، یہ وہ جواب ہے جسے اونٹ حجاز سے لے کر آئے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ (ع) وَ يَقُولُ لَکَ أَ لَيْسَ تَزْعُمُ أَنَّهُ غَنِيٌّ فَقُلْ بَلَى، فَيَقُولُ أَ يَكُونُ الْغَنِيُّ عِنْدَکَ فِي الْمَعْقُولِ فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ لَيْسَ عِنْدَهُ ذَهَبٌ وَ لَا فِضَّةٌ فَقُلْ لَهُ نَعَمْ، فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَکَ كَيْفَ يَكُونُ هَذَا غَنِيّاً فَقُلْ لَهُ إِنْ كَانَ الْغِنَى عِنْدَکَ أَنْ يَكُونَ الْغَنِيُّ غَنِيّاً مِنْ قِبَلِ فِضَّتِهِ وَ ذَهَبِهِ[۲۰۳] وَ تِجَارَتِهِ فَهَذَا كُلُّهُ مِمَّا يَتَعَامَلُ النَّاسُ بِهِ، فَأَيُّ الْقِيَاسِ أَكْثَرُ وَ أَوْلَى بِأَنْ يُقَالَ غَنِيٌّ مَنْ أَحْدَثَ الْغِنَى فَأَغْنَى بِهِ النَّاسَ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ وَ هُوَ وَحْدَهُ أَوْ مَنْ أَفَادَ مَالًا مِنْ هِبَةٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ تِجَارَةٍ قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ ذَلِکَ، قَالَ، فَقَالَ وَ هَذِهِ وَ اللَّهِ لَيْسَتْ مِنْ إِبْزَازِکَ هَذِهِ وَ اللَّهِ مِمَّا تَحْمِلُهَا الْإِبِلُ. پھر امام نے فرمایا اور وہ تجھ سے کہے گا کیا تیرا گمان نہیں کہ خدا بے نیاز ہے تو کہنا ہاں تو وہ کہے گا کیا تیرے نزدیک اس کا غنی ہونا کسی وقت معقول ہے جس کے پاس نہ سونا ہو اور نہ چاندی تو اس سے کہنا ہاں تو وہ کہے گا وہ کیسے غنی ہو گا؟ تو کہنا اگر تیرے نزدیک غنی وہ ہے جو سونے چاندی کی وجہ اور مال و معاملات سے غنی ہوتا ہے تو یہ سب چیزیں لوگوں میں ہے تو کونسی بات بہتر ہے کہ کہا جائے کہ غنی وہ ہے جس نے ہر چیز سے پہلے بے نیازی کے اسباب کو پیدا کیا اور اسکے ذریعے لوگ غنی ہوگئے اور وہ ایک ہے یا وہ جو مال و دولت اور صدقات اور ہدایا کو جمع کر کے غنی ہو ! تو یہ بات سن کر ابن ابی العوجاء نے کہا: خدا کی قسم یہ تیری بات نہیں، یہ وہ جواب ہے جسے اونٹ حجاز سے لے کر آئے ہیں۔

---

[۲۰۳] رجال الکشی، ص: ۱۹۰۔

وَ قِيلَ إِنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ يَوْماً، فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ بَلَغَنِي عَنْكُمْ مَعْشَرَ الشِّيعَةِ شَيْءٌ فَقَالَ فَمَا هُوَ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْمَيِّتَ مِنْكُمْ إِذَا مَاتَ كَسَرْتُمْ يَدَهُ الْيُسْرَى لِكَيْ يُعْطَى كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ، فَقَالَ مَكْذُوبٌ عَلَيْنَا يَا نُعْمَانُ! وَ لَكِنِّي بَلَغَنِي عَنْكُمْ مَعْشَرَ الْمُرْجِئَةِ أَنَّ الْمَيِّتَ مِنْكُمْ إِذَا مَاتَ قَمَعْتُمْ فِي دُبُرِهِ قَمْعاً فَصَبَبْتُمْ فِيهِ جَرَّةً مِنْ مَاءٍ لِكَيْ لَا يَعْطَشَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ مَكْذُوبٌ عَلَيْنَا وَ عَلَيْكُمْ؛اور بتایا گیا کہ مومن طاق ایک دن ابو حنیفہ کے پاس گئے تو ابو حنیفہ نے کہا تم شیعوں سے ایک بات مجھے پہنچی ہے ،انہوں نے کہا وہ کیا ہے ،کہا؛مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب تمہارا کوئی شخص مرتا ہے تو تو اس کا بائیں ہاتھ توڑ دیتے ہو تا کہ اس کا اعمال نامہ آخرت میں اسے دائیں ہاتھ میں دیا جائے تو مومن طاق نے کہا ،یہ ہم پر جھوٹ ہے ، اے نعمان! لیکن مجھے تم گروہ مرجئہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ جب تمہارا کوئی مرتا ہے تو تم اس کے پیچھے ایک کیف ٹھونس کر اس کو پانی سے بھر دیتے ہو تا کہ وہ قیامت کے دن پیاسہ نہ ہو ،تو ابو حنیفہ نے کہا؛ارے یہ سب ہم اور تم پر جھوٹ ہیں۔

[مومن طاق کی مذمت کی روایت][۲۰۴]

ما روى فيه من الذم،٣٣٣-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا فَلَمَّا أَجْلَسَنِي قَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُ الطَّاقِ قُلْتُ صَالِحٌ، قَالَ أَمَا إِنَّهُ

---

[۲۰۴] ایسی روایات کی توجیہ وہی ہے جو زرارہ وغیرہ ثقہ راویوں کی مذمت کی روایات میں ہے۔

بَلَغَنِی أَنَّهُ جَدِلٌ وَ أَنَّهُ یَتَکَلَّمُ فِی تَیْمٍ قَذَرٌ قُلْتُ أَجَلْ هُوَ جَدِلٌ، قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ شَاءَ طَرِیفٌ مِنْ مُخَاصِمِیهِ[۲۰۵] أَنْ یَخْصِمَهُ فَعَلَ قُلْتُ کَیْفَ ذَاکَ فَقَالَ یَقُولُ أَخْبِرْنِی عَنْ کَلَامِکَ هَذَا مِنْ کَلَامِ إِمَامِکَ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ: کَذَبَ عَلَیْنَا وَ إِنْ قَالَ لَا: قَالَ لَهُ کَیْفَ تَتَکَلَّمُ بِکَلَامٍ لَمْ یَتَکَلَّمْ بِهِ إِمَامُکَ، ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمْ یَتَکَلَّمُونَ بِکَلَامٍ إِنْ أَنَا أَقْرَرْتُ بِهِ وَ رَضِیتُ بِهِ أَقَمْتُ عَلَى الضَّلَالَةِ، وَ إِنْ بَرِئْتُ مِنْهُمْ شَقَّ عَلَیَّ، نَحْنُ قَلِیلٌ وَ عَدُوُّنَا کَثِیرٌ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَأُبْلِغُهُ عَنْکَ ذَلِکَ قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ قَدْ دَخَلُوا فِی أَمْرٍ مَا یَمْنَعُهُمْ عَنِ الرُّجُوعِ عَنْهُ إِلَّا الْحَمِیَّةُ، قَالَ فَأَبْلَغْتُ أَبَا جَعْفَرٍ الْأَحْوَلَ ذَاکَ فَقَالَ صَدَقَ بِأَبِی وَ أُمِّی مَا یَمْنَعُنِی مِنَ الرُّجُوعِ عَنْهُ إِلَّا الْحَمِیَّةُ. فضیل بن عثمان کا بیان ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ایک گروہ کے ساتھ امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے بٹھایا اور فرمایا مومن طاق کیسا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛اچھا ہے ، فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ وہ بحثیں کرتا ہے اور تیم میں پست باتیں کرتا ہے ، میں نے عرض کی ہاں وہ بحثیں تو بہت کرتا ہے فرمایا اگر اس کے ادنی مد مقابل اس سے مقابلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ، میں نے کہا وہ کیسے ؟فرمایا اگر وہ کہے مجھے بتاو؛اس چیز کے اپنے امام کے کلام سے ہونے کے بارے خبر دو؟ پس اگر کہے ؛ہاں تو اس نے ہم پر جھوٹ بولا اور اگر کہے ؛ نہیں تو وہ کہے گا تو جو بات تیرا امام نہیں کرتا تو تم کیوں کرتے ہو؟ پھر فرمایا وہ ایسی باتوں سے بحثیں کرتے ہیں اگر میں ان کی تائید کروں اور اس سے راضی ہوں تو گمراہ ہو جاوں اور اگر ان سے براءت کروں تو وہ بھی مجھ پر گراں ہے ، ہم کم تعداد میں ہیں اور ہمارے دشمن زیادہ ہیں ، میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاوں کیا میں یہ بات آپ کی طرف سے اسے بتا

---

[۲۰۵] رجال الکشی، ص: ۱۹۱۔

دو فرمایا؛ وہ ایسے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں کہ اس سے رکنے سے کوئی چیز مانع نہیں مگر ان کا تعصب اور حمیت، تو میں یہ بات ابو جعفر احول کو بتائی تو اس نے کہا؛ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ نے سچ فرمایا؛ مجھے اس سے رکنے سے کوئی چیز مانع نہیں مگر تعصب اور حمیت۔

۳۳۴ عَلِيٌّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) ايتِ الْأَحْوَلَ فَمُرْهُ لَا يَتَكَلَّمُ! فَأَتَيْتُهُ فِي مَنْزِلِهِ، فَأَشْرَفَ عَلَيَّ، فَقُلْتُ لَهُ يَقُولُ لَكَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَا تَكَلَّمْ قَالَ أَخَافُ أَلَّا أَصْبِرَ. مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھے حکم دیا کہ احول کے پاس جاو اور اسے حکم دو کہ بحثیں نہ کرے تو میں اس کے گھر گیا، جب وہ مجھے ملے تو میں نے کہا امام صادقؑ نے تجھے کہا ہے کہ تم بحثیں اور مناظرے نہ کرو، تو وہ کہنے لگے مجھے خطرہ ہے کہ میں صبر نہ کر سکوں گا۔

جابر بن یزید جعفی[۲۰۶]

۳۳۵۔ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) عَنْ أَحَادِیثِ جَابِرٍ فَقَالَ مَا رَأَیْتُهُ عِنْدَ أَبِی قَطُّ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً وَ مَا دَخَلَ عَلَیَّ قَطُّ؛ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے جابر کی احادیث کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا میں نے اس کو اپنے والد گرامی کے پاس صرف ایک مرتبہ دیکھا اور میرے پاس تو بالکل آیا ہی نہیں ہے۔

---

[۲۰۶]۔ الطبقات الکبری، ابن سعد ٦ص۳۴۵، تاریخ خلیفۃ ۳۰۲ (سنہ ۱۲۷)، الطبقات لخلیفۃ ۲۷٦ ن ۱۲۲۱، التاریخ الکبیر ۲ص۲۱۰ن ۲۲۲۳، رجال البرقی ۹، ۱٦، الضعفاء الکبیر عقیلی، ج اص۱۹۱ نمبر ۲۴۰، الجرح والتعدیل، ج ۲ص۴۹۷ نمبر ۲۰۴۳، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ۱۹۱اح نمبر ۳۳۵، ۳۳٦، ۳۳۸-۳۴۸، و ص۳۷۳ نمبر ٦۹۹، و ص۴۸۵ نمبر ۹۱۷، الکامل ابن عدی، ج ۲ص ۱۱۳، رجال النجاشی اص ۱۳۳ن ۳۳۰، فہرست الطوسی ۷۰ ن ۱۵۸، رجال الطوسی ۱۱۱ن ٦ و ۱٦۳ن ۳۰، معالم العلماء ۳۲، المنتظم ابن الجوزی ۷ص۲٦۷ ن ٦۹۱، رجال ابن داود ۸۰ ن ۲۸٦، التحریر الطاووسی ٦۸ ن ۷۸، رجال العلّامۃ الحلی ۳۵ ن ۲، تہذیب الکمال ۴ص۴٦۵ ن ۸۷۹، میزان الاعتدال اص۳۷۹، تاریخ الِاسلام (سنہ ۱۲۸) ص ۵۹، تہذیب التہذیب ۲ص۴٦، تقریب التہذیب اص ۱۲۳، نقد الرجال ٦۵، مجمع الرجال ۲ص۷، جامع الرواۃ اص ۱۴۴، إیضاح المکنون اص ۳۰۴ و ۲ص۳۰۹، و ۳۱۹، ۳۴۸، بہجۃ الآمال ۲ص۴۸۷، تنقیح المقال اص۲۰۱ ن ۱٦۲۱، إعیان الشیعۃ ۴ص۵۱ و اص۱۴۱، الذریعۃ ۴ص۲٦۹، الاَعلام للزرکلی ۲ص ۱۰۵، الِامام الصادق والمذاہب الاَربعۃ ا۔ ۲ص۷۴۴، معجم رجال الحدیث ۴ص۱۷ن ۲۰۲۵، قاموس الرجال ۲ص ۳۲۳، معجم المؤلفین ۳ص ۱۰٦.

۳۳۶۔ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْحَلَالِ، قَالَ اخْتَلَفَ أَصْحَابُنَا فِي أَحَادِيثِ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ، فَقُلْتُ لَهُمْ أَسْأَلُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع)، فَلَمَّا دَخَلْتُ ابْتَدَأَنِي، فَقَالَ رَحِمَ اللَّهُ جَابِرَ الْجُعْفِيِّ كَانَ يَصْدُقُ عَلَيْنَا، لَعَنَ اللَّهُ الْمُغِيرَةَ بْنَ سَعِيدٍ كَانَ يَكْذِبُ عَلَيْنَا؛[207]

زیاد بن ابی حلال نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے جابر جعفی کی روایات میں اختلاف کیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں امام صادقؑ سے یہ مسئلہ پوچھوں گا جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے ابتداء کرتے ہوئے فرمایا اللہ جابر جعفی پر رحم فرمائے وہ ہم پر سچ بولتا تھا اور خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے کہ وہ ہم پر جھوٹ بولتا تھا۔

۳۳۷۔ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي الْعُلَا، قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ قُتِلَ الْوَلِيدُ، فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ، قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فَإِذَا جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ حَمْرَاءُ وَ إِذَا هُوَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي وَصِيُّ الْأَوْصِيَاءِ وَ وَارِثُ عِلْمِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ (ع)، قَالَ، فَقَالَ النَّاسُ جُنَّ جَابِرٌ جُنَّ جَابِرٌ؛ *عبدالحمید بن علاء [ثقہ] نے روایت کی جب ولید قتل ہوا تو میں مسجد میں داخل ہو وہاں لوگ جمع تھے میں ان کے پاس پہنچا تو ان میں جابر جعفی*

[207] رجال الکشی، ص: ۱۹۲

سرخ قیمتی عمامہ پہنے کہہ رہے تھے؛ مجھے وصی الاوصیاء، وارث علم انبیاء محمد ابن علی نے بیان کیا تھا تو لوگ کہنے لگے؛ جابر مجنون ہو گیا، جابر مجنون ہو گیا۔

۳۳۸۔ آدَمُ بْنُ مُحَمَّد الْبَلْخِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ هَارُونَ الدَّقَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ الْجُعْفِیِّ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) عَنْ تَفْسِیرِ جَابِرٍ فَقَالَ لَا تُحَدِّثْ بِه السَّفِلَةَ فَیُذِیعُوه، أَ مَا تَقْرَأُ فِی کِتَابِ اللَّه عَزَّ وَجَلَّ؛ فَإِذٰا نُقِرَ فِي النّٰاقُورِ، إِنَّ مِنَّا إِمَاماً مُسْتَتِراً فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ إِظْهَارَ أَمْرِه نَکَتَ فِی قَلْبِه، فَظَهَرَ فَقَامَ بِأَمْرِ اللَّه؛ مفضل بن عمر کی روایت ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے جابر کی تفسیر کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا؛ یہ چیز گھٹیا اور پست لوگوں کو نہ بتاو کہ وہ اسے نشر کردیں کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا جب صور پھونکا جائے گا، ہم میں سے ایک مخفی امام موجود ہوتا ہے جب اللہ اپنے امر کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اسکے دل میں ڈال دیتا ہے تو وہ امر خدا سے ظاہر ہو کر قیام فرماتا ہے۔

۳۳۹۔ جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِی الشُّجَاعِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) وَ أَنَا شَابٌّ، فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْکُوفَة، قَالَ مِمَّنْ قُلْتُ مِنْ جُعْفِیٍّ[۲۰۸]،قَالَ مَا أَقْدَمَکَ إِلَى هَاهُنَا قُلْتُ طَلَبُ الْعِلْمِ، قَالَ مِمَّنْ قُلْتُ مِنْکَ، قَالَ فَإِذَا سَأَلَکَ أَحَدٌ مِنْ أَیْنَ أَنْتَ فَقُلْ مِنْ أَهْلِ الْمَدِینَة، قَالَ، قُلْتُ أَسْأَلُکَ

---

[۲۰۸] رجال الکشی، ص: ۱۹۳

قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ عَنْ هَذَا، أَ يَحِلُّ لِي أَنْ أَكْذِبَ قَالَ لَيْسَ هَذَا بِكَذِبٍ مَنْ كَانَ فِي مَدِينَةٍ فَهُوَ مِنْ أَهْلِهَا حَتَّى يَخْرُجَ، قَالَ وَ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَاباً وَ قَالَ لِي إِنْ أَنْتَ حَدَّثْتَ بِهِ حَتَّى تَهْلِكَ بَنُو أُمَيَّةَ فَعَلَيْكَ لَعْنَتِي وَ لَعْنَةُ آبَائِي، وَ إِذَا أَنْتَ كَتَمْتَ مِنْهُ شَيْئاً بَعْدَ هَلَاكِ بَنِي أُمَيَّةَ فَعَلَيْكَ لَعْنَتِي وَ لَعْنَةُ آبَائِي، ثُمَّ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَاباً آخَرَ ثُمَّ قَالَ وَ هَاكَ هَذَا فَإِنْ حَدَّثْتَ بِشَيْءٍ مِنْهُ أَبَداً فَعَلَيْكَ لَعْنَتِي وَ لَعْنَةُ آبَائِي؛ جابر کا بیان ہے کہ میں جوانی کے دنوں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا ،تو کون ہے ؟میں نے عرض کی ؛کوفی ہوں ،فرمایا کونسے خاندان سے ؟ میں نے عرض کی ؛جعفی ،فرمایا یہاں کیوں آئے ہو؟ عرض کی علم حاصل کرنے کے لیے ،فرمایا کس سے؟ میں نے عرض کی ؛آپ سے ،فرمایا اگر ایسا ہے تو جب کوئی تجھ سے پوچھے کہ تو کس علاقے سے ہے تو کہنا ؛ میں اہل مدینہ میں سے ہوں ،راوی کہتا ہے مین نے عرض کی مولا ،میں ہر چیز سے پہلے تو اسی مسئلے کے بارے میں آپ سے سوال کرتا ہوں کیا میرے لیے یہ جھوٹ بولنا جائز ہے ؟فرمایا یہ جھوٹ نہیں جو شخص جس شہر میں ہوتا ہے وہ اس سے نکلنے سے پہلے اسی کے اہل میں سے ہوتا ہے پھر آپ نے مجھے ایک کتاب دی اور فرمایا اگر تو نے بنی امیہ کی ہلاکت سے پہلے اس کی حدیث کسی کو بیان کی تو تجھ پر میری اور میرے آباء کی لعنت ہو گی اور ان کی ہلاکت اور بابودی کے بعد اگر تو نے اس کو چھپایا تو تجھ پر میری اور میرے آباء کی لعنت ہو گی اور پھر مجھے ایک دوسری کتاب دی اور فرمایا یاد رکھ اگر اس سے کبھی کوئی چیز تو نے کسی کو بیان کی تو تجھ پر میری اور میرے آباء کی لعنت ہو گی۔

۳۴۰۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبَلَةَ الْكِنَانِيِّ، عَنْ ذَرِيحٍ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ

وَ مَا رَوَى فَلَمْ يُجِبْنِي، وَ أَظُنُّهُ قَالَ سَأَلْتُهُ بِجَمْعٍ فَلَمْ يُجِبْنِي فَسَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لِي يَا ذَرِيحُ دَعْ ذِكْرَ جَابِرٍ فَإِنَّ السَّفِلَةَ إِذَا سَمِعُوا بِأَحَادِيثِهِ شَنَّعُوا، أَوْ قَالَ أَذَاعُوا؛ ذریح محاربی نے نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے جابر اور اس کی روایات کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ نے مجھے جواب نہیں دیا، یہ سوال میں نے جمع (مزدلفہ) کے مقام پر کیا تھا دوبارہ میں نے سوال کیا مگر امام نے جواب نہ دیا میں نے جب تیسری بار سوال کیا تو فرمایا؛اے ذریح جابر کا ذکر چھوڑ کیونکہ گھٹیا لوگ جب اسکی حدیثیں سنتے ہیں تو طعن و تشنیع کرتے ہیں یا فرمایا انہیں نشر عام کرتے ہیں۔

۳۴۱۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارَيَابِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ الْهَاشِمِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَا جَابِرُ حَدِيثُنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ، أَمْرَدُ ذَكْوَانُ وَعْرٌ أَجْرَدُ لَا يَحْتَمِلُهُ وَ اللَّهِ إِلَّا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ أَوْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ أَوْ مُؤْمِنٌ مُمْتَحَنٌ، فَإِذَا[۲۰۹] وَرَدَ عَلَيْكَ يَا جَابِرُ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِنَا فَلَانَ لَهُ قَلْبُكَ فَاحْمَدِ اللَّهَ، وَ إِنْ أَنْكَرْتَهُ فَرُدُّوهُ إِلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، وَ لَا تَقُلْ كَيْفَ جَاءَ هَذَا! وَ كَيْفَ كَانَ وَ كَيْفَ هُوَ! فَإِنَّ هَذَا وَ اللَّهِ الشِّرْكُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ؛ جابر نے امام باقرؑ سے نقل کیا، فرمایا؛اے جابر، ہماری حدیثیں بہت مشکل اور سنگین ہیں بے عیب اور ملاوٹ سے پاک ہیں ان میں آگ کے شعلے اور اسکی حرارت کی طرح سختی ہے اور وہ خوفناک پتھر کی مانند ہیں، خدا کی قسم انہیں کوئی برداشت نہیں کر سکتا مگر جو نبی و رسول ہو یا مقرب فرشتہ ہو یا ایسا مومن جس کی آزمائش

---

[۲۰۹] رجال الکشی، ص: ۱۹۴

ہو چکی ہو، اے جابر جب تیرے پاس ہمارے امور میں سے کوئی امر پہنچے اور اس کے لیے تیرا دل نرم ہو جائے تو اللہ کی حمد کر اور اگر وہ اسے اچھا محسوس نہ کرے (اس کے لیے مانوس نہ ہو) تو اسے ہم اہل بیت کی طرف پلٹا دے اور ہر گز یہ نہ کہو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ کیسے ہوا؟ اور کیسے ہو گا؟ خدا کی قسم یہ کہنا خدائے بزرگ کے ساتھ شریک قرار دینے کے مترادف ہے۔

۳۴۲۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ رَوَيْتُ خَمْسِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا سَمِعَهُ أَحَدٌ مِنِّي-

جابر کا بیان ہے کہ مجھے ۵۰ ہزار ایسی احادیث یاد ہیں جن کو مجھ سے کسی نے نہیں سنا۔

۳۴۳۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ الْمُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ الْجُعْفِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ (ع) بِسَبْعِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ لَمْ أُحَدِّثْ بِهَا أَحَداً قَطُّ وَ لَا أُحَدِّثْ بِهَا أَحَداً أَبَداً، قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّكَ قَدْ حَمَلْتَنِي وِقْراً عَظِيماً بِمَا حَدَّثْتَنِي بِهِ مِنْ سِرِّكُمُ الَّذِي لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَداً، فَرُبَّمَا جَاشَ فِي صَدْرِي حَتَّى يَأْخُذَنِي مِنْهُ شِبْهُ الْجُنُونِ! قَالَ يَا جَابِرُ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَاخْرُجْ إِلَى الْجَبَّانِ فَاحْفِرْ حَفِيرَةً وَ دَلِّ رَأْسَكَ فِيهَا ثُمَّ قُلْ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بِكَذَا وَ كَذَا؛ جابر بن یزید جعفی کا بیان ہے کہ امام باقر نے مجھے ۷۰ ہزار ایسی احادیث بیان کیں جو میں نے ابھی تک کسی کو بیان نہیں کیں اور نہ کبھی کسی کو بیان کرونگا، جابر کہتا ہے میں نے امام باقر سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں آپ نے جو اپنے راز مجھے بیان فرمائے جن کو میں کسی کو بیان نہیں کر سکتا اس طرح آپ نے مجھ پر بہت بڑا بوجھ ڈال دیا

بعض اوقات میرے سینے میں جوش آتا ہے اور مجھے جنونی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ،فرمایا ؛ اے جابر جب تجھ پر جنون کی ایسی کیفیت طاری ہو تو صحراء میں نکل جا، وہاں گڑھا کھود لے اور اس میں اپنا سر ڈال کر اس طرح حدیثیں بیان کر ؛ مجھے محمد بن علی نے یہ بیان فرمایا۔

۳۴۴۔ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ[۲۱۰]،قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ جَابِرٌ ذَاتَ يَوْمٍ وَ عَلَى رَأْسِهِ قَوْصَرَةٌ رَاكِباً قَصَبَةً حَتَّى مَرَّ عَلَى سِكَكِ الْكُوفَةِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ جُنَّ جَابِرٌ جُنَّ جَابِرٌ! فَلَبِثْنَا بَعْدَ ذَلِكَ أَيَّاماً، فَإِذَا كِتَابُ هِشَامٍ قَدْ جَاءَ بِحَمْلِهِ إِلَيْهِ، قَالَ، فَسَأَلَ عَنْهُ الْأَمِيرُ فَشَهِدُوا عِنْدَهُ أَنَّهُ قَدِ اخْتَلَطَ، وَ كَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى هِشَامٍ، فَلَمْ يَتَعَرَّضْ لَهُ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَا كَانَ مِنْ حَالِهِ الْأَوَّلِ؛ علی بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک دن جابر سر پر ٹوکری رکھے اور ایک لکڑی پر سواری کرتے ہوئے گھر سے نکلے اور کوفہ کی گلیوں میں سے گزرتے گئے تو لوگوں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر کہنا شروع کر دیا جابر مجنون ہو گیا ہے اس کے بعد کچھ دن گزرے تھے کہ ہشام نے خط لکھا کہ جابر کو گرفتار کر کے اس کے پاس بھیجا جائے تو کوفہ کے امیر نے جابر کے متعلق سوال کیا تو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ تو پاگل ہو چکے ہیں تو اس نے وہ ہشام کو لکھی تو وہ اس کے درپے نہ ہوا پھر اس کے بعد جابر اپنی پہلی حالت میں لوٹ آئے۔

۳۴۵۔ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْحَافِظِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ، قَالَ

---

[۲۱۰] رجال الکشی، ص: ۱۹۵

جَاءَ قَوْمٌ إِلَى جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُعِينَهُمْ فِي بِنَاءِ مَسْجِدِهِمْ قَالَ مَا كُنْتُ بِالَّذِي أُعِينُ فِي بِنَاءِ شَيْءٍ يَقَعُ مِنْهُ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ فَيَمُوتُ، فَخَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ وَ هُمْ يُبَخِّلُونَهُ وَ يُكَذِّبُونَهُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَمُّوا الدَّرَاهِمَ وَ وَضَعُوا أَيْدِيَهُمْ فِي الْبِنَاءِ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْعَصْرِ زَلَّتْ قَدَمُ الْبَنَّاءِ فَوَقَعَ فَمَاتَ؛ عمرو بن شمر نے روایت کی ایک گروہ نے جابر سے سوال کیا کہ وہ ان کی مسجد کی تعمیر میں مدد کریں؟ اس نے کہا میں چیز کی تعمیر میں مدد نہیں کر سکتا جس سے ایک مومن گر کر مر جائیگا، تو ہو اس کو بخیل و کنجوس کہتے ہوئے نکل آئے اور اس کو جھٹلایا دوسے دن درہم و دینار جمع کر کے تعمیر شروع کر دی جب عصر کا وقت پہنچا تو معمار کا پاوں پھسلا اور وہ گر کر ڈھیر ہو گیا۔

۳۴۶۔ نَصْرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ صَدَقَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ، قَالَ جَاءَ الْعَلَاءُ بْنُ يَزِيدَ رَجُلٌ مِنْ جُعْفِيٍّ، قَالَ، خَرَجْتُ مَعَ جَابِرٍ لَمَّا طَلَبَهُ هِشَامٌ حَتَّى انْتَهَى إِلَى السَّوَادِ، قَالَ فَبَيْنَا نَحْنُ قُعُودٌ وَ رَاعٍ قَرِيبٌ مِنَّا: إِذْ لَفَتَتْ [۲۱۱] نَعْجَةٌ مِنْ شَائِهِ إِلَى حَمَلٍ، فَضَحِكَ جَابِرٌ، فَقُلْتُ لَهُ مَا يُضْحِكُكَ أَبَا مُحَمَّدٍ قَالَ إِنَّ هَذِهِ النَّعْجَةَ دَعَتْ حَمَلَهَا فَلَمْ يَجِيءْ، فَقَالَتْ لَهُ تَنَحَّ عَنْ ذَلِكَ الْمَوْضِعِ فَإِنَّ الذِّئْبَ عَاماً أَوَّلَ أَخَذَ أَخَاكَ مِنْهُ، فَقُلْتُ لَأَعْلَمَنَّ حَقِيقَةَ هَذَا أَوْ كَذِبَهُ، فَجِئْتُ إِلَى الرَّاعِي فَقُلْتُ لَهُ يَا رَاعِي تَبِيعُنِي هَذَا الْحَمَلَ قَالَ، فَقَالَ لَا،

---

[۲۱۱] رجال الکشی، ص: ۱۹۶

فَقُلْتُ وَ لِمَ قَالَ لِأَنَّ أُمَّهُ أَفْرَهُ شَاةٍ فِي الْغَنَمِ وَ أَغْزَرُهَا دَرَّةً وَ كَانَ الذِّئْبُ أَخَذَ حَمَلًا لَهَا عِنْدَهُ، عَامَ الْأَوَّلِ مِنْ ذَلِكَ الْمَوْضِعِ، فَمَا رَجَعَ لَبَنُهَا حَتَّى وَضَعَتْ هَذَا فَدَرَّتْ، فَقُلْتُ صَدَقَ. ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَلَمَّا صِرْتُ عَلَى جِسْرِ الْكُوفَةِ نَظَرَ إِلَيَّ رَجُلٌ مَعَهُ خَاتَمُ يَاقُوتٍ، فَقَالَ لَهُ يَا فُلَانُ خَاتَمُكَ هَذَا الْبَرَّاقُ أَرِنِيهِ! قَالَ فَخَلَعَهُ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا صَارَ فِي يَدِهِ رَمَى بِهِ فِي الْفُرَاتِ، قَالَ الْآخَرُ مَا صَنَعْتَ! قَالَ تُحِبُّ أَنْ تَأْخُذَهُ قَالَ نَعَمْ، قَالَ، فَقَالَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَاءِ، فَأَقْبَلَ الْمَاءُ يَعْلُو بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ حَتَّى إِذَا قَرُبَ تَنَاوَلَهُ وَ أَخَذَهُ. عمرو بن شمر نے بیان کیا کہ علاء بن یزید کے پاس ایک جعفی شخص آیا اس نے بتایا کہ میں جابر کے ساتھ سف پہ نکلا جبکہ اسے ہشام نے طلب کیا تھا جب ہم ایک گروہ کے پاس سے پہنچے اور ہمارے نزدیک ایک چرواہا تھا کہ اچانک اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری بچہ جننے لگی تو جابر ہنس پڑے میں نے کہا ابو محمد کیوں ہنس رہے ہو؟ اس نے جواب دیا اس بکری نے بچے کو بلایا مگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس نے بچے سے کہا اس جگہ سے دور ہو جا کہ بھیڑیئے نے پچھلے سال تیرے بھائی کو کھالیا تو میں نے دل میں کہا اس کی بات کی حقیقت اور سچ و جھوٹ کو ضرور پرکھوں گا؟ میں اس چرواہے کے پاس آیا اور اسے پوچھا اے چرواہا یہ بچہ مجھے بیچتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، میں نے پوچھا، کیوں؟ اس نے کہا پچھلے سال اسی مقام پر اس کے بچے کو بھیڑیئے نے اٹھالیا تھا تو اس کا دودھ نہیں آیا حتی یہ بچہ جنا ہے، تو اس کا دودھ آیا ہے تب میں نے کہا جابر نے سچ کہا تھا، راوی نے کہا پھر ہم چل کر کوفہ کے پل پر پہنچے تو انہوں نے ایک شخص کو یاقوت کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا اے فلاں مجھے اپنی یہ چمکدار انگوٹھی دکھانا، تو انے وہ اتار دی انہوں نے پکڑ کر دریائے فرات میں پھینک دی تو دوسرے شخص نے کہا تو نے یہ کیا کیا ہے؟ تو جابر نے کہا تو اسے واپس لینا چاہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو اس نے اپنے ہاتھ سے پانی کی طرف

اشارہ کیا تو پانی آہستہ آہستہ بلند ہو گیا، یہاں تک کہ اتنا قریب ہوا کہ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر انگشتر پکڑ لی۔

وَ رُوِیَ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ: أَنَّهُ قَالَ جَابِرٌ الْجُعْفِیُّ صَدُوقٌ فِی الْحَدِیثِ إِلَّا أَنَّهُ کَانَ یَتَشَیَّعُ، وَ حُکِیَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَا رَأَیْتُ أَوْرَعَ بِالْحَدِیثِ مِنْ جَابِرٍ؛ سفیان ثوری سے منقول ہے کہ جابر جعفی حدیث کے معاملے میں بہت زیادہ سچا شخص ہے مگر وہ مذہب شیعہ کا پیرو ہے اور اس سے یہ بھی نقل ہوا کہ میں نے جابر سے بڑھ کر حدیث کے معاملہ میں کسی کو پرہیز کرنیوالا نہیں دیکھا۔

۳۴۷۔ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ، قَالَ، قَالَ: أَتَی رَجُلٌ جَابِرَ بْنَ یَزِیدَ فَقَالَ لَهُ جَابِرٌ تُرِیدُ أَنْ تَرَی أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَمَسَحَ عَلَی عَیْنَیَّ فَمَرَرْتُ وَ أَنَا أَسْبِقُ الرِّیحَ حَتَّی صِرْتُ إِلَی الْمَدِینَةِ، قَالَ فَبَیْنَا أَنَا کَذَلِکَ مُتَعَجِّبٌ إِذْ فَکَّرْتُ فَقُلْتُ مَا أَحْوَجَنِی إِلَی وَتِدٍ أَتِدُهُ فَإِذَا حَجَجْتُ عَاماً قَابِلًا نَظَرْتُ هَاهُنَا هُوَ أَمْ لَا، فَلَمْ أَعْلَمْ إِلَّا وَ جَابِرٌ بَیْنَ یَدَیَّ یُعْطِینِی وَتِداً، قَالَ فَفَزِعْتُ، فَقَالَ: هَذَا عَمَلُ الْعَبْدِ بِإِذْنِ اللَّهِ فَکَیْفَ لَوْ رَأَیْتَ السَّیِّدَ الْأَکْبَرَ! قَالَ ثُمَّ لَمْ أَرَهُ، قَالَ فَمَضَیْتُ حَتَّی صِرْتُ إِلَی بَابِ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَإِذَا هُوَ یَصِیحُ بِی ادْخُلْ لَا بَأْسَ عَلَیْکَ! فَدَخَلْتُ فَإِذَا جَابِرٌ عِنْدَهُ، قَالَ، فَقَالَ لِجَابِرٍ یَا نُوحُ غَرَّقْتَهُمْ أَوَّلًا بِالْمَاءِ وَ غَرَّقْتَهُمْ آخِراً بِالْعِلْمِ فَإِذَا کَسَرْتَ فَاجْبُرْ، قَالَ، ثُمَّ قَالَ مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ أُطِیعَ، أَیُّ الْبِلَادِ أَحَبُّ إِلَیْکَ قَالَ قُلْتُ

الْكُوفَةُ، قَالَ بِالْكُوفَةِ فَكُنْ، قَالَ سَمِعْتُ أَخَا النُّونِ بِالْكُوفَةِ، قَالَ فَبَقِيتُ مُتَعَجِّباً مِنْ قَوْلِ جَابِرٍ فَجِئْتُ فَإِذَا بِهِ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي كَانَ فِيهِ قَاعِداً، قَالَ فَسَأَلْتُ الْقَوْمَ هَلْ قَامَ أَوْ تَنَحَّى قَالَ، فَقَالُوا لَا، وَ كَانَ سَبَبُ تَوْحِيدِي أَنْ سَمِعْتُ قَوْلَهُ بِالْإِلَهِيَّةِ وَ فِي الْأَئِمَّةِ[۲۱۲]. عمرو بن شمر کا بیان ہے کہ ایک شخص جابر کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تو امام باقر کو دیکھنا چاہتا ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں تو جابر نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس شخص کا بیان ہے کہ میں ہواوں کی رفتار سے گزرتا ہوا مدینہ پہنچ گیا میں ابھی کھڑا فکر میں ڈوبا ہوا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا مجھے اس وقت کتنی شدت سے سہارے ضرورت ہے جب میں اگلے سال حج کرتا تو شاید امام کی زیارت بھی وہیں ہو جاتی مجھے کوئی راہ حل نہیں مل رہا تھا کہ اچانک جابر میرے سامنے ظاہر ہوئے انہوں نے مجھے سہارا دیا اور کہ ارے تم ڈر گئے ہوا بھی تو یہ اذن خدا سے انکے ایک غلام کا فعل دیکھا ہے جب تو ہمارے عظیم سید و سردار کو دیکھے گا تو تیرا کیا حال ہو گا ؟ پھر میں نے اسے نہیں دیکھا پھر چل پڑا یہاں تک کہ امام باقر کے دروازے پر پہنچا تو آپ نے اندر سے آواز دی آجاو، تجھ پر کوئی حرج نہیں جب میں امام کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ جابر وہاں پہنچا ہوا ہے اور امام نے جابر سے فرمایا اے نوح ! پہلے تو نے انکو پانی میں غرق کر دیا پھر انہیں علم کے بحر بیکراں میں غرق کر رہا ہے جب تو نے خود انہیں توڑا ہے تو خود ان کو جوڑو، پھر فرمایا جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور مجھ سے فرمایا تجھے کونسا شہر پسند ہے، میں نے عرض کی مولا کوفہ فرمایا کوفہ میں چلے جاو، راوی کہتا ہے کہ میں نے غور کیا تو کوفہ میں برادر نون کے پاس تھا تو میں نے جابر کی بات سے تعجب کیا پھر میں چلا تو جابر کو اسی مقام پر دیکھا جہاں وہ پہلے باتیں

---

[۲۱۲] رجال الکشی، ص: ۱۹۸

کر رہے تھے تو میں نے لوگوں سے پوچھا یہ اٹھے تھے یا کہیں گئے تھے؟ توانہوں نے کہا نہیں، یہ تو یہیں بیٹھے ہیں، یہی میرے لیے سبب ہوا کہ میں ان کے توحید باری اور ائمہ کے متعلق نرالے اقوال سنوں [۲۱۳]۔

۳۴۸ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْر، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عِیسَی. وَ حَمْدَوَیْه بْنِ نُصَیْر، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُوسَی، قَالَ: کُنْتُ جَالِساً مَعَ أَبِی مَرْیَمَ الْحَنَّاطِ وَ جَابِرٌ عِنْدَهُ جَالِسٌ، فَقَامَ أَبُو مَرْیَمَ فَجَاءَ بِدَوْرَقٍ مِنْ مَاءِ بِئْرِ مَنَازِلِ ابْنِ عِکْرِمَةَ، فَقَالَ لَهُ جَابِرٌ وَیْحَکَ یَا أَبَا مَرْیَمَ کَأَنِّی بِکَ قَد اسْتَغْنَیْتَ عَنْ هَذِهِ الْبِئْرِ وَ اغْتَرَفْتَ مِنْ هَاهُنَا مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ! فَقَالَ لَهُ أَبُو مَرْیَمَ مَا أَلْوَمَ النَّاسَ أَنْ یُسَمُّونَا کَذَّابِینَ وَ کَانَ مَوْلًی لِجَعْفَرٍ (ع) کَیْفَ یَجِیءُ مَاءُ الْفُرَاتِ إِلَی هَاهُنَا! قَالَ وَیْحَکَ إِنَّهُ یَحْتَفِرُ هَاهُنَا نَهَرٌ أَوَّلُهُ عَذَابٌ عَلَی النَّاسِ وَ آخِرُهُ رَحْمَةٌ یَجْرِی فِیهِ مَاءُ الْفُرَاتِ فَتَخْرُجُ الْمَرْأَةُ الضَّعِیفَةُ وَ الصَّبِیُّ فَیَغْتَرِفُ مِنْهُ وَ یَجْعَلُ لَهُ أَبْوَابٌ فِی بَنِی رُوَاسَ وَ فِی بَنِی موهبة [مَوْهَبَةَ وَ عِنْدَ بِئْرِ بَنِی کِنْدَةَ وَ فِی بَنِی زُرَارَةَ حَتَّی تَتَغَامَسَ فِیهِ الصِّبْیَانُ. قَالَ عَلِیٌّ: إِنَّهُ قَدْ کَانَ ذَلِکَ وَ أَنَّ الَّذِی حَدَّثَ عَلِیٌّ وَ عَهِدَهُ لَعَلَّ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ بِهَذَا الْحَدِیثِ قَبْلَ أَنْ یَکُونَ[۲۱۴].

---

[۲۱۳] یہاں بعض نسخوں میں اضافہ بھی کشی سے نقل ہوا کہ یہ حدیث جعلی ہے اور اس کے جھوٹ ہونے میں شک نہیں اور اس کے تمام راوی غلو اور تفویض میں متہم ہیں۔

[۲۱۴] رجال الکشی، ص: ۱۹۹

علی بن حکم نے عروہ بن موسیٰ سے نقل فرمایا کہ میں اور جابر، ابو مریم حناط (چکی والے) کے پاس بیٹھے تھے تو ابو مریم اٹھا اور بنی عکرمہ کے گھروں کے قریبی کنویں سے پانی کی مشک بھر لایا تو جابر نے کہا اے ابو مریم تیرا بھلا ہو گویا میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کنویں سے بے نیاز ہو جاو گے اور یہاں فرات کے پانی سے سیراب ہوا کرو گے، تو ابو مریم نے اس سے کہا (وہ بھی امام باقرؑ کا موالی تھا) میں لوگوں کی ملامت کیوں کرتا ہوں وہ ہمیں جھوٹا کہتے ہیں بھلا یہاں فرات کا پانی کیسے آئے گا؟ اس نے کہا تیرا بھلا ہو یہاں ایک نہر کھودی جائے گی جس کی ابتداء تو لوگوں کے لیے سخت عذاب ہو گی لیکن اس کا انجام رحمت ہو گا اس میں فرات کا پانی چلے گا، کمزور عورتیں اور چھوٹے بچے نکل کر اس سے باآسانی پانی پیا کریں گے اور اس میں چند دروازے رکھے جائیں گے ایک بنی رواس اور اور دوسرا بنی موہبہ میں تیسرا بنی کندہ کے پاس اور چوتھا بنی زرارہ کے پاس ہو گا حتی اس فراوان پانی میں بچے نہایا کریں گے، علی بن حکم راوی کہتا ہے اسی طرح ہوا اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور اس کی خبر امام علیؑ نے پہلے دے دی تھی، شاید جابر نے یہ حدیث اس سے پہلے سن رکھی تھی۔

اسماعیل بن جابر جعفی[۲۱۵]

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ أُورَمَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِیسَی، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ أَصَابَنِی لَقْوَةٌ فِی وَجْهِی، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِینَةَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)، قَالَ مَا الَّذِی أَرَی بِوَجْهِکَ قَالَ، قُلْتُ فَاسِدَةَ رِیحٍ، قَالَ، فَقَالَ لِیَ ائْتِ قَبْرَ النَّبِیِّ (ص) فَصَلِّ عِنْدَهُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ضَعْ یَدَکَ عَلَی وَجْهِکَ ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ هَذَا أُحَرِّجُ عَلَیْکَ مِنْ عَیْنِ إِنْسٍ أَوْ عَیْنِ جِنٍّ أَوْ وَجَعٍ أُحَرِّجُ عَلَیْکَ بِالَّذِی اتَّخَذَ إِبْرَاهِیمَ خَلِیلًا وَ کَلَّمَ مُوسَی تَکْلِیماً وَ خَلَقَ عِیسَی مِنْ رُوحِ الْقُدُسِ لَمَّا هَدَأْتَ وَ طَفِیتَ کَمَا طَفِیَتْ نَارُ إِبْرَاهِیمَ اطْفَأْ بِإِذْنِ اللَّهِ اطْفَأْ بِإِذْنِ اللَّهِ. قَالَ فَمَا عَاوَدْتُهُ إِلَّا مَرَّتَیْنِ حَتَّی رَجَعَ وَجْهِی، فَمَا عَادَ إِلَیَّ السَّاعَةَ.

---

[۲۱۵]۔ رجال البرقی ۱۲ و ۱۸، اختیار معرفۃ الرجال ۱۶۹ ان ۲۸۳ و ۱۹۹ ان ۳۴۹ و ۳۵۰، ۶ / ۲۳ ن ۲۰۷، رجال النجاشی اص ۱۲۳ ان ۷۰، رجال الطوسی ۱۰۵ ان ۱۸، ۱۴۷ ان ۹۳، ۳۴۳ ن ۱۳، فہرست الطوسی ۳۸ ن ۴۹، معالم العلماء ۱۰ ان ۴۲، التحریر الطاووسی ۳۶ ن ۱۶، رجال ابن داود ۵۵ ن ۱۷۶، رجال العلامۃ الحلی ۸ ن ۲، لسان المیزان اص ۳۹۷ ن ۱۲۵۱، نقد الرجال ۴۳ ن ۱۴، مجمع الرجال اص ۲۰۷، جامع الرواۃ اص ۹۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۱۳۹ ن ۱۴۹، الوجیزۃ ۱۴۵، ہدایۃ المحدثین ۱۹، بہجۃ الآمال ۲ ص ۲۵۸، تنقیح المقال اص ۱۳۰ ان ۷۸۹، إعیان الشیعۃ ۳ ص ۳۱۴، الذریعۃ ۲ ص ۱۴۲ ان ۵۲۷ و ۶ ص ۳۱۳ ن ۱۷۲۰، الجامع فی الرجال اص ۲۴۶، معجم رجال الحدیث ۳ ص ۱۱۵ ان ۱۳۰۲، قاموس الرجال ۲ ص ۱۸۔

عثمان بن عیسی نے اسماعیل بن جابر سے نقل کیا کہ میرے چہرے میں لقوہ پڑ گیا جب ہم مدینہ پہنچے تو میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا ارے تیرے چہرے کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کی بد ہوا کے اثر سے یہ ہوا ہے تو آپ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ کی قبر مطہر پہ جاو اور وہاں دو رکعت پڑھو پھر اپنا ہاتھ چہرے پر رکھو اور یہ دعا پڑھو؛ بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ هَذَا أُحَرِّجُ عَلَيْكَ مِنْ عَيْنِ إِنْسٍ أَوْ عَيْنِ جِنٍّ أَوْ وَجَعٍ أُحَرِّجُ عَلَيْكَ بِالَّذِي اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَ كَلَّمَ مُوسَى تَكْلِيماً وَ خَلَقَ عِيسَى مِنْ رُوحِ الْقُدُسِ لَمَّا هَدَأْتَ وَ طَفِيتَ كَمَا طَفِيَتْ نَارُ إِبْرَاهِيمَ اطْفَأْ بِإِذْنِ اللَّهِ اطْفَأْ بِإِذْنِ اللَّهِ، راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ عمل دو بار دہرایا تو میرا چہرا صحیح و سالم ہو گیا اور آج تک پھر وہ بیماری مجھے نہیں لگی۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ هَلَكَ الْمُتَرَئِّسُونَ فِي أَدْيَانِهِمْ، مِنْهُمْ زُرَارَةُ وَ بُرَيْدٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ إِسْمَاعِيلُ الْجُعْفِيُّ، وَ ذَكَرَ آخَرَ لَمْ أَحْفَظْهُ؛ ابو صباح نے بتایا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا؛اپنے دین میں ریاست طلبی کرنے والے ہلاک ہو گئے ،زرارہ ،برید، محمد بن مسلم اور اسماعیل جعفی ،اور امام نے ایک دوسرے شخص کا نام بھی لیا میں اسے بھول گیا۔

علباء بن درّاع اسدی[۲۱۶] اور ابو بصیر

۳۵۱۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُور، قَالَ[۲۱۷] حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ شُعَیْبٍ الْعَقَرْقُوفِیِّ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، قَالَ حَضَرْتُ یَعْنِی عِلْبَاءَ الْأَسَدِیَّ عِنْدَ مَوْتِه فَقَالَ لِی إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) قَدْ ضَمِنَ لِیَ الْجَنَّةَ فَاذْکُرْهُ ذَلِکَ! قَالَ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ: حَضَرْتَ عِلْبَاءَ عِنْدَ مَوْتِه قَالَ قُلْتُ نَعَمْ فَأَخْبَرَنِی أَنَّکَ ضَمِنْتَ لَهُ الْجَنَّةَ وَ سَأَلَنِی أَنْ أُذْکُرَکَ ذَلِکَ! قَالَ صَدَقَ، قَالَ فَبَکَیْتُ، ثُمَّ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَ لَسْتُ الْکَبِیرَ السِّنِّ الضَّرِیرَ الْبَصَرِ فَاضْمَنْهَا لِی! قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قُلْتُ اضْمَنْهَا لِی عَلَى آبَائِکَ وَ سَمَّیْتُهُمْ وَاحِداً وَاحِداً، قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قُلْتُ فَاضْمَنْهَا لِی عَلَى رَسُولِ اللَّه (ص) قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قُلْتُ اضْمَنْهَا لِی عَلَى اللَّه، قَالَ قَدْ فَعَلْتُ. *ابو بصیر سے منقول ہے کہ میں علباء اسدی کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھا تو اس نے کہا امام باقرؑ نے میرے لیے جنت کی ضمانت دی ہے اور اس کو بار بار یاد کرتے رہے ابو بصیر کہتا ہے میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کیا تو علباء کی موت کے وقت اس*

---

[۲۱۶]۔ رجال شیخ: ۱۲۹ن ۳۳، اِصحاب باقرؑ، رجال برقی: ۱۵، رجال ابن داود قسم اول: ۱۳۴ن ۱۰۰۶، رجال علامہ حلی: ۱۳۰ن ۱۰، اختیار رجال کشی: ۱۹۹-۲۰۰ن ۳۵۱۔ معجم رجال الحدیث، تحریر طاووسی ط محققہ، طرائف المقال، نقد الرجال تفریشی۔

[۲۱۷]۔ رجال الکشی، ص: ۲۰۰۔

کے پاس حاضر تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں مولا، اور اس نے مجھے خبر دی کہ آپ نے اس کے لیے جنت کی ضمانت دی ہے اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ کو یاد دلاوں امام نے فرمایا اس نے سچ کہا راوی کہتا ہے میں نے رونا شروع کر دیا اور عرض کی مولا میں آپ پر قربان جاوں کیا میں بوڑھا اور نابینا نہیں ہوں اب میرے لیے بھی جنت کی ضمانت دیجیے فرمایا میں نے تجھے جنت کی ضمانت دی، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی مولا میرے لیے اپنے آباء اور اجداد اطہار کی طرف سے بھی جنت کی ضمانت دیجیے جن کا ایک ایک کر کے میں نام لیکر ذکر کیا فرمایا میں نے ان کی طرف سے بھی ضمانت لی میں نے عرض کی مولا نبی اکرم کی طرف سے بھی میرے لیے جنت کی ضمانت دیجیے فرمایا؛ میں نے دی، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی مولا، اللہ تعالی کی طرف سے بھی میرے لیے جنت کی ضمانت دیجیے فرمایا میں نے خدا کی طرف سے بھی ضمانت دی۔

۳۵۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ فَارِسٍ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ شِهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، قَالَ إِنَّ عِلْبَاءَ الْأَسَدِیَّ وُلِّیَ الْبَحْرَیْنَ فَأَفَادَ سَبْعِینَ أَلْفَ دِینَارٍ وَ دَوَابَّ وَ رَقِیقاً، قَالَ، فَحَمَلَ ذَلِکَ کُلَّهُ حَتَّى وَضَعَهُ بَیْنَ یَدَیْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) ثُمَّ قَالَ إِنِّی وُلِّیتُ الْبَحْرَیْنَ لِبَنِی أُمَیَّةَ وَ أَفَدْتُ کَذَا وَ کَذَا وَ قَدْ حَمَلْتُهُ کُلَّهُ إِلَیْکَ وَ عَلِمْتُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ یَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ ذَلِکَ شَیْئاً وَ أَنَّهُ کُلَّهُ لَکَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع)هَاتِهِ! فَوَضَعَ بَیْنَ یَدَیْهِ، فَقَالَ لَهُ: قَدْ قَبِلْنَا مِنْکَ وَ وَهَبْنَاهُ لَکَ وَ أَحْلَلْنَاکَ مِنْهُ وَ ضَمِنَّا لَکَ عَلَى اللَّهِ الْجَنَّةَ، قَالَ أَبُو بَصِیرٍ: فَقُلْنَا مَا بَالِی! وَ ذَکَرَ مِثْلَ حَدِیثِ شُعَیْبٍ الْعَقَرْقُوفِیِّ.

دوسری سند سے ابو بصیر سے نقل کیا گیا کہ علباء اسدی کو بحرین کا والی بنایا گیا تو انہیں ۷۰ ہزار دینار اور بہت سے جانور اور غلام میسر آئے تو اس نے یہ سب کچھ لے امام صادقؑ کے سامنے رکھ دیا[۲۱۸] اور عرض کی مولا! مجھے بنی امیہ کی طرف سے بحرین کا والی قرار دیا گیا تھا جس سے مجھے یہ یہ چیزیں ملی ہیں اور وہ سب کچھ میں آپ کے حضور لایا ہوں اور مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالی نے ان کے لیے اس میں کچھ بھی حصہ قرار نہیں دیا تو وہ سب کچھ آپ کے لیے ہے تو امام نے فرمایا ادھر لاو تو اس نے وہ امام کے حضور پیش کیا تو آپ نے فرمایا ہم نے یہ سب کچھ تجھ سے قبول کیا اور تجھے بخش دیا اور تیرے لیے حلال قرار دیا اور تیرے لیے خدا کی طرف سے جنت کی ضمانت دی، ابو بصیر کہتا ہے ہم نے کہا ہمیں کوئی پرواہ نہیں، اور اس کے بعد شعیب عقرقوفی کی حدیث کی طرح علباء اسدی کی وفات کا قصہ بیان کیا۔

---

[۲۱۸]۔ روایت نمبر ۲۸۹ میں بھی امام صادقؑ کا ذکر ہے لیکن روایت ۳۵۱ میں امام باقرؑ کے زمانے میں اس کی وفات پاجانے کا بیان ہے تو کس طرح وہ امام صادقؑ کے حضور میں پیش ہوا اور یہ اموال پیش کیے اس کی ایک تاویل تو یہ کی گئی ہے کہ وہ امام باقرؑ کے زمانے میں مال لیکر آیا اور امام صادقؑ کے حضور پیش ہوا اور امام باقرؑ کے حکم سے وہ امام صادقؑ کی امامت کا قائل تھا اور اموال بھی آپ کے ہی سپرد کیے لیکن چونکہ روایت ۳۵۱ کی سند صحیح نہیں ہے اور امام صادقؑ کے زمانے میں اس کا امام کی خدمت میں حاضر ہونے کی سند معتبر ہے تو اسی کو مقدم سمجھا جائے جیسا محققین نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

ابو حمزہ ثمالی[۲۱۹] ثابت بن دینار ابو صفیہ عربی ازدی

۳۵۳ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْحَدِیثِ الَّذِی رُوِیَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ أَعْیَنَ وَ تَسْمِیَةِ ابْنِهِ الضُّرَیْسَ قَالَ، فَقَالَ! إِنَّمَا رَوَاهُ أَبُو حَمْزَةَ، وَ أَصْبَغُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ خَیْرٌ مِنْ أَبِی حَمْزَةَ، وَ

---

[۲۱۹]۔ رجال الطوسی ۸۴ و ۱۱۰ و ۱۶۰ و ۳۴۵. تنقیح المقال ۱: ۱۸۹ و ۳: قسم الکنی ۴۸. خاتمۃ المستدرک ۵۷۵ و ۶۹۳ و ۷۰۵. رجال النجاشی ۸۳. معالم العلماء ۲۹. رجال ابن داود ۵۹. فہرست الطوسی ۴۱. معجم الثقات ۲۴. معجم رجال الحدیث ۳: ۳۸۳ و ۳۸۵-۳۹۲ و ۲۳: ۶۶. جامع الرواۃ ۱: ۱۳۴-۱۳۸ و ۲: ۴۴۰. رجال البرقی ۹. رجال الحلی ۲۹. نقد الرجال ۶۳ و ۴۰۷. رجال الکشی ۲۰۱ وغیرہا. ہدایۃ المحدثین ۲۷. نضد الایضاح ۷۱. إضبط المقال ۴۹۰. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۴۹. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۳۷. اتقان المقال ۳۱. الوجیزۃ للمجلسی ۲۹. شرح مشیخۃ الفقیہ ۳۶. رجال الأنصاری ۷۳ و ۵۱. مجمع الرجال ۱: ۲۸۹-۲۹۵. إعیان الشیعۃ ۴: ۹. فہرست الندیم ۳۶. تأسیس الشیعۃ ۳۲۷. منہج المقال ۷۴. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۶۹. الکنی والألقاب ۲: ۱۱۸. الذریعۃ ۴: ۲۵۲ و ۸: ۱۸۶ و ۲۴: ۳۲۴ وغیرہا. ہدیۃ الأحباب (فارسی) ۱۱۴. سفینۃ البحار ۱: ۳۳۹. منتہی المقال ۷۰. توضیح الاشتباہ ۸۴. بہجۃ الامال ۲: ۴۵۸. المناقب ۴: ۲۸۱. العندبیل ۱: ۸۴. جامع المقال ۵۷. ایضاح الاشتباہ ۱۸. التحریر الطاووسی ۶۱. تتمۃ المنتہی (فارسی) ۵۰۲. ثقات الرواۃ ۱: ۱۴۱-۱۴۴.

لسان المیزان ۷: ۱۸۷. میزان الاعتدال ۱: ۳۶۳. تہذیب التہذیب ۲: ۷. تقریب التہذیب ۱: ۱۱۶. إحوال الرجال ۷۰. الکنی والأسماء ۱: ۱۵۷. المغنی فی الضعفاء ۱: ۱۲۰. الطبقات الکبری ۶: ۳۶۴. خلاصۃ تذہیب الکمال ۴۸. الأعلام ۲: ۹۷. ہدیۃ العارفین ۱: ۲۴۶. معجم المؤلفین ۳: ۱۰۰. الجرح والتعدیل ۱: ۱: ۴۵۰. التاریخ الکبیر ۲: ۱۶۵. طبقات المفسرین ۱: ۱۲۶ وفیہ الشمالی بدل الثمالی. الکامل فی ضعفاء الرجال ۲: ۵۲۰. الضعفاء الکبیر ۱: ۱۷۲. المجروحین ۱: ۲۰۶. تہذیب الکمال ۴: ۳۵۷. موضح إوہام الجمع والتفریق ۱: ۵۲۴. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۷۱ و ۲۹۳. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱: ۱۵۸. الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ۷۱.

كَانَ أَبُو حَمْزَةَ يَشْرَبُ النَّبِيذَ وَ مُتَّهَمٌ بِهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ تَرَكَ قَبْلَ مَوْتِهِ وَ زَعَمَ أَنَّ أَبَا حَمْزَةَ وَ زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ مَاتُوا فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ بَعْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِسَنَةٍ أَوْ بِنَحْوٍ مِنْهُ، وَ كَانَ أَبُو حَمْزَةَ كُوفِيّاً. محمد بن مسعود نے ابن فضال سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جس کو عبدالملک بن اعین سے نقل کیا گیا(اور اس میں عبدالملک کے بیٹے کا لقب ضریس بیان ہوا) تو انہوں نے کہا اسے ابو حمزہ نے نقل کیا ہے اور اصبغ بن عبدالملک اس سے بہتر ہے اور ابو حمزہ نبیذ پیتا تھا اور اس میں متہم تھا مگر اس نے یہ عادت مرنے سے پہلے چھوڑ دی تھی اور انہوں نے کہا کہ ابو حمزہ، زرارہ، اور محمد ابن مسلم امام صادقؑ کی وفات کے بعد تقریبا ایک سال کے اندر فوت ہوئے اور ابو حمزہ کوفی تھے۔

۳۵۴ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ أَبُو مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْهَمْدَانِيُّ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، قَالَ كُنْتُ أَنَا وَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُذَاعَةَ الْأَزْدِيُّ وَ حُجْرُ بْنُ زَائِدَةَ جُلُوساً عَلَى بَابِ الْفِيلِ إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ ثَابِتُ بْنُ دِينَارٍ فَقَالَ لِعَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَا عَامِرُ أَنْتَ حَرَّشْتَ عَلَيَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقُلْتُ أَبُو حَمْزَةَ يَشْرَبُ النَّبِيذَ فَقَالَ لَهُ عَامِرٌ مَا حَرَّشْتُ عَلَيْكَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ لَكِنْ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الْمُسْكِرِ، فَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَ قَالَ لَكِنَّ أَبَا حَمْزَةَ يَشْرَبُ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو حَمْزَةَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْهُ الْآنَ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ.

محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے بیان کیا کہ میں، عامر با عبداللہ بن جذاعہ اور حجر بن زائدہ باب الفیل کے پاس بیٹھے تھے کہ ہمارے پاس ابو حمزہ ثمالی آئے اور عامر بن عبداللہ سے کہا ؛اے عامر تو نے امام صادقؑ کو مجھ سے ناراض کیا ہے تو نے کہا ہے کہ ابو حمزہ نبیذ پیتا ہے ؟ تو

عامر نے کہا میں نے امام کو تجھ سے ناراض نہیں کرایا بلکہ میں نے آپ سے نشہ آور چیز کے پینے کے حکم کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے لیکن ابو حمزہ نشہ آور چیز پیتا ہے تو ابو حمزہ نے کہا میں آج سے خدا سے معافی مانگتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنِ ابْنِ[۲۲۰] أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ كَانَتْ بُنَيَّةٌ لِي سَقَطَتْ فَانْكَسَرَتْ يَدُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا التَّيْمِيَّ فَأَخَذَهَا فَنَظَرَ إِلَى يَدِهَا فَقَالَ مُنْكَسِرَةٌ، فَدَخَلَ يُخْرِجُ الْجَبَائِرَ وَ أَنَا عَلَى الْبَابِ فَدَخَلَتْنِي رِقَّةٌ عَلَى الصَّبِيَّةِ فَبَكَيْتُ وَ دَعَوْتُ، فَخَرَجَ بِالْجَبَائِرِ فَتَنَاوَلَ بِيَدِ الصَّبِيَّةِ فَلَمْ يَرَ بِهَا شَيْئاً ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْأُخْرَى فَقَالَ مَا بِهَا شَيْءٌ، قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَافَقَ الدُّعَاءُ الرِّضَاءَ، فَاسْتُجِيبَ لَكَ فِي أَسْرَعَ مِنْ طَرْفَةِ عَيْنٍ.

ابو حمزہ سے نقل ہوا کہ میری بچی نے گر کر اپنا ہاتھ توڑ لیا میں اسے تمیمی حکیم کے پاس لے آیا تو اس نے ہاتھ دیکھ کر کہا یہ ٹوٹ چکا ہے اور وہ گھر سے جبیرہ لینے گیا میں دروازے پر کھڑا تھا مجھے بچی پر ترس آیا اور میں رو رو کر دعا کرنے لگا جب حکیم جبیرہ لیکر نکلا اس نے بچی کا ہاتھ پکڑا مگر اس کو کوئی نقص نظر نہیں آیا پھر اس نے دوسرا ہاتھ پکڑا وہ بھی صحیح تھا میں نے امام صادق کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا؛اے ابو حمزہ ثمالی ! تیری دعا رضائے الہی سے مل گئی اور بہت جلد قبول ہو گئی۔

۳۵۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ

[۲۲۰] رجال الکشی، ص: ۲۰۲

اللّه (ع) فَقَالَ مَا فَعَلَ أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِیُّ قُلْتُ خَلَّفْتُهُ عَلِیلًا، قَالَ إِذَا رَجَعْتَ إِلَیْهِ فَأَقْرَأْهُ مِنِّی السَّلَامَ وَ أَعْلِمْهُ أَنَّهُ یَمُوتُ فِی شَهْرِ کَذَا فِی یَوْمِ کَذَا، قَالَ أَبُو بَصِیرٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ وَ اللَّهِ لَقَدْ کَانَ فِیهِ أُنْسٌ وَ کَانَ لَکُمْ شِیعَةً! قَالَ صَدَقْتَ مَا عِنْدَنَا خَیْرٌ لَکُمْ، قُلْتُ مِنْ شِیعَتِکُمْ مَعَکُمْ قَالَ إِنْ هُوَ خَافَ اللَّهَ وَ رَاقَبَ نَبِیَّهُ وَ تَوَقَّی الذُّنُوبَ، فَإِذَا هُوَ فَعَلَ کَانَ مَعَنَا فِی دَرَجَتِنَا، قَالَ عَلِیٌّ: فَرَجَعْنَا تِلْکَ السَّنَةَ فَمَا لَبِثَ أَبُو حَمْزَةَ إِلَّا یَسِیراً حَتَّی تُوُفِّیَ.

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا؛ ابو حمزہ ثمالی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی میں اسے بیمار چھوڑ کر آیا ہوں فرمایا تو اسکے پاس لوٹ کر جائے تو اسے میرا اسلام کہنا اور اسے بتا دینا وہ فلاں مہینے کے فلاں دن فوت ہو جائیگا ابو بصیر نے عرض کی مولا میں آپ پر قربان جاوں خدا کی قسم وہ آپ سے بہت انس اور محبت رکھتا ہے اور آپکے شیعوں میں سے ہے تو آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہمارے ہاں بھی تمہارے لیے بہترین چیزیں خزانہ ہیں میں نے عرض کی؛ آپ کے شیعہ آخرت میں آپ کے ساتھ ہونگے؟ فرمایا ہاں اگر اس نے خوف الہی رکھا ہوگا اور اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کیا ہوگا اور گناہوں سے بچا ہوگا جب اس نے اس طرح کردار اپنایا تو وہ آخرت میں ہمارے ساتھ ہمارے درجات میں ہوگا۔

راوی علی بطائنی کہتا ہے کہ ہم اسی سال واپس لوٹے ابو حمزہ بہت کم عرصہ زندہ رہے اور فوت ہو گئے۔

۳۵۷۔ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ نُعَیْمٍ الشَّاذَانِیِّ، قَالَ سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، قَالَ سَمِعْتُ الثِّقَةَ، یَقُولُ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) یَقُولُ: أَبُو حَمْزَةَ

الثُّمَالِیُّ فِی زَمَانِه كَلُقْمَانَ فِی زَمَانِه وَ ذَلِکَ أَنَّهُ قَدمَ أَرْبَعَةً مِنَّا عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ بُرْهَةً مِنْ عَصْرِ مُوسَی بْنِ جَعْفَرٍ (ع) وَ یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَذَلِکَ هُوَ سَلْمَانُ فِی زَمَانِه. فضل بن شاذان نے ایک ثقہ راوی کے واسطے سے امام رضاؑ سے نقل کیا ابو حمزہ ثمالی اپنے دور میں لقمان کی مثل تھا، اس نے ہم میں سے چار ائمہ (امام علی سجادؑ، امام باقرؑ، امام صادقؑ اور امام موسی کاظمؑ کے کچھ زمانے میں ان) کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور یونس بن عبدالرحمٰن بھی اسی طرح ہے وہ بھی اپنے زمانے میں سلمان ہے۔

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ حَمْدَوَیْه بْنَ نُصَیْرٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی حَمْزَةَ الثُّمَالِیِّ وَ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی حَمْزَةَ وَ مُحَمَّدٍ أَخَوَیْه وَ أَبِیه فَقَالَ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ فَاضِلُونَ. ابو عمرو کشی فرماتے ہیں میں نے حمدویہ سے علی بن ابی حمزہ ثمالی، حسین بن ابی حمزہ ،اور اس کے بھائی محمد اور ان کے والد کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہ تمام ثقات اور فاضل شخصیات ہیں۔

عقبہ بن بشیر اسدی[۲۲۱]

۳۵۸۔ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا حَنَانٌ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ بَشِیرٍ الْأَسَدِیِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَقُلْتُ لَهُ إِنِّی مِنَ الْحَسَبِ الضَّخْمِ مِنْ قَوْمِی، وَ إِنَّ قَوْمِی كَانَ لَهُمْ عَرِیفٌ[۲۲۲] فَهَلَکَ فَأَرَادُوا أَنْ یُعَرِّفُونِی عَلَیْهِمْ فَمَا تَرَى لِی قَالَ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) تَمُنُّ عَلَیْنَا بِحَسَبِکَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى رَفَعَ بِالْإِیمَانِ مَنْ كَانَ النَّاسُ سَمَّوْهُ وَضِیعاً إِذَا كَانَ مُؤْمِناً، وَ وَضَعَ بِالْكُفْرِ مَنْ كَانَ یُسَمُّونَهُ شَرِیفاً إِذَا كَانَ كَافِراً، فَلَیْسَ لِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِتَقْوَى اللَّهِ، وَ أَمَّا قَوْلُکَ إِنَّ قَوْمِی كَانَ لَهُمْ عَرِیفٌ فَهَلَکَ فَأَرَادُوا أَنْ یُعَرِّفُونِی عَلَیْهِمْ: فَإِنْ كُنْتَ تَكْرَهُ الْجَنَّةَ وَ تُبْغِضُهَا فَتَعَرَّفْ عَلَى قَوْمِکَ، یَأْخُذُ سُلْطَانٌ

---

[۲۲۱]. رجال الطوسی ۹۹ و ۱۲۹ و ۱۶۱ و ۲۶۱. تنقیح المقال ۲: ۲۵۴. خاتمۃ المستدرک ۸۲۵. معجم رجال الحدیث ۱۱: ۱۵۰. نقد الرجال ۲۲۱. رجال البرقی ۱۳. جامع الرواۃ ۱: ۵۳۹. رجال الکشی ۲۰۳. مجمع الرجال ۴: ۱۴۲ و ۱۴۳. منتہی المقال ۲۰۱. منہج المقال ۲۲۱. لسان المیزان ۴: ۱۷۷. میزان الاعتدال ۳: ۸۴. الکامل فی ضعفاء الرجال ۵: ۱۹۱۸. الجرح والتعدیل ۳: ۱: ۳۰۹ وفیہ اسم ابیہ بشر بدل بشیر. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۷ ۶۴. المغنی فی الضعفاء ۲: ۴۳۷. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۲: ۱۸۱. التاریخ الکبیر ۶: ۴۴۰.

[۲۲۲] رجال الکشی، ص: ۲۰۴

جَائِرٌ بِامْرِئٍ مُسْلِمٍ يَسْفِکُ دَمَهُ فَتَشْرَکُهُمْ فِی دَمِهِ، وَ عَسَی أَنْ لَا تَنَالَ مِنْ دُنْيَاهُمْ شَيْئاً.

حنان نے عقبہ بن بشیر اسدی سے نقل کیا میں امام باقرؑ کے پاس گیا اور عرض کی میرا حسب اور کردار میری قوم میں بہت بلند ہے اور میری قوم کا سردار مر چکا ہے اور وہ مجھے اپنا سردار بنانا چاہتے ہیں تو امام نے فرمایا تو ہم پر اپنے حسب اور کردار کا احسان جتانا چاہتا ہے اللہ نے ایمان کے ذریعے ان لوگوں کو بلند کیا ہے جسے لوگ گھٹیا سمجھتے تھے جب وہ مومن ہو اور کفر کے ذریعے اسے پست قرار دیا ہے جسے وہ شریف اور بلند مرتبہ سمجھتے تھے جب وہ کافر ہو کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں مگر تقوی کے ذریعے اور تیرا یہ کہنا کہ تیری قوم کا سردار مر چکا اور وہ تجھے سردار بنانا چاہتے ہیں تو اگر تو جنت کو ناپسند کرتا ہے تو اپنی قوم کا سردار بن جا جب ظالم بادشاہ کسی مسلمان کا خون بہائے گا تو تو اس کے خون میں شریک ہوگا درحالانکہ تجھے اس کی دنیا میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

محمد بن حنفیہ کے غلام اسلم.

۳۵۹۔ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ یَحْیَی، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَیْد، عَنْ سَلَّامِ بْنِ سَعِیدٍ الْجُمَحِیِّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَسْلَمُ مَوْلَی مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّة، قَالَ کُنْتُ مَعَ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) جَالِساً مُسْنِداً ظَهْرِی إِلَی زَمْزَمَ، فَمَرَّ عَلَیْنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ الْحَسَنِ وَ هُوَ یَطُوفُ بِالْبَیْت، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ یَا أَسْلَمُ أَ تَعْرِفُ هَذَا الشَّابَّ قُلْتُ نَعَمْ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَیَظْهَرُ وَ یُقْتَلُ فِی حَالِ مَضِیعَة، ثُمَّ قَالَ یَا أَسْلَمُ لَا تُحَدِّثْ بِهَذَا الْحَدِیث أَحَداً فَإِنَّهُ عِنْدَکَ أَمَانَةٌ! قَالَ فَحَدَّثْتُ بِه مَعْرُوفَ بْنَ خَرَّبُوذَ وَ أَخَذْتُ عَلَیْه مِثْلَ مَا أُخِذَ عَلَیَّ، قَالَ وَ کُنَّا عِنْدَ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) غُدْوَةً وَ عَشِیَّةً أَرْبَعَةٌ مِنْ أَهْلِ مَکَّةَ فَسَأَلَه مَعْرُوفٌ عَنْ هَذَا الْحَدِیث، فَقَالَ أَخْبِرْنِی عَنْ هَذَا الْحَدِیث الَّذِی حَدَّثَنِیه فَإِنِّی أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْکَ، قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَی أَسْلَمَ، فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنِّی أَخَذْتُ عَلَیْه مِثْلَ الَّذِی أَخَذْتَهُ عَلَیَّ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لَوْ کَانَ النَّاسُ کُلُّهُمْ لَنَا شِیعَةً لَکَانَ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِهِمْ لَنَا شُکَّاکاً وَ الرُّبُعُ الْآخَرُ أَحْمَق.سلام بن سعید جمحی نے محمد بن حنفیہ کے غلام اسلم سے نقل کیا میں امام باقر کے پاس بیٹھا تھا اور میری پشت زمزم کی طرف تھی

ہمارے پاس سے محمد بن عبداللہ بن حسن گزرا وہ خانہ کعبہ کے طواف کے لیے جارہا تھا تو امام نے فرمایا اے اسلم ! کیا تو اس جوان کو جانتا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛جی ہاں مولا یہ محمد بن عبداللہ بن حسن ہے ،فرمایا یہ قیام کرے گا اور حالت خستگی میں مارا جائے گا اور فرمایا اے اسلم یہ حدیث کسی سے بیان نہ کرنا یہ تیرے پاس امانت ہے اسلم کہتا ہے میں نے یہ حدیث معروف بن خربوذ کو بیان کی اور ان سے سے اسی طرح عہد پیان لیا جس طرح امام نے مجھ سے لیا تھا ہم چار اہل مکہ صبح شام امام کی بارگاہ میں ہوتے تھے تو امام سے معروف نے اس حدیث کے متعلق پوچھا کہ آپ مجھے اس حدیث کے بارے میں بیان کریں جو انہوں نے مجھے بتائی ہے میں آپ سے سننا پسند کرتا ہوں توآپ نے اسلم کی طرف توجہ کی، تو اسلم نے کہا میں آپ پر قربان جاوں میں نے اسی طرح اس سے عہد و پیمان لیا جس طرح آپ نے مجھ سے لیا تو آپ نے فرمایا اگر سب لوگ ہمارے شیعہ ہو جاتے تو تین چوتھائی شک کرنے والے ہوتے اور ایک چوتھائی احمق ہوتے۔

۳۶۰۔ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيد، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، قَالَ: سُئِلَ أَسْلَمُ الْمَكِّيُّ، عَنْ قَوْلِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّة لِعَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ لَا تَبْرَحْ مَكَّةَ حَتَّى تَلْقَانِي أَوْ صَارَ أَمْرُكَ أَنْ تَأْكُلَ الْقِضَّةَ فَقَالَ أَسْلَمُ تَعَجُّباً مِمَّا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ يَا! فَنَظَرَ إِلَى الْخَيَّاطِ وَ هُوَ مَعَهُمْ، وَ قَالَ: أَ لَسْتَ شَاهِدَنَا حِينَ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِيَّة قَالَ لَهُ يَا عَامِرُ إِنَّ الَّذِي تَرْجُو إِنَّمَا خُرُوجُهُ بِمَكَّةَ فَلَا تَبْرَحَنَّ مَكَّةَ حَتَّى تَلْقَى الَّذِي تُحِبُّ وَ إِنْ صَارَ أَمْرُكَ إِلَى أَنْ تَأْكُلَ الْقِضَّةَ، وَ لَمْ يَكُنْ عَلَى مَا رُوِيَ أَنَّ مُحَمَّداً قَالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَلْقَانِي. یونس بن یعقوب نے بیان کیا کہ اسلم مکی سے محمد بن حنفیہ کے قول کے متعلق پوچھا

گیا جو انہوں نے عامر بن واثلہ سے کہا تھا تو مکہ میں نہ رہ یہاں تک کہ مجھ سے ملے یا تیرا معاملہ پتھر کھانے تک پہنچ جائے تو اسلم نے تعجب سے کہا یہ محمد سے روایت کی گئی ہے پھر اس نے خیاط کی طرف اشارہ دیکھا جو ان کے ساتھ تھا اور کہا کیا تو ہمارا گواہ نہیں ہے جب ہم نے عامر بن واثلہ سے کہا کہ محمد بن حنفیہؓ نے کہا ہے کہ اے عامر تو مکہ میں ہمارا خروج چاہتا ہے تو تو مکہ میں نہیں رہے گا یہاں تک کہ اپنے پسندیدہ ارادے کو پالے اگرچہ تیرا معاملہ پتھر کھانے تک پہنچ جائے اس طرح نہیں جو محمد سے روایت کی کہ تو مکہ میں مجھ سے ملاقات کرے گا۔

کمیت بن زید[۲۲۳]

۳٦۱ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه وَ إِبْرَاهیمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمید الْعَطَّار، عَنْ أَبی جَمیلَةَ، عَنِ الْحَارث بْنِ الْمُغیرَة، عَنِ الْوَرْدِ بْنِ زَیْد، قَالَ قُلْتُ لأَبی جَعْفَرٍ (ع) جَعَلَنیَ اللَّهُ فدَاکَ قَدمَ الْکُمَیْتُ! فَقَالَ أَدْخلْهُ، فَسَأَلَهُ الْکُمَیْتُ عَنِ الشَّیْخَیْنِ[۲۲۴] فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) مَا أُهَرِیقَ دَمٌ وَ لَا حُکِمَ یحکم بِحُکْمٍ

---

[۲۲۳] رجال الطوسی ۱۳۴ و ۲۷۸. تنقیح المقال ۲ (نمبر ۹۹۳۷ قسم کاف) : ص ۴۱. مجمع الرجال ۵ : ۷۲ - ۷۵. مجالس المؤمنین (فارسی) ۲ : ۴۹۸. الموسوعة الاسلامیه ٦ : ۱۴۳. تأسیس الشیعة ۱۸۹ و ۳۵۱. الوجیزة ۴۴ اور اس میں اس کے باپ کا نام یزید لکھا ہے رجال الأنصاری ۱۴۳. رجال الحلی ۱۳۵. جامع الرواة ۲ : ۳۱. الغدیر ۲ : ۱۸۰. الکنی والألقاب ۱ : ۱۴۹. رجال الکشی ۲۰۵. معالم العلماء ۱۵۱. ریحانة الأدب (فارسی) ۱ : ۱۱۷. الأغانی ۱۵ : ۱۰۸. إعیان الشیعة ۹ : ۳۳. منہج المقال ۲٦۹. الدرجات الرفیعة ۵٦۳. سفینہ البحار ۲ : ۴۹۵. الذریعة ۲۵ : ۱۵٦. روضات الجنات ٦ : ۵۵. رجال ابن داود ۱۵٦. معجم الثقات ۳۳۷. معجم شعراء المرزبانی ۳۴۷. معجم رجال الحدیث ۱۴ : ۱۲۵ - ۱۲۸. نقد الرجال ۲۷۷. رجال البرقی ۱۵. توضیح الاشتباه ۲۵۵. المناقب ۴ : ۱۸۷ و ۱۹۷. البحار ۴۷ : ۳۲۲. مروج الذہب ۲ : ۱۹۵. إعلام الوری ۲٦۵. منتہی المقال ۲۴۸. التحریر الطاووسی ۲۲۸. روضة المتقین ۱۴ : ۴۱۷. وسائل الشیعة ۲۰ : ۳۰۳. اتقان المقال ۲۱۹.
الموشح ۱۹۱. مرآة الجنان ۱ : ۲٦۷. جمہرة إشعار العرب ۱۸۷. مختار الأغانی ٦ : ۲۷۳. سمط اللالئ ۱۱. طبقات ابن سلام ۴۵ و ۴٦. الحیوان دیکھئے اس کی فہرست. خزانة البغدادی ۱ : ٦۹ و ۸٦ و ۸۷. الکامل فی التاریخ ۵ : ۲۱۸ و ۳۲۰. کشف الظنون ۸۰۸. الموسوعة العربیہ المیسرة ۱۴۸۱. الشعر والشعراء ۵٦۲. تاریخ آداب اللغة ۱ : ۲۷۳. ایضاح المکنون ۲ : ۱٦۷. معجم المؤلفین ۸ : ۱۴۷. الأعلام ۵ : ۲۳۳. ہدیة العارفین ۱ : ۸۳۳ اس میں ہے : الکمیت ابن خنیس. النجوم الزاہرة ۱ : ۳۰۰. تاریخ الاسلام ذہبی ۵ : (سنہ ۱۲۱-۱۴۰) ۱۲۵. سیر إعلام النبلاء ۵ : ۳۸۸. مختصر تاریخ دمشق، ج ۲۱ ص ۲۱۰ نمبر ۱۳۱۔

[۲۲۴] رجال الکشی، ص : ۲۰٦

غَيْرِ مُوَافِقٍ لِحُكْمِ اللَّهِ وَ حُكْمِ النَّبِيِّ (ص) وَ حُكْمِ عَلِيٍّ (ع) إِلَّا وَ هُوَ فِي أَعْنَاقِهِمَا، فَقَالَ الْكُمَيْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ حَسْبِي حَسْبِي.

ورد بن زید کا بیان ہے کہ میں نے امام باقر سے عرض کی کہ خدا مجھے آپ پر قربان کرے، کمیت حاضر ہوا ہے آپ نے فرمایا؛ اسے لے آو تو کمیت نے آپ سے شیخین کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا جو بھی ناحق خون بہایا جائیگا اور جو بھی حکم خدا اور رسول اکرم ﷺ کے خلاف حکم کرے گا وہ ان کی گردن پر ہوگا تو کمیت نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر مجھے کافی ہے۔

۳۶۲ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ صَالِحُ بْنُ أَبِي حَمَّادٍ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَزَّازُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، قَالَ أَنْشَدَ الْكُمَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ شِعْرَهُ: أَخْلَصَ اللَّهُ لِي هَوَايَ فَمَا أُغْرِقُ نَزْعاً وَ مَا تَطِيشُ سِهَامِي

فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَا تَقُلْ هَكَذَا وَ لَكِنْ قُلْ؛ قَدْ أُغْرِقُ نَزْعاً وَ مَا تَطِيشُ سِهَامِي-

یونس بن یعقوب کی روایت ہے کہ کمیت بن زید نے امام صادقؑ کے پاس اپنا شعر پڑھا؛ خدا مجھے میری محبت میں خالص قرار دے میں کمان کو سختی سے نہیں کھینچتا اور میرا تیر خطا نہیں جاتا، تو امام نے فرمایا یوں نہ کہو بلکہ کہو؛ میں کمان کو سختی سے کھینچتا ہوں۔

۳۶۳- نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُمْهُورٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ بَشَّارٍ الْوَشَّاءُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ دَخَلَ الْكُمَيْتُ فَأَنْشَدَهُ، وَ ذَكَرَ نَحْوَهُ ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُورِ وَ يَكْرَهُ سَفْسَافَهَا، فَقَالَ الْكُمَيْتُ: يَا سَيِّدِي

أَسْأَلُکَ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَ کَانَ مُتَّکِئاً فَاسْتَوَی جَالِساً وَ کَسَرَ فِی صَدْرِهِ[۲۲۵] وِسَادَةً ثُمَّ قَالَ سَلْ! فَقَالَ أَسْأَلُکَ عَنِ الرَّجُلَیْنِ فَقَالَ یَا کُمَیْتُ بْنُ زَیْدٍ مَا أُهَرِیقَ فِی الْإِسْلَامِ مِحْجَمَةٌ مِنْ دَمٍ وَ لَا اکْتُسِبَ مَالٌ مِنْ غَیْرِ حِلِّهِ وَ لَا نُکِحَ فَرْجٌ حَرَامٍ إِلَّا وَ ذَلِکَ فِی أَعْنَاقِهِمَا إِلَی یَوْمِ یَقُومُ قَائِمُنَا، وَ نَحْنُ مَعَاشِرَ بَنِی هَاشِمٍ نَأْمُرُ کِبَارَنَا وَ صِغَارَنَا بِسَبِّهِمَا وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُمَا. داوود بن نعمان نے کہا کہ کمیت نے حاضر ہو کر امام صادقؑ کی خدمت میں سابقہ شعر پڑھے اور آپ نے اپنے سابقہ بیان کے بعد فرمایا؛ خدا بلند امور کو پسند کرتا ہے اور پست کاموں کو ناپسند کرتا ہے پھر کمیت نے عرض کی مولا میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور تکیہ سامنے رکھ دیا پھر فرمایا پوچھ، کمیت نے کہا میں آپ سے شیخین کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں، فرمایا اے کمیت ہمارے قائم کے قیام تک اسلام میں جو ناحق خون بہے اور جو بھی ناجائز مال کمایا گیا اور جو بھی حرام کاریاں ہونگی وہ انہی کی گردن میں ہیں، اور ہم بنی ہاشم اپنے چھوٹے بڑے کو ان پر سبّ و شتم اور ان سے براءت کا حکم دیتے ہیں۔

---

[۲۲۵]۔ رجال الکشی، ص: ۲۰۷، یہ حدیث اور اس کے معنی میں حدیث نمبر ۳۶۱ نہایت درجہ ضعیف سند پر مشتمل ہیں اس حدیث کے پہلے چار راوی اور روایت نمبر ۳۶۱ کا ابو جمیلہ راوی ہی دیکھ لیں کہ یہ کس قدر ضعیف ہیں، جہاں تک سب شتم کا تعلق ہے تو اس کا ائمہ معصومینؑ کے سیرت متواترہ سے ثابت ہے کہ ان کی زبان عصمت میں سب و شتم کا جواب عفو اور در گزر ہوتا تھا اور جب صفین میں قرآن کو سامنے دیکھ امام علیؑ کی فوج نے امام کو مجبور کیا کہ جیتی ہوئی جنگ چھوڑ دیں، اور بعد میں فیصلے کے وقت قرآن کا نام تک نہ لیا گیا اور ان کی آنکھیں کھلیں تو اہل شام کو لعنت کرنے لگے تو امام نے ان کو روکا تاکہ اس سے شامی فوج کی عوامی لوگ امام کی سیرت کا غلط نقش ذہنوں میں نہ بنالیں اور اسی طرح باقی معصومینؑ کی سیرت سے بھی یہ بات بعید ہے کہ ایسے بیانات جن سے کینے اور نفرت پھیلتی ہو دیا کریں بلکہ معصومینؑ کی یہ روش رہی ہے کہ مثل قرآن ہونے کے ناطے سے حقائق پر بحث کریں اور ایسی حاشیہ پردازی سے یقیناً آپ حضرات پرہیز کرتے تھے جن سے نفرت پھیلے اور اتحاد اسلامی میں دراڑیں پڑیں۔

۳۶۴ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو یَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَیْلِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْهَمْدَانِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی دُرُسْتُ بْنُ أَبِی مَنْصُورٍ، قَالَ کُنْتُ عِنْدَ أَبِی الْحَسَنِ مُوسَی (ع) وَ عِنْدَهُ الْکُمَیْتُ بْنُ زَیْدٍ، فَقَالَ لِلْکُمَیْتِ: أَنْتَ الَّذِی تَقُولُ:

فَالْآنَ صِرْتُ إِلَی أُمَیَّةَ ٭ ٭ ٭ وَ الْأُمُورُ إِلَی مَصَائِرَ

قَالَ قَدْ قُلْتُ ذَاکَ فَوَ اللَّهِ مَا رَجَعْتُ عَنْ إِیمَانِی وَ إِنِّی لَکُمْ لَمُوَالٍ وَ لِعَدُوِّکُمْ لَقَالٍ وَ لَکِنِّی قُلْتُهُ عَلَی التَّقِیَّةِ، قَالَ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَلِکَ أَنَّ التَّقِیَّةَ تَجُوزُ فِی شُرْبِ الْخَمْرِ. درست بن ابی منصور کا بیان ہے کہ میں امام موسی کاظمؑ کے پاس تھا اور کمیت بن زید بھی وہیں تھے آپ نے فرمایا؛ تو نے کہا ہے کہ اب میں بنی امیہ کی طرف جاتا ہوں اور امور اپنے انجام اور نتائج سے پہچانے جاتے ہیں؟ اس نے عرض کی مولا میں نے کہا ہے، خدا کی قسم! میں اپنے ایمان سے نہیں پھرا میں آپ سے ہی محبت کرتا ہوں اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں لیکن میں نے یہ تقیہ کی وجہ سے کہا ہے، آپ نے فرمایا تو نے یہ کہا ہے، تقیہ شراب پینے میں جائز ہوتا ہے۔

۳۶۵ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ الْقَصَبَانِیِّ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَکِیمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ بَشِیرٍ الْأَسَدِیِّ، عَنْ کُمَیْتِ بْنِ زَیْدٍ الْأَسَدِیِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، فَقَالَ: وَ اللَّهِ یَا کُمَیْتُ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا مَالًا أَعْطَیْنَاکَ مِنْهُ، وَ لَکِنْ لَکَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) لِحَسَّانَ: لَا یَزَالُ مَعَکَ رُوحُ الْقُدُسِ مَا ذَبَبْتَ

عَنَّا؛ کمیت کا بیان ہے کہ میں امام باقرؑ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اے کمیت، اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم ضرور تمہیں بھی دیتے لیکن تیرے لیے وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ نے حسان بن ثابت کے لیے فرمایا تھا؛اس وقت تک روح القدس تیری معیت اور تائید کرتا رہے گا جب تک تو ہمارا دفاع کرے گا۔

۳۶۶ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ[۲۲۶] حَنَانٍ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِیهِ، قَالَ دَخَلَ الْکُمَیْتُ بْنُ زَیْدٍ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) وَ أَنَا عِنْدَهُ، فَأَنْشَدَهُ: ـ مَنْ لِقَلْبٍ مُتَیَّمٍ مُسْتَهَامٍ---

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ لِلْکُمَیْتِ: لَا تَزَالُ مُؤَیَّداً بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا دُمْتَ تَقُولُ فِینَا.

زرارہ کا بیان ہے کہ کمیت امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوا میں بھی وہیں تھا تو کمیت نے شعر پڑھا ؛اس سرگشتہ اور حسرت زدہ دل میں کچھ نہیں، جب وہ پورا کلام پڑھ چکا تو کمیت سے فرمایا تو جب تک ہمارے فضائل کہتا رہے گا روح القدس تیری معیت اور تائید کرتا رہے گا

۳۶۷ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمَسِیحِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَرْوَانَ الْجَوَّانِیُّ، قَالَ کَانَ عِنْدَنَا رَجُلٌ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِینَ وَ کَانَ رَاوِیَةَ شِعْرِ الْکُمَیْتِ یَعْنِی الْهَاشِمِیَّاتِ وَ کَانَ سَمِعَ ذَلِکَ مِنْهُ وَ کَانَ عَالِماً بِهَا، فَتَرَکَهُ خَمْساً وَ عِشْرِینَ سَنَةً لَا یَسْتَحِلُّ رِوَایَتَهُ وَ إِنْشَادَهُ ثُمَّ عَادَ فِیهِ، فَقِیلَ لَهُ أَ لَمْ تَکُنْ زَهِدْتَ فِیهَا وَ تَرَکْتَهَا فَقَالَ نَعَمْ وَ لَکِنِّی رَأَیْتُ رُؤْیَا دَعَتْنِی إِلَی الْعَوْدِ فِیهِ، فَقِیلَ لَهُ وَ مَا رَأَیْتَ قَالَ رَأَیْتُ کَأَنَّ الْقِیَامَةَ

---

[۲۲۶] رجال الکشی، ص: ۲۰۸

قَدْ قَامَتْ وَ كَأَنَّمَا أَنَا فِي الْمَحْشَرِ فَدُفِعَتْ إِلَيَّ مَجَلَّةٌ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: فَقُلْتُ لِأَبِي الْمَسِيحِ وَ مَا الْمَجَلَّةُ قَالَ الصَّحِيفَةُ، قَالَ فَنَشَرْتُهَا فَإِذَا فِيهَا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ أَسْمَاءُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ مُحِبِّي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ فَنَظَرْتُ فِي السَّطْرِ الْأَوَّلِ فَإِذَا أَسْمَاءُ قَوْمٍ لَمْ أَعْرِفْهُمْ وَ نَظَرْتُ فِي الثَّانِي فَإِذَا هُوَ كَذَلِكَ وَ نَظَرْتُ فِي السَّطْرِ الثَّالِثِ أَوِ الرَّابِعِ فَإِذَا فِيهِ وَ الْكُمَيْتُ بْنُ زَيْدٍ الْأَسَدِيُّ[۲۲۷]،قَالَ: فَذَلِكَ دَعَانِي إِلَى الْعَوْدِ فِيهِ.

عبداللہ جوانی کا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک صالح اور نیکوکار شخص تھا جس نے کمیت کے شعر ہاشمیات خود کمیت سے سنے تھے اور ان کی روایت کیا کرتا تھا اور ان کے معانی خوب جانتا تھا پھر اس نے ۲۵ سال تک ان اشعار کو پڑھنا اور ان کی روایت کرنے کو ناجائز جانا اور اس کے بعد پھر اس نے کمیت کے شعر پڑھنا اور ان کی روایت کرنا شروع کر دیئے ان سے کہا گیا ،آپ تو ان اشعار سے پرہیز کرتے تھے اور ان کو چھوڑ چکے تھے اب کیا ہوا؟ اس نے کہا اس طرح تھا مگر میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے دوبارہ انہیں پڑھنے اور روایت کرنے لگا ہوں ان سے پوچھا گیا وہ کیا خواب ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور میں محشور ہوا ہوں مجھے میرا مجلّہ دیا گیا ،راوی نے پوچھا وہ مجلّہ کیا تھا؟ کہا میرا اعمال نامہ ،جب میں نے اس کو کھولا تو اس میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ کے بعد محبان امام علی کے نام لکھے ہوئے تھے میں نے پہلی سطر دیکھی تو اس میں ایسے نام تھے جنکو میں نہیں جانتا تھا اور طرح دوسری سطر میں بھی مگر جب میں نے تیسری یا چوتھی سطر دیکھی تو اس میں کمیت کا نام تھا،اب اس وجہ سے میں دوبارہ ان کے قیمتی اشعار کی روایت کرنے لگا ہوں۔

---

[۲۲۷] ۔ رجال الکشی، ص: ۲۰۹

حکم بن عتیبہ

۳۶۸[۲۲۸]-حَدَّثَنِی أَبُو الْحَسَنِ وَ أَبُو إِسْحَاقَ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنِ مُوسَی الْخَشَّابِ الْکُوفِیُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حُکَیْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِیدِ، عَنْ عِیسَی بْنِ أَبِی مَنْصُورٍ وَ أَبِی أُسَامَةَ وَ یَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ، قَالُوا کُنَّا جُلُوساً عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) فَدَخَلَ زُرَارَةُ بْنُ أَعْیَنَ، فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحَکَمَ بْنَ عُتَیْبَةَ رَوَی عَنْ أَبِیکَ أَنَّهُ قَالَ لَهُ صَلِّ الْمَغْرِبَ دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ! فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) بِأَیْمَانٍ ثَلَاثَةٍ مَا قَالَ أَبِی هَذَا قَطُّ، کَذَبَ الْحَکَمُ بْنُ عُتَیْبَةَ عَلَی أَبِی (ع).

ابراہیم بن عبدالحمید نے عیسی بن ابی منصور، ابواسامہ اور یعقوب احمر سے نقل کیا کہ ہم امام صادقؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ زرارہ بن اعین حاضر ہوئے اور عرض کی حکم بن عتیبہ نے آپ کے والد گرامیؑ سے روایت کی کہ امام نے فرمایا کہ نماز مغرب مزدلفہ سے پہلے پڑھو، تو امام صادق نے تین قسمیں کھائیں اور فرمایا میرے والد گرامی نے اسے ہر گز یہ نہیں کہا بلکہ حکم بن عتیبہ نے میرے والد گرامی پر جھوٹ باندھا ہے۔

۳۶۹-حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ،قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فِیرُوزَانَ الْقُمِّیُّ،قَالَ أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی،عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ،عَنِ

---

[۲۲۸]۔ یہ روایت سند کے اختلاف کے ساتھ ۲۶۲ میں بھی گزر چکی ہے۔

الْحَجَّال،عَنْ أَبِی مَرْیَمَ الْأَنْصَارِیِّ،قَالَ، قَالَ لِی أَبُو جَعْفَرٍ ؑ قُلْ لِسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ شَرْقاً أَوْ غَرْباً لَنْ تَجِدَا عِلْماً صَحِيحاً إِلَّا شَيْئاً خَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ. ابو مریم انصاری کا بیان ہے کہ امام باقرؑ نے مجھے فرمایا سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ س کہہ دے؛مشرق جاو یا مغرب تم دونوں صحیح علم کو نہیں پا سکتے مگر جو چیز ہم اہل بیتؑ کے ہاں سے آئی ہو۔

۳۷۰- حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُكَيْمٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِی بَصِيرٍ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ شَهَادَةِ وَلَدِ الزِّنَا أَ تَجُوزُ قَالَ: لَا، فَقُلْتُ: إِنَّ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ يَزْعُمُ أَنَّهَا تَجُوزُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَغْفِرْ ذَنْبَهُ، قَالَ اللَّهُ[۲۲۹]لِلْحَكَمِ: إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَ لِقَوْمِكَ، فَلْيَذْهَبِ الْحَكَمُ يَمِيناً وَ شِمَالًا فَوَ اللَّهِ لَا يُوجَدُ الْعِلْمُ إِلَّا فِی أَهْلِ بَيْتٍ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے ولد زنا کی گواہی کے متعلق سوال کیا کیا وہ جائز ہے ؟فرمایا؛ نہیں ، میں نے عرض کی حکم بن عتیبہ گمان کرتا ہے جائز ہے فرمایا؛ میرے خدا اس کا گناہ نہ بخش، اللہ نے حکم کو امر کیا تھا یہ تیرے اور تیری قوم کے لیے تذکرہ ہے، تو حکم دائیں بائیں جائے خدا کی قسم علم تو اہل بیت کے دروازے سے ملتا ہے اور جن پر جبریل نازل ہوئے۔

[۲۲۹]۔ رجال الکشی، ص: ۲۱۰

وَ حُكِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الْحَكَمُ مِنْ فُقَهَاءِ الْعَامَّةِ وَ كَانَ أُسْتَاذَ زُرَارَةَ وَ حُمْرَانَ وَ الطَّيَّارِ قَبْلَ أَنْ يرَوْا هَذَا الْأَمْرَ، وَ قِيلَ إِنَّهُ كَانَ مُرْجِئاً.

اور علی بن حسن بن فضال سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا حکم عامہ کے فقہاء میں سے تھا اور زرارہ، حمران اور طیار کے امامی ہونے سے پہلے ان کا استاد تھا اور ایک قول ہے کہ وہ مرجئ گروہ سے تھا۔

ابوالفضل سدیر بن حکیم اور عبدالسلام بن عبدالرحمٰن

۳۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فِیرُوزَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُذَافِرٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ ذُكِرَ عِنْدَهُ سَدِیرٌ فَقَالَ سَدِیرٌ عَصِیدَةٌ بِكُلِّ لَوْنٍ؛ محمد بن عذافر نے امام صادقؑ سے نقل فرمایا؛ جب آپ کے پاس سدیر کا ذکر ہوا تو فرمایا سدیر ہر رنگ رکھنے والا حلوا ہے۔

۳۷۲ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِیِّ، قَالَ وَ زَعَمَ لِی زَیْدٌ الشَّحَّامُ، قَالَ إِنِّی لَأَطُوفُ حَوْلَ الْكَعْبَةِ وَ كَفِّی فِی كَفِّ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ، وَ دُمُوعُهُ تَجْرِی عَلَى خَدَّیْهِ، فَقَالَ: یَا شَحَّامُ مَا رَأَیْتُ مَا صَنَعَ رَبِّی إِلَیَّ ثُمَّ بَكَى وَ دَعَا، ثُمَّ قَالَ لِی یَا شَحَّامُ إِنِّی طَلَبْتُ إِلَى إِلَهِی فِی سَدِیرٍ وَ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ كَانَا فِی السِّجْنِ فَوَهَبَهُمَا لِی وَ خَلَّى سَبِیلَهُمَا. بکر بن محمد ازدی کا گمان ہے کہ انہیں زید شحام نے بیان کیا کہ میں کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا اور میرا ہاتھ امام صادقؑ کے ہاتھ میں تھا فرمایا جبکہ آپکے رخساروں سے آنسو جاری تھے اے شحام مجھے معلوم نہیں میرا رب میرے ساتھ کیا کریگا پھر روئے اور دعا فرمائی پھر مجھ سے فرمایا اے شحام میں

نے اپنے خدا سے سدیر اور عبد السلام بن عبد الرحمٰن مانگ لیے ہیں جو کہ قید خانے میں تھے تو خدا نے وہ دونوں مجھے بخش دیئے ہیں اور ان کو آزاد کر دیا ہے۔

معروف بن خربوذ[۲۳۰]

۳۷۳ . ذَكَرَ أَبُو الْقَاسِمِ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، وَ هُوَ سَاجِدٌ فَأَطَالَ السُّجُودَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ وَ ذَكَرَ لَهُ طُولَ سُجُودِهِ، قَالَ كَيْفَ وَ لَوْ رَأَيْتَ جَمِيلَ بْنَ دَرَّاجٍ! ثُمَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ فَوَجَدَهُ سَاجِداً فَأَطَالَ السُّجُودَ جِدّاً فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ أَطَلْتَ السُّجُودَا! فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ مَعْرُوفَ بْنَ خَرَّبُوذَ.

نصر بن صباح نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ میں ابن ابی عمیر کے پاس تھا جبکہ وہ طویل سجدے کر رہے تھے جب انہوں نے سر سجدے سے اٹھایا تو میں نے ان سے ان کے طویل سجدے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا تیری حالت کیا ہوتی اگر تو جمیل بن درّاج کو دیکھتا اور پھر بتایا کہ وہ جمیل بن دراج کے پاس گئے اور انہیں سجدے میں پایا انہوں نے بہت

---

[۲۳۰] . رجال الطوسی ۱۰۱ و ۱۳۵ و ۳۲۰. تنقیح المقال ۳: قسم المیم : ۲۲۷. نقد الرجال ۳۴۸. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۲۲۸. رجال الحلی ۱۷۰. رجال ابن داود ۱۹۰. توضیح الاشتباہ ۲۸۴. معجم الثقات ۱۲۳. رجال البرقی ۱۵. جامع الرواۃ ۲: ۲۴۶. مجمع الرجال ۶: ۱۰۳ و ۱۰۵. رجال الکشی ۲۱۱. منتہی المقال ۳۰۴. التحریر الطاووسی ۲۷۶. منہج المقال ۳۳۷. اِضبط المقال ۵۴۶. اتقان المقال ۱۳۸ و ۳۶۳ اور اس میں ضعفاء میں لکھا ہے. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۵۱. الوجیزۃ ۵۱. شرح مشیخۃ الفقیہ ۱۷. رجال الانصاری ۱۸۷. بہجۃ الامال ۷: ۴۵. لسان المیزان ۷: ۳۹۳. میزان الاعتدال ۴: ۱۴۴. تقریب التہذیب ۲: ۲۶۴. التاریخ الکبیر ۷: ۴۱۴. خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۲۷. تہذیب التہذیب ۱۰: ۲۳۰ اور اس میں مولی عثمان کہا. ہدی الساری ۴۴۴. تاریخ الثقات ۴۳۴. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳: ۱۲۹. موضح اِوہام الجمع والتفریق ۲: ۴۸۱. الضعفاء الکبیر ۴: ۲۲۰. المغنی فی الضعفاء ۲: ۶۶۸. الجرح والتعدیل ۴: ۱: ۳۲۱.

ہی طویل سجدہ کیا جب سر سجدے سے اٹھایا تو میں نے ان سے ان کے طویل سجدے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا؛ کاش تو معروف بن خربوذ کو دیکھتا۔

۳۷۴ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ وَجَدْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ قُتَيْبَةَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْخَفَّافِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ، قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَنَا وَجْهُ اللَّهِ أَنَا جَنْبُ اللَّهِ وَ أَنَا الْأَوَّلُ وَ أَنَا الْآخِرُ وَ أَنَا الظَّاهِرُ وَ أَنَا الْبَاطِنُ وَ أَنَا وَارِثُ الْأَرْضِ وَ أَنَا سَبِيلُ اللَّهِ وَ بِهِ عَزَمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَعْرُوفُ بْنُ خَرَّبُوذَ: وَ لَهَا تَفْسِيرٌ غَيْرُ مَا يَذْهَبُ فِيهَا أَهْلُ الْغُلُوِّ.

ابی علاء خفاف نے امام باقرؑ سے سے نقل کیا فرمایا، امام امیر المومنین کا ارشاد ہے؛ میں وجہ اللہ ،جنب اللہ ہوں اور میں پہلا اور آخری اور ظاہر و باطن ہوں اور زمین کا وارث اور راہ خدا ہوں جس کے ذریعے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے تو معروف بن خربوذ نے کہا؛اس کی تفسیر صحیح اس کے علاوہ ہے جو غالی لوگ کہتے ہیں۔

۳۷۵ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ، قَالَ كُنْتُ قَاعِداً عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَا وَ مَعْرُوفُ بْنُ خَرَّبُوذَ، فَكَانَ يُنْشِدُ فِي الشِّعْرِ وَ أُنْشِدُهُ وَ يَسْأَلُنِي وَ أَسْأَلُهُ وَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَسْمَعُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ: لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحاً خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْراً، فَقَالَ مَعْرُوفٌ إِنَّمَا [۲۳۱] يَعْنِي بِذَلِكَ الَّذِي يَقُولُ الشِّعْرَ، فَقَالَ وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ

---

[۲۳۱] رجال الکشی، ص: ۲۱۲

رَسُولُ اللَّهِ (ص). محمد بن مروان کا بیان ہے کہ میں اور معروف بن خربوذ امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے وہ مجھے شعر سناتا تھا اور میں اس کو اور وہ مجھ سے سوال کرتا تھا اور میں اس سے جبکہ امام صادقؑ سن رہے تھے اور امام صادقؑ نے فرمایا ، رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے ؛ کسی کے پیٹ کو گندگی سے بھرنا اسے اشعار سے بھرنے سے بہتر ہے تو معروف نے کہا ؛ اس سے مراد وہ شخص ہے جو شعر کہتا ہے تو امام صادقؑ نے فرمایا وائے ہو یہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

۳۷۶ طَاهِرٌ قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرٌ، قَالَ حَدَّثَنِی الشُّجَاعِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ سَلَّامِ بْنِ بَشِیرٍ الرُّمَّانِیِّ وَ عَلِیِّ بْنِ إِبْرَاهِیمَ التَّیْمِیِّ، عَنْ مُحَمَّدٍ الْأَصْبَهَانِیِّ، قَالَ کُنْتُ قَاعِداً مَعَ مَعْرُوفِ بْنِ خَرَّبُوذَ بِمَکَّةَ وَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ، فَمَرَّ بِنَا قَوْمٌ عَلَی حَمِیرٍ مُعْتَمِرُونَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِینَةِ، فَقَالَ لَنَا مَعْرُوفٌ سَلُوهُمْ هَلْ کَانَ بِهَا خَبَرٌ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ، فَأَخْبَرْنَاهُ بِمَا قَالُوا قَالَ، فَلَمَّا جَاوَزُوا مَرَّ بِنَا قَوْمٌ آخَرُونَ، فَقَالَ لَنَا مَعْرُوفٌ فَسَلُوهُمْ هَلْ کَانَ بِهَا خَبَرٌ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوا کَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ أَصَابَتْهُ غَشْیَةٌ وَ قَدْ أَفَاقَ، فَأَخْبَرْنَاهُ بِمَا قَالُوا، فَقَالَ مَا أَدْرِی مَا یَقُولُ هَؤُلَاءِ وَ أُولَئِکَ! أَخْبَرَنِی ابْنُ الْمَکْرُمَةِ یَعْنِی أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّ قَبْرَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ وَ أَهْلِ بَیْتِهِ عَلَی شَاطِئِ الْفُرَاتِ قَالَ فَحَمَلَهُمْ أَبُو الدَّوَانِیقِ فَقُبِرُوا عَلَی شَاطِئِ الْفُرَاتِ.

محمد اصفہانی کا بیان ہے کہ ہم ایک گروہ مکہ میں معروف بن خربوذ کے پاس بیٹھے تھے تو ہمارے پاس سے اہل مدینہ کی ایک جماعت عمرہ کے لیے خچروں پر سوار گزری تو معروف نے ہم سے

کہاان سے پوچھو کوئی مدینہ کی خبر ہے تو ہم نے ان سے سوال کیا توانہوں نے کہا عبداللہ بن حسن فوت ہوگئے ہیں تو ہم نے ان کو اس بات کی خبر دی، جب وہ گزر گئے تو ایک دوسرا گروہ ہمارے پاس سے گزرا تو معروف نے کہاان سے پوچھو کوئی مدینہ کی خبر ہے تو ہم نے ان سے سوال کیا توانہوں نے کہا عبداللہ بن حسن کو غشی طاری ہوگئی تھی اور اب وہ افاقہ پاچکے تھے تو ہم نے ان کی بات کی خبر معروف کو دی توانہوں نے کہا میں مجھے معلوم نہیں یہ کیا کہتے ہیں؟ مجھے امام صادقؑ جیسے کریم انسان نے خبر دی تھی کہ عبداللہ بن حسن بن حسن اور اس کے گھر والوں کی قبریں فرات کے کنارے بنیں گیں تو ان کو ابو دوانیقی نے فرات کے کنارے قید کردیااور ان کی قبریں وہیں بنیں۔

فضیل بن یسار[۲۳۲]

۳۷۷ حَدَّثَنَا حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ[۲۳۳]إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّه، قَالَ: كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) إِذَا رَأَى الْفُضَيْلَ بْنَ يَسَارٍ قَالَ: بَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرَى رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّة فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا. **ابراہیم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ امام صادقؑ جب فضیل بن یسار کو دیکھتے تھے تو فرماتے؛ خدا کے مطیع اور عاجز بندوں کو بشارت ہو اور جو شخص اہل جنت کو دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھے۔**

۳۷۸ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْمُعَلِّمُ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) إِنَّ الْأَرْضَ لَتَسْكُنُ إِلَى الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ؛ **فضیل بن**

---

[۲۳۲] رجال الطوسی ۱۳۲ و ۷ا ۲. تنقیح المقال ۲: قسم الفاء: ۱۵. رجال النجاشی ۲۱۹. رجال ابن داود ۱۵۲. مجمع الثقات ۹۶. معجم رجال الحدیث ۱۳: ۳۳۵-۳۴۱. رجال الحلی ۱۳۲. رجال البرقی ۱۱ و ۱۷. نقد الرجال ۲۶۹. توضیح الاشتباہ ۲۴۸. ہدایۃ المحدثین ۱۳۱. جامع الرواۃ ۲: ۱۱. رجال الکشی ۲۱۲. مجمع الرجال ۵: ۳۶ و ۳۷ و ۳۸. سفینۃ البحار ۲: ۳۶۹. منتہی المقال ۲۴۳. منہج المقال ۲۶۲. جامع المقال ۸۵. ایضاح الاشتباہ ۶۸. التحریر الطاووسی ۲۲۱. نضد الایضاح ۲۵۶. اضبط المقال ۵۳۴. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۹۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ۳۲. الوجیزۃ ۴۴. اتقان المقال ۱۱۰. رجال الانصاری ۱۴۰. لسان المیزان ۴: ۴۵۴. التاریخ الکبیر ۷: ۱۲۲. الجرح والتعدیل ۳: ۲: ۷۶. الثقات ۷: ۳۱۵.

[۲۳۳] رجال الکشی، ص: ۲۱۳

عثمان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا بے شک زمین فضیل بن یسار کے وجود سے فخر و سکون محسوس کرتی ہے۔

۳۷۹ الْحُسَیْنُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِیِّ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ فُضَیْلِ بْنِ یَسَارٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا یَمْنَعُنِی مِنْ لِقَائِکَ إِلَّا أَنِّی مَا أَدْرِی مَا یُوَافِقُکَ مِنْ ذَلِکَ قَالَ، فَقَالَ ذَلِکَ خَیْرٌ لَکَ. فضیل بن یسار سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ مجھے آپ کی ملاقات سے کوئی چیز مانع نہیں مگر مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے سامنا کیسے کروں؟ فرمایا یہی تیرے لیے بہتر ہے۔

۳۸۰ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْوَشَّاءُ، عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ کَانَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) إِذَا دَخَلَ عَلَیْهِ الْفُضَیْلُ بْنُ یَسَارٍ یَقُولُ: بَخْ بَخْ بَشِّرِ الْمُخْبِتِینَ، مَرْحَباً بِمَنْ تَأْنَسُ بِهِ الْأَرْضُ. خلف بن حماد نے ایک شخص کے واسطے سے امام باقرؑ سے روایت کی؛ جب فضیل بن یسار امام کے پاس حاضر ہوتے تو فرماتے مبارک ہو اور خدا کے مطیع اور عاجز بندوں کو بشارت ہو اور مرحبا جس کے وجود سے فخر و سکون محسوس کرتی ہے

حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ کَتَبَ إِلَیَّ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، قَالَ کَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِذَا نَظَرَ إِلَی الْفُضَیْلِ بْنِ یَسَارٍ مُقْبِلًا قَالَ: بَشِّرِ الْمُخْبِتِینَ وَ کَانَ یَقُولُ: إِنَّ فُضَیْلًا مِنْ أَصْحَابِ أَبِی وَ إِنِّی لَأُحِبُّ الرَّجُلَ أَنْ یُحِبَّ أَصْحَابَ أَبِیهِ؛ ابن ابی عمیر نے کئی اصحاب کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی، جب امام جب فضیل بن یسار کو آتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے؛ خدا کے مطیع اور عاجز بندوں

کو بشارت ہو، اور مزید فرماتے؛ فضیل میرے باپ کے اصحاب میں سے ہے اور مجھے پسند ہے کہ ایک انسان کو اپنے باپ کے ساتھیوں سے محبت کرنی چاہیے۔

٣٨١ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْهَمْدَانِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ إِسْمَاعِیلَ الْمِیثَمِیِّ، قَالَ حَدَّثَنِی رِبْعِیُّ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ حَدَّثَنِی غَاسِلُ الْفُضَیْلِ بْنِ یَسَارٍ، قَالَ: إِنِّی لَأَغْسِلُ الْفُضَیْلَ بْنَ یَسَارٍ وَ إِنَّ یَدَهُ[٢٣٤]لَتَسْبِقُنِی إِلَی عَوْرَتِه، فَخَبَّرْتُ بِذَلِکَ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ لِی رَحِمَ اللَّهُ الْفُضَیْلَ بْنَ یَسَارٍ وَ هُوَ مِنَّا أَهْلَ الْبَیْت. فضیل بن یسار کو غسل دینے والے نے کہا میں فضیل بن یسار کو غسل دے رہا تھا اور ان کا ہاتھ مجھ سے پہلے ان کی شرمگاہ کی طرف بڑھ جاتا تھا میں نے اس بات کی خبر امام صادقؑ کو دی تو فرمایا خدا فضیل بن یسار پر رحم فرمائے وہ ہم اہل بیت میں سے تھا۔

٣٨٢ حَمْدَوَیْه وَ إِبْرَاهِیم، قَالا حَدَّثَنَا الْعُبَیْدِیُّ، عَنِ ابْنِ عُمَیْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ الْبَصْرِیِّ، عَنْ أَبِی غَیْلَانَ، قَالَ أَتَیتُ الْفُضَیْلَ بْنَ یَسَارٍ، فَأَخْبَرْتُه أَنَّ مُحَمَّداً وَ إِبْرَاهِیمَ ابْنَیْ عَبْدِ اللَّه بْنِ الْحَسَنِ قَدْ خَرَجَا، فَقَالَ لِی لَیْسَ أَمْرُهُمَا بِشَیْءٍ قَالَ فَصَنَعْتُ ذَلِکَ مِرَاراً کُلَّ ذَلِکَ یَرُدُّ عَلَیَّ مِثْلَ هَذَا الرَّدِّ، قَالَ، قُلْتُ رَحِمَکَ اللَّهُ قَدْ أَتَیْتُکَ غَیْرَ مَرَّةٍ أُخْبِرُکَ فَتَقُولُ لَیْسَ أَمْرُهُمَا بِشَیْءٍ أَ فَبِرَأْیِکَ تَقُولُ هَذَا قَالَ، فَقَالَ لَا وَ اللَّهِ وَ لَکِنْ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ إِنْ خَرَجَا قُتِلَا.

---

[٢٣٤] ۔ رجال الکشی، ص: ۲۱۴

ابو غیلان کہتا ہے کہ میں فضیل بن یسار کے پاس آیا اور انہیں خبر دی کہ محمد اور ابراہیم بنی عبداللہ بن حسن نے حکومت کے خلاف خروج کر دیا ہے تو فرمایا؛ ان کے امر کی کوئی حیثیت نہیں تو میں نے کئی بار یہی سوال کیا تو انہوں نے مجھے یہی جواب دیا تو میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے میں نے آپ کو کئی بار خبر دی آپ نے ردّ کر دیا ہے کیا یہ تمہاری اپنی رائے ہے ؟ فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں لیکن میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا اگر وہ خروج کریں تو قتل ہو جائیں گے۔

محمد بن مروان بصری

۳۸۳ حَكَى الْعَبَّاسِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ يَسْكُنُ الْبَصْرَةَ وَ كَانَ أَصْلُهُ الْكُوفَةَ، وَ لَيْسَ هُوَ الَّذِی رَوَی تَفْسِيرَ الْكَلْبِيِّ، ذَلِکَ يُسَمَّى مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ السُّدِّيُّ. وَ قَالَ حَمْدَوَيْه: حَدَّثَنِی بَعْضُ مَنْ رَأَيْتُهُ قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ مِنْ وُلْد أَبِی الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ.ابن مسعود عیاشی نے حسن بن فضال سے نقل کیا کہ محمد بن مروان بصرہ میں سکونت پذیر تھا حالانکہ اصل میں کوفی تھا اور وہ کلبی کی تفسیر کو نقل کرنے والا نہیں بلکہ اس کی تفسیر کو نقل کرنے والے کا نام محمد بن مروان سدی ہے اور حمدویہ فرماتے ہیں ؛ بعض ان افراد نے بیان کیا جن سے میری ملاقات ہوئی کہ محمد بن مروان ابو الاسود دوئلی کی اولاد میں سے تھا۔

سعد اسکاف[۲۳۵]

۳۸۴ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ [۲۳۶]حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُؤَذِّنِ، عَنْ سَعْدٍ الْإِسْكَافِ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) إِنِّي أَجْلِسُ فَأَقُصُّ وَ أَذْكُرُ حَقَّكُمْ وَ فَضْلَكُمْ! قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَلَى كُلِّ ثَلَاثِينَ ذِرَاعاً قَاصّاً مِثْلَكَ. قَالَ حَمْدَوَيْهِ: سَعْدٌ الْإِسْكَافُ وَ سَعْدٌ الْخَفَّافُ وَ سَعْدُ بْنُ طَرِيفٍ وَاحِدٌ. قَالَ نَصْرٌ: وَ قَدْ أَدْرَكَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ.

---

[۲۳۵]۔ التاریخ الکبیر ۴ص۵۹ن ۱۹۵۶، رجال البرقی ۹، الضعفاء والمتروکین للنسائی ۱۳۰ان ۲۹۶، الضعفاء الکبیر للعقیلی ۲ص ۱۲۰ان ۵۹۸، الجرح والتعدیل ۴ص ۸۷ن ۳۷۹، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ۹۸ن ۱۵۶و ۲۱۴ن ۳۸۴، الکامل لابن عدی ۳ص ۳۴۹ن ۶۴ص ۷۹۶، رجال النجاشی اص ۴۰۴ن ۴۶۶، رجال الطوسی ۹۲ن ۱۷و ۱۲۴ان ۳ و ۲۰۳ن ۳، ۱۶، ۱۷، فہرست الطوسی ۱۰۲ان ۳۲۳، رجال ابن داود ۱۶۷ان ۶۷۰و ۴۵۶ن ۲۰۰، التحریر الطاووسی ۲۴۲ان ۱۸۱، رجال العلامۃ الحلی ۲۲۶ن ۱، ایضاح الاشتباہ ۱۹۱ان ۲۹۸، تہذیب الکمال ۱۰اص ۲۷۱ن ۲۲۱۲، میزان الاعتدال ۲ص ۱۲۲ان ۳۱۱۸، تہذیب التہذیب ۳ص ۴۷۳ن ۸۸۱، تقریب التہذیب اص ۲۸۷ن ۸۸، لسان المیزان ۷ص ۲۲۶ن ۳۰۶۶، نقد الرجال ۷ ۱۴ان ۷، مجمع الرجال ۳ص ۱۰۰، ۱۰۴، نضد الایضاح ۱۵۲ (ذیل الفہرست)، جامع الرواۃ اص ۳۵۳، ۳۵۴، تنقیح المقال ۲ص ۱۵ان ۴۶۹۸، اِعیان الشیعۃ ۷ص ۲۲۰، ۲۲۳، معجم رجال الحدیث ۸ص ۴۵ بأرقام ۴۹۹۸، ۵۰۴۳، ۵۰۷۹، قاموس الرجال ۴ص ۳۱۶، ۳۱۹، ۳۲۴.

[۲۳۶]رجال الکشی، ص: ۲۱۵

قَالَ حَمْدَوَيْهِ: وَ كَانَ نَاوُوسِيّاً وَفَدَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع).

سعد اسکاف کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی مولا میں اپنی محفل میں ہمیشہ آپ کی صداقت اور حقانیت کا لوگوں سے تذکرہ کرتا ہوں تو کیا آپ میرے اس فعل سے راضی ہیں ؟ امام نے فرمایا؛ میری تو خواہش ہے کہ زمین کے ہر ۳۰ گز کے فاصلے پر تجھ جیسا شخص ہو جو اہل بیت کے فضائل کو بیان کرے اور لوگوں کو ان کی پیروی کی دعوت دے، اور حمدویہ فرماتے ہیں؛ سعد اسکاف، سعد خفاف اور سعد بن طریف ایک ہی شخص کے تین عنوان ہیں، نصر کہتا ہے کہ انہوں نے امام زین العابدینؑ کی زیارت ک، اور حمدویہ فرماتے ہیں ؛وہ ناووسی مذہب رکھتا تھا اور امام صادقؑ کی امامت کا منکر تھا۔

عبداللہ اور عبدالملک بنی عطاء

۳۸۵- قَالَ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ: وَ وَلَدُ عَطَاءِ بْنِ أَبِی رِيَاحٍ تِلْمِيذُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَبْدُ الْمَلِکِ وَ عَبْدُ اللَّهِ وَ عريفا [عَرِيقَا]، نُجَبَاءُ مِنْ أَصْحَابِ أَبِی جَعْفَرٍ وَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع). نصر بن صباح کا بیان ہے کہ ابن عباس کے شاگرد عطاء بن ابی رباح کے بیٹے عبداللہ اور عبدالملک اور عریفا امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے شریف اور نجیف اصحاب میں سے تھے۔

۳۸۶- حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ، عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ قَدْ أُسْرِجَ لَهُ بَغْلٌ وَ حِمَارٌ، فَقَالَ لِی هَلْ لَکَ أَنْ تَرْکَبَ مَعَنَا إِلَى مَالِنَا قَالَ، قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: أَيُّهُمَا أَحَبُّ لَکَ أَنْ تَرْکَبَ قُلْتُ الْحِمَارَ، قَالَ فَإِنَّ الْحِمَارَ أَوْفَقُهُمَا لِی، قُلْتُ إِنَّمَا کَرِهْتُ أَنْ أَرْکَبَ الْبَغْلَ وَ أَنْ تَرْکَبَ الْحِمَارَ قَالَ فَرَکِبَ الْحِمَارَ وَ رَکِبْتُ الْبَغْلَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَبَيْنَا هُوَ يُحَدِّثُنِی إِذَا نَکَبَ [إِذِ انْکَبَّ عَلَى السَّرْجِ مَلِيّاً، فَظَنَنْتُ أَنَّ السَّرْجَ[237] آذَاهُ أَوْ ضَغَطَهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ مَا أَرَى

---

[237] رجال الکشی، ص: ۲۱٦

السَّرْجَ إِلَّا وَ قَدْ ضَاقَ عَنْکَ فَلَوْ تَحَوَّلْتَ عَلَى الْبَغْلِ فَقَالَ كَلَّا وَ لَكِنَّ الْحِمَارَ اخْتَالَ فَصَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) رَكِبَ حِمَاراً يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَاخْتَالَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى الْقَرَبُوسِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ هَذَا عَمَلُ عُفَيْرٍ لَيْسَ هُوَ عَمَلِي؛ عبداللہ بن عطاء کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھے اس وقت بلایا جب آپ کے جانے کے لیے سواریاں (خچر اور گدھا) تیار تھیں، آپ نے فرمایا تو ہمارے ساتھ ہماری جائیدادوں کی طرف آئیگا؟ میں نے عرض کی ہاں مولا فرمایا تو کس سواری پر سوار ہونا پسند کریگا میں نے عرض کی؛ گدھا فرمایا گدھا میری سواری کے لیے زیادہ موزوں ہے، میں نے عرض کی؛ مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ گدھے پہ سوار ہوں اور میں خچر پہ سوار ہوں، بہر حال آپ گدھے پہ سوار ہوگئے وار میں خچر پہ سوار ہوگیا ہم چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ سے باہر آگئے آپ میرے ساتھ باتیں کرتے آرہے تھے کہ اچانک زین پر نرمی سے سہارا لیا میں نے سمجھا کہ زین سے آپ کو اذیت ہورہی ہے یا اس کا کوئی حصہ آپ کو لگ رہا ہے پھر آپ نے سر اٹھایا میں نے عرض کی مولا میں آپ پر قربان جاوں، میرا خیال ہے کہ زین چھوٹی ہے اگر آپ خچر پر سوار ہوتے تو بہتر تھا،آپ نے فرمایا ہرگز نہیں گدھے نے حیلہ کیا ہے تو میں نے وہی کیا جو رسول اکرم ﷺ نے اپنے عفیر نامی گدھے کی سواری کے وقت کیا تھا جب اس نے حیلہ کیا تھا آپ نے اپنا سر زین پر کافی دیر رکھا جتنا خدا نے چاہا پھر سر اٹھایا تو فرمایا؛اے میرے ربّ یہ عفیر کا عمل ہے اور یہ میرا عمل نہیں ہے۔

عبداللہ بن عباس کاغلام عکرمہ

۳۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ إِزْدَادَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لَوْ أَدْرَكْتُ عِكْرِمَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ لَنَفَعْتُهُ، قِيلَ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِمَ ذَا يَنْفَعُهُ قَالَ كَانَ يُلَقِّنُهُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يُدْرِكْهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) وَ لَمْ يَنْفَعْهُ.

قَالَ الْكَشِّيُّ: وَ هَذَا نَحْوُ مَا يُرْوَى لَوِ اتَّخَذْتُ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ فُلَاناً خَلِيلًا، لَمْ يُوجِبْ لِعِكْرِمَةَ مَدْحاً بَلْ أَوْجَبَ ضِدَّهُ. زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت نقل کی؛ اگر میں عکرمہ کی موت کے وقت اس کے پاس ہوتا تو ضرور اس کو نفع پہنچاتا، امام صادقؑ سے سوال کیا گیا امام باقرؑ اسے کیا نفع پہنچاتے ؟ فرمایا اسے اس امر کی تلقین کرتے جس کو تم مانتے ہو مگر امام باقرؑ نے اس کو نہیں پایا اور نہ اس کو نفع پہنچایا۔

کشی فرماتے ہیں یہ بیان کا وہی اسلوب ہے جسے نقل کیا گیا ہے ؛اگر میں کسی کو دوست بناتا تو فلاں کو اپنا دوست بناتا[۲۳۸] ، یہ عکرمہ کے لیے مدح نہیں بلکہ اس کے بر عکس اس کے لیے قدح اور مذمت ہے۔

---

[۲۳۸]۔لو اتخذت خليلا لاتخذت فلانا خليلا ولكنه أخی وصاحبی وقد اتخذ الله صاحبكم خليلا؛ جامع الأحاديث، سيوطی، ح ۱۸۹۸۷، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ج ۷ ص ۳۱۵ از ابن مسعود، لیکن اکثر عبارتوں میں ہے ؛لو كنت متخذا خليلا

مالک بن اعین جہنی

۳۸۸۔ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ فِيرُوزَانَ الْقُمِّيَّ، يَقُولُ: مَالِكُ بْنُ أَعْيَنَ الْجُهَنِيُّ هُوَ ابْنُ أَعْيَنَ وَ لَيْسَ مِنْ إِخْوَةِ زُرَارَةَ وَ هُوَ بَصْرِيٌّ؛ حمدویہ نے علی بن محمد بن فیروزان قمی سے سنا کہ مالک بن اعین جہنی بصری ہے اور زرارہ کا بھائی نہیں ہے۔

لاتخذت فلانا خلیلا و لکن قولوا کما قال اللہ صاحبی؛ عبد الرزاق، ج۱۰ص ۲۶۳ ح ۱۹۰۴۹، تاریخ بغداد، خطیب بغدادی از براء ج۳ص ۱۳۴، از جابر تاریخ دمشق ،ابن عساکر،ج۳۰ص۲۴۹) اسی طرح حدیث این مسعود، صحیح مسلم،ج۴ص۱۸۵۵ح ۲۳۸۳، حدیث اِبی واقد، طبرانی،ج۳ص۲۴۶ح ۳۲۹۷،جس میں ہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۹ص ۴۵ میں کہا یحییٰ بن عبد الحمید حمانی ضعیف ضعیف ہے اور دوسرے لفظوں میں ہے؛لو کنت متخذا من أمتی خلیلا دون ربی لاتخذت فلانا خلیلا ولکن أخی فی الدین وصاحبی فی الغار؛حدیث ابن زبیر، مسند اِحمد،ج۴ص ۴، ح ۱۶۱۵۲، صحیح بخاری، ج۳ص ۱۳۳۸، ح ۳۴۵۸) حدیث ابن عباس، صحیح بخاری، ج۳ص ۱۳۳۸، ح ۳۴۵۶، جامع الأحادیث، سیوطی، ح ۱۹۱۰۴۔ ۱۹۱۰۸۔اب اس حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے اس کا بیان وہ ہے جو کشی نے ایک جملے میں ذکر کیا یعنی اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو، درحالانکہ بنایا نہیں ہے وہ دینی بھائی اور ساتھی ہیں، لیکن یہ نکتہ قابل ذکر ہے جن کتابوں کے لکھنے والوں کو ایسی اگر مگر والی حدیثیں یاد رہ جاتیں ہیں انہیں کتنی جلدی وہ متواتر اور شفاف حدیثیں لکھنے کی توفیق نہیں ہوتی جن میں اہل بیت پنجتن پاکؑ کو جان پیامبر نفس رسول ﷺ، مثیل قرآن اور دیگر عظیم صفات سے یاد کیا گیا ہے۔

ناجیہ بن عمارہ صیداوی

۳۸۹۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ[۲۳۹]،عَنْ نَجِیَّةَ قَالَ هُوَ نَجِیَّةُ وَ اسْمٌ آخَرُ أَیْضاً نَاجِیَةُ بْنُ أَبِی عُمَارَةَ الصَّیْدَاوِیُّ، قَالَ، وَ أَخْبَرَنِی بَعْضُ وُلْدِهِ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) کَانَ یَقُولُ انْجُ نَجِیَّةُ فَسُمِّیَ بِهَذَا الاسْمِ.

حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ: قَالَ، الصَّیْدَاءُ بَطْنٌ مِنْ بَنِی أَسَدٍ، قَالَ، وَ کَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِنَا یُقَالُ لَهُ نَجِیَّةُ الْقَوَّاسُ وَ لَیْسَ هُوَ بِمَعْرُوفٍ؛ **محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن فضال** سے نجیہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا وہ نجیہ ہے اور ایک دوسرا نام ناجیہ بن عمارہ صیداوی ہے مجھے انکی اولاد میں سے کسی نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ آپ فرماتے تھے؛ نجیہ نجات پا گیا تو وہ اس نام سے معروف ہوا اور حمدویہ بن نصیر کہتے ہیں ؛صیدا بنی اسد کا ایک قبیلہ ہے اور ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص کا نام نجیہ قواس ہے لیکن وہ معروف نہیں ہے۔

---

[۲۳۹]۔ رجال الکشی، ص: ۲۱۷

عبداللہ بن شریک عامری[۲۴۰]

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ حَمَّادٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ الْآدَمِيُّ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَأَنِّي بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيكٍ الْعَامِرِيِّ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَ ذُؤَابَتَاهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ مُصْعِداً فِي لِحْفِ الْجَبَلِ بَيْنَ يَدَيْ قَائِمِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فِي أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُكَرُّونَ وَ مُكَرُّورُونَ. علی بن مغیرہ نے امام باقرؑ سے نقل کیا فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ عبداللہ بن شریک عامری نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا ہے اور اس کے گیسوں کی لٹیں اس کے کندھوں پر پڑی ہوئی ہیں اور وہ چار ہزار پیادہ لشکر کو لیکر میدان جنگ میں فاجروں سے برسرِ پیکار ہے اور اس طرح وہ ہمارے قائم آل محمد کی معیت میں کرے گا۔

---

[۲۴۰]۔ رجال طوسی ۷ ۱۲او ۲۶۵. رجال نجاشی، ترجمة عبید بن کثیر. تنقیح المقال ۲: ۱۸۹. رجال ابن داود ۱۲۰. رجال علامہ حلی ۱۰۸. معجم الثقات ۳۱۱. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۲۱۸. رجال برقی ۱۰ نقد الرجال ۲۰۰. توضیح الاشتباہ ۲۰۸. جامع الرواة ۱: ۴۹۲. رجال کشی ۲۱۷. مجمع الرجال ۴: ۵ و ۶. سفینہ بحار ۲: ۱۳۴. بہجة الآمال ۵: ۲۴۰. منتہی المقال ۱۸۶. منہج المقال ۲۰۵. ایضاح الاشتباہ ۶۲. التحریر الطاووسی ۱۶۴. وسائل الشیعة ۲۰: ۲۳۸. اتقان المقال ۸۳. الوجیزة ۳۹. رجال الأنصاری ۱۰۸. لسان المیزان ۷: ۲۶۳. میزان الاعتدال ۲: ۴۳۹. التاریخ الکبیر ۵: ۱۱۵. المجروحین ۲: ۲۶. تقریب التہذیب ۱: ۴۲۲. تہذیب التہذیب ۵: ۲۵۳. خلاصة تذہیب الکمال ۱۷۰. الطبقات لابن خیاط ۱۵۹. الکامل فی ضعفاء الرجال ۴: ۱۴۹۱. الضعفاء الکبیر ۲: ۲۶۶. الجرح والتعدیل ۲: ۲: ۸۰. تاریخ إسماء الثقات ۱۹۳. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۱۴۶. إحوال الرجال ۴۹. الطبقات الکبری ۶: ۳۲۴. المغنی فی الضعفاء ۲: ۳۴۲. الثقات ۷: ۴۱.

۳۹۱۔ عَبْدُ اللَّه بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذ، عَنْ أَبِی خَدِیجَةَ الْجَمَّال، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْد اللَّه (ع) یَقُولُ: إِنِّی سَأَلْتُ اللَّهَ فِی إِسْمَاعِیلَ أَنْ یُبْقِیَهُ بَعْدِی فَأَبَی، وَ لَکِنَّهُ قَدْ أَعْطَانِی فِیه مَنْزِلَةً أُخْرَی،إِنَّهُ یَکُونُ أَوَّلَ مَنْشُورٍ فِی عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِه، وَ مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّه بْنُ شَرِیکٍ وَ هُوَ صَاحِبُ لِوَائِه. *ابوخدیجہ جمال نے امام صادقؑ سے نقل فرمایا میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ میرے بیٹے اسماعیل کو میرے بعد زندہ رکھے مگر خدا نے ایسا نہیں فرمایا لیکن اس کے بدلے میں مجھے ایک اور منزلت عطا کی کہ میرے اصحاب میں سے دس افراد کو منشور آل محمد میں اولین حیثیت دی جن میں عبداللہ بن شریک عامری آپ کے علم کو اٹھائے گا۔*

۳۹۲۔ طَاهِرُ بْنُ عِیسَی، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَیُّوبَ السَّمَرْقَنْدِیُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ التَّاجِرِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو سَعِید الْآدَمِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الصَّیْرَفِیُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عُذَافِرٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ بَشِیرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ شَرِیکٍ، عَنْ أَبِیه، قَالَ لَمَّا هَزَمَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع) النَّاسَ یَوْمَ الْجَمَلِ، قَالَ: لَا تَتْبَعُوا مُدْبِراً وَ لَا تُجِیزُوا عَلَی جَرْحَی وَ مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ صِفِّینَ قَتَلَ الْمُدْبِرَ وَ أَجَازَ عَلَی الْجَرْحَی، قَالَ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ: قُلْتُ لِعَبْد اللَّه بْنِ شَرِیکٍ مَا هَاتَانِ السِّیرَتَانِ الْمُخْتَلِفَتَانِ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَمَلِ قَتَلَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَیْرَ وَ إِنَّ مُعَاوِیَةَ کَانَ قَائِماً بِعَیْنِه وَ کَانَ قَائِدَهُمْ. *عبداللہ بن شریک عامری نے اپنے باپ سے نقل کیا*

کہ امیر المومنین علی نے جنگ جمل میں حکم صادر فرمایا دشمن کا جو سپاہی میدان سے بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کرو اور جو اپنے خیمے میں خاموش رہے اسے کچھ نہ کہو اور زخمیوں کو قتل نہ کرو اور جنگ صفین میں حضرت نے حکم دیا دشمن کا جو سپاہی میدان سے بھاگ جائے اس کا تعاقب کر کے اسے قتل کر دو اور انکے زخمیوں کو بھی ٹھکانے لگا دو ،ابان بن تغلب نے عبداللہ بن شریک سے پوچھا؛امام نے اپنے دشمنوں کے ساتھ اس طرح دو متضاد حکم کیوں دیئے؟تو انہوں نے جواب دیا؛اس کی وجہ یہ تھی کہ جنگ جمل کے دونوں سردار طلحہ و زبیر قتل ہوگئے تھے اس لیے آپ نے ان کے فوجیوں کو رعایت دی مگر جنگ صفین میں ان کا سردار معاویہ زندہ تھا اگر ان کو رعایت دی جاتی تو وہ دوبارہ معاویہ کے ساتھ مل جاتے اور اہداف اسلام کو نقصان پہنچاتے۔

اسماعیل بن فضل ہاشمی

۳۹۳۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، أَنَّ إِسْمَاعِیلَ بْنَ الْفَضْلِ الْهَاشِمِیَّ کَانَ مِنْ وُلْدِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ کَانَ ثِقَةً وَ کَانَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ. محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن فضال سے نقل کیا کہ اسماعیل بن فضل ہاشمی نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں سے تھے اور ثقہ تھے اور اہل بصرہ میں سے تھے۔

ثویر بن ابی فاختہ[۲۴۱]

۳۹۴۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِیِّ، عَنْ أَبِیهِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِد، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ الْجُعْفِیِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ بَشِیرٍ، عَنْ ثُوَیْرِ بْنِ أَبِی فَاخِتَةَ، قَالَ: خَرَجْتُ حَاجّاً فَصَحِبَنِی عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ الْقَاضِی وَ ابْنُ قَیْسٍ الْمَاصِرُ وَ الصَّلْتُ بْنُ بَهْرَامَ، وَ کَانُوا

---

[۲۴۱]۔رجال شیخ طوسی: ۱۱۱ نمبر۱۰۸۵، وص ۱۲۹ نمبر ۱۳۱۰، وص ۱۷۴ نمبر۲۰۵۵،رجال نجاشی: ۱۸۸ نمبر۳۰۳. تہذیب الکمال: ۴ ص ۴۲۹ نمبر ۸۶۳. تاریخ الثقات: ۹۱ نمبر ۱۹۱. تہذیب الکمال مزی: ۴ص ۴۳۰، الکامل: ۲ص ۵۳۲، المعرفۃ والتاریخ: ۳ص ۱۱۲، تقریب التہذیب: اص۱۲۱ نمبر ۵۴. المستدرک علی الصحیحین: ۲ ص۵۱۰ میں فرمایا؛ لم ینقم علیہ غیر التشیع ، سنن ترمذی: ۳۰۰/۳، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض، حدیث ۹۶۹.

إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا قَالُوا انْظُرِ الْآنَ فَقَدْ حَرَّرْنَا أَرْبَعَةَ آلَافِ مَسْأَلَةٍ نَسْأَلُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) مِنْهَا عَنْ ثَلَاثِينَ كُلَّ يَوْمٍ، وَ قَدْ قَلَّدْنَاکَ ذَلِکَ، قَالَ ثُوَيْرٌ: فَغَمَّنِی ذَلِکَ حَتَّى إِذَا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَافْتَرَقْنَا، فَنَزَلْتُ أَنَا عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ ابْنُ ذَرٍّ وَ ابْنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ وَ الصَّلْتُ صَحِبُونِی وَ كُنْتُ أَسْمَعُهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ حَرَّرْنَا أَرْبَعَةَ آلَافِ مَسْأَلَةٍ نَسْأَلُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْهَا فَغَمَّنِی ذَلِکَ! فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) مَا يَغُمُّکَ مِنْ ذَلِکَ فَإِذَا جَاءُوا فَأْذَنْ لَهُمْ! فَلَمَّا كَانَ مِنْ غَدٍ دَخَلَ مَوْلًى لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاکَ بِالْبَابِ ابْنُ ذَرٍّ وَ مَعَهُ قَوْمٌ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَا ثُوَيْرُ قُمْ فَأْذَنْ لَهُمْ، فَقُمْتُ فَأَدْخَلْتُهُمْ فَلَمَّا دَخَلُوا سَلَّمُوا وَ قَعَدُوا وَ لَمْ يَتَكَلَّمُوا، فَلَمَّا طَالَ ذَلِکَ أَقْبَلَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَسْتَنْبِئُهُمُ الْأَحَادِيثَ وَ أَقْبَلُوا لَا يَتَكَلَّمُونَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِکَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) قَالَ لِجَارِيَةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا سَرْحَةُ هَاتِی الْخِوَانَ! فَلَمَّا جَاءَتْ بِهِ فَوَضَعَتْهُ، فَقَالَ[۲۴۲] أَبُو جَعْفَرٍ (ع) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی جَعَلَ لِكُلِّ شَیْءٍ حَدّاً يَنْتَهِی إِلَيْهِ حَتَّى أَنَّ لِهَذَا الْخِوَانِ حَدّاً يَنْتَهِی إِلَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ ذَرٍّ وَ مَا حَدُّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ ذُكِرَ اللَّهُ وَ إِذَا رُفِعَ حُمِدَ اللَّهُ، قَالَ، ثُمَّ أَكَلُوا، ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) اسْقِينِی! فَجَاءَتْهُ بِكُوزٍ مِنْ أَدَمٍ فَلَمَّا صَارَ فِی يَدِهِ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی جَعَلَ لِكُلِّ شَیْءٍ حَدّاً يَنْتَهِی إِلَيْهِ حَتَّى أَنَّ لِهَذَا الْكُوزِ حَدّاً يَنْتَهِی إِلَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ ذَرٍّ وَ مَا حَدُّهُ قَالَ: يُذْكَرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

---

[۲۴۲] ۔ رجال الکشی، ص: ۲۲۰

إذَا شَرِبَ وَ يُحْمَدُ اللّٰهُ إذَا فَرَغَ وَ لَا يُشْرَبُ مِنْ عِنْدِ عُرْوَتِه وَ لَا مِنْ كَسرٍ إنْ كَانَ فِيه، قَالَ، فَلَمَّا فَرَغُوا أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ يَسْتَفْتِيهِمُ الْأَحَادِيثَ فَلَا يَتَكَلَّمُونَ، فَلَمَّا رَأى ذَلِكَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) قَالَ يَا ابْنَ ذَرٍّ أَ لَا تُحَدِّثُنَا بِبَعْضِ مَا سَقَطَ إلَيْكُمْ مِنْ حَدِيثِنَا قَالَ بَلَى يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّه، قَالَ، إنِّى تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابَ اللَّه وَ أَهْلَ بَيْتِى إنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا،

فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَا ابْنَ ذَرٍّ إذَا لَقِيتَ رَسُولَ اللَّه (ص) فَقَالَ مَا خَلَّفْتَنِى فِى الثَّقَلَيْنِ فَمَا ذَا تَقُولُ لَهُ قَالَ، فَبَكَى ابْنُ ذَرٍّ حَتَّى رَأَيْتُ دُمُوعَهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِه، ثُمَّ قَالَ، أَمَّا الْأَكْبَرَ فَمَزَّقْنَاهُ وَ أَمَّا الْأَصْغَرَ فَقَتَلْنَاهُ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) إذَنْ تُصَدِّقَهُ يَا ابْنَ ذَرٍّ، لَا وَ اللَّه لَا تَزُولَ قَدَمٌ يَوْمَ الْقِيَامَة حَتَّى يَسْأَلَهُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ عُمُرِه فِيمَا أَفْنَاهُ وَ عَنْ مَالِه مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَ فِيمَا أَنْفَقَهُ وَ عَنْ حُبِّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالَ، فَقَامُوا وَ خَرَجُوا، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لِمَوْلًى لَهُ اتَّبِعْهُمْ فَانْظُرْ مَا يَقُولُونَ! قَالَ فَتَبِعَهُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ سَمِعْتُهُمْ يَقُولُونَ لِابْنِ ذَرٍّ عَلَى هَذَا خَرَجْنَا مَعَكَ فَقَالَ وَيْلَكُمْ اسْكُتُوا مَا أَقُولُ! إنَّ رَجُلًا يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ يَسْأَلُنِى عَنْ وَلَايَتِه، وَ كَيْفَ أَسْأَلُ رَجُلًا يَعْلَمُ حَدَّ الْخِوَانِ وَ حَدَّ الْكُوزِ!.

عباد بن بشیر نے ثویر بن ابی فاختہ سے نقل فرمایا کہ میں عمر بن ذر قاضی ،ابن قیس ماصر اور صلت بن بہرام کے ساتھ حج کے لیے نکلا ہم جب کسی منزل پر پڑاو کرتے تو وہ مجھ سے کہتے اب دیکھنا ہم ۴ہزار مسئلے لکھ لائے ہیں اور ہر دن تیس کے متعلق ابو جعفرؑ سے سوال کیا کریں

گے اور یہ ہم نے تیرے ذمے لگا دیئے ، ثویر کہتا ہے مجھے اس سے بہت دکھ ہوا یہاں تک کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو جدا ہو گئے میں امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکے پاس ٹھہرا اور عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاوں ؛ بن ذر قاضی ، ابن قیس ماصر اور صلت میرے ساتھ تھے اور وہ بار بار کہتے تھے کہ ہم چار ہزار مسئلے ابو جعفرؑ سے پوچھنے کے لیے لائے ہیں تو اس سے مجھے بہت دکھ اور پریشانی ہوئی امام نے فرمایا اس سے تجھے کیا دکھ ہے ؟ جب وہ آئیں گے تو ان کو حاضر کرو اگلے روز امام ابو جعفرؑ کا غلام حاضر ہوا اور کہا کہ دروازے پر ابن ذر اور اس کے ساتھی اجازت مانگتے ہیں امام نے فرمایا ؛ ثویر جاو اور ان کو لے آو میں انکو لایا انہوں نے سلام کیا اور چپ کر کے بیٹھ رہے جب کافی دیر گزر گئی تو امام نے اپنی کنیز سے فرمایا ، دستر خوان لاو، اس نے لایا تو امام نے فرمایا اس خدا کی حمد جس نے ہر چیز کی حد مقرر کی ہے جس پر اس کی انتہاء ہوتی ہے اور اس دستر خوان کی بھی اسی طرح حد ہے تو ابن ذر نے عرض کی اس کی کیا حد ہے ؟ فرمایا جب دستر خوان لگایا جائے تو اللہ کا ذکر کرو جب اٹھایا جائے تو اللہ کی حمد و ثناء کرو پھر انہوں نے کھانا کھایا پھر امام نے فرمایا اے کنیز مجھے پانی پلاو تو وہ ایک کوزہ لائی جب امام نے دست مبارک میں کوزہ لیا تو فرمایا اس خدا کی حمد جس نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کی یہاں تک کہ اس کوزے کی بھی ایک حد ہے تو تو ابن ذر نے عرض کی اس کی کیا حد ہے ؟ فرمایا جب پانی پینے لگیں تو خدا کا ذکر کریں اور جب فارغ ہو چکیں تو اس کی حمد بیان کریں اور اس کے دستہ اور اس کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے نہ پئیں جب وہ فارغ ہو چکے تو امام نے ان سے چند سوالات احادیث کے متعلق فرمائے تو وہ کچھ نہیں بولے جب امام نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا اے فرزند ذر ! کیا تو ہمیں کوئی حدیث نہیں سنائے گا جو تمہارے پاس ہو تو اس نے عرض کی اے فرزند پیامبر ! ضرور سناوں گا اور اس نے حدیث ثقلین پڑھی جو پیامبر اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے

درمیان میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت اگر تم ان سے متمسک رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے [۲۴۳]۔ توامام نے فرمایا؛ اے فرزند ذر! جب تو

---

[۲۴۳]۔ حدیث ثقلین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان متواتر فرامین میں سے ہے جن کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ ہم نے اس کی مفصل سندیں متواتر الاخبار عن النبی المختارؐ میں نقل کیں اسے ۲۰ سے زائد صحابہ سے کثیر سندوں سے نقل کیا گیا ہے ؛ا۔ابو ایوب انصاری کی روایت؛ جس میں ۱۷ صحابہ نے اس کی گواہی دی؛استجلاب ارتقاء الغرف سخاوی، ج۱ص۳۴۸ح ۳۷، جواہر العقدین سمہودی، ج۲ص۸۰۔ ۲۔ جابر انصاری کی روایت؛ترمذی جامع کبیر ج۶ص۱۲۴(۳۷۸۶) باب۳۱کتاب مناقب، طبرانی، معجم کبیرج ۳ص۶۶نمبر ۲۶۸۰، کنزالعمال، ج۱ص ۱۷۲ح۸۷۰و ح۹۵۱۔ ۳۔ جبیر بن مطعم کی روایت؛السنۃ ابن ابی عاصم، ج۲ص ۴۷۹ح۱۰۵۶باب۲۱۶، مودۃ فی القربی ہمدانی، مودت دوم، ۴۔حذیفہ بن اسید کی روایت؛ جواہر العقدین سمہودی، ج۲ص ۸۳، نوادر الاصول حکیم ترمذی، ج۱ص۶۸، اصل ۵۰ اعتصام بالکتاب و العترۃ، معجم کبیر طبرانی ج۳ص۱۸۰ نمبر۳۰۵۲، تاریخ دمشق، ج۴۲ص۲۲۰ترجمہ امام علی ۴۹۳۳،اور طبری سے کنزالعمال ج۵ص۲۸۹ح۱۲۹۱۱، ترمذی جامع کبیر ج۶ص ۱۲۴(۳۷۸۶) باب۳۱کتاب مناقب۔۵۔ابو ذر غفاری کی روایت؛ استجلاب ارتقاء الغرف سخاوی، ج۱ص۳۵۹ح۸۷، جواہر العقدین سمہودی، ج۲ص۸۶، زین الفتی عاصمی، ج۱ص۷۰ ۲فصل ۵، عیون الاخبار ابوالمعالی حسینی،ق ۳۹، المعرفہ و التاریخ بسوی، ج۱ص۵۳۸، کفایۃ الطالب گنجی شافعی ،ص۶۷ باب۶، ترمذی جامع کبیر ج۶ص ۱۲۴(۳۷۸۶) باب۳۱کتاب مناقب۔۶۔ابو رافع خادم نبی اکرمؐ؛استجلاب ارتقاء الغرف سخاوی، ج۱ص۳۶۰(۸۸)جواہر العقدین سمہودی، ج۲ص۸۷۔ ۷۔زید بن ان؛ ترمذی جامع کبیر ج۶ص۱۲۵(۳۷۸۸) باب۳۱کتاب مناقب، المعرفہ و التاریخ بسوی، ج۱ص۵۳۷، الشریعہ آجری، ج۵ص۲۲۲۱(۱۷۰۶)السنّہ ابن ابی عاصم، ج۲ ص۱۰۲۵(۱۵۹۹)، مستدرک صحیحین حاکم نیشاپوری، ج۳ص۱۰۹(۴۹۷۶/ ۱۷۴)، انساب الاشراف بلاذری، ج۲ص۳۵۶ ترجمہ امام علیؑ، سنن کبری نسائی، ج۷ص۳۱۰(۸۰۹۲) باب فضائل علیؑ، خصائص امام علیؑ ازنسائی، ص۱۱۲ح۷۸، تاریخ دمشق ابن عساکرج۴۲ص۲۱۶ترجمہ امام علی ، معجم کبیر طبرانی ، ج۳ص۶۶(۲۶۸۱) مسند احمد، ج۴ص۳۷۱(۱۹۳۱۳) صحیح مسلم ج۴ص۱۸۷۴(۲۴۰۸/۳۶) صحیح ابن خزیمہ، ج۴ص ۶۲(۲۳۵۷) باب۳۴۸ سنن کبری بیہقی، ج۱۰ص ۱۱۳کتاب آداب القاضی ، ج۲ص۱۴۸کتاب الصلاۃ باب بیان اہل بیت نبیؐ، ج۷ص۳۰کتاب الصدقات باب بیان آل محمد، وغیرہ دیگر کثیر مصادر۔ ۸۔زید بن ثابت کی حدیث؛ مسند احمد، ج۵ص۱۸۹(۲۱۶۵۴و۲۱۵۷۸)، المعرفۃ والتاریخ بسوی، ج۱ص۵۳۷، مصنف ابن ابی شیبہ، ج۶ص ۳۱۳(۳۱۶۷۰)، السنّہ ابی ابی عاصم ج۲ص۱۰۲۱(۱۵۹۳) باب۲۳۸، معجم کبیر طبرانی، ج۵ص ۱۵۳(۴۹۲۱) مسند عبد بن حمید، ص۱۰۷(۲۴۰)۔ ۹۔ابو سعید خدری، مسند احمد، ج۳ص ۱۴(۱۱۱۰۴)، المعرفۃ و التاریخ بسوی، ج۱ص۵۳۸، معجم کبیر طبرانی، ج۳ص۶۵ (۲۶۷۹) مسند ابی جعد، ص۳۹۷(۲۷۱۱)، مسند ابی یعلی

رسول اکرم ﷺ سے ملے گا تو آپ تجھ سے پوچھیں گے کہ تو نے ان دو گراں قدر چیزوں سے کیا سلوک کیا تو کیا جواب دو گے؟ تو ابن ذر رونے لگا یہاں تک کہ اس کے آنسو اس کی داڑھی پہ ٹپکنے لگے اور کہنے لگا؛ خدا کی کتاب کو ہم نے تار تار کر دیا اور اہل بیت کو ہم نے قتل کا تو امام نے فرمایا؛ اے فرزند ذر! اب تم تصدیق کرو گے کہ قیامت کے دن کسی کے قدم نہیں ہلیں گے مگر اس سے تین چیزوں کا سوال ہو گا؛ ا۔اسکی عمر کے بارے میں کہ وہ کہاں کی، ۲۔اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، ۳۔اور ہم اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال ہو گا۔

ثویر کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ چلے گئے تو امام نے اپنے غلام سے فرمایا؛ ان کے پیچھے جانا اور دیکھنا وہ اب آپس میں کیا کہتے ہیں؟ تو جب وہ لوٹ کر آیا تو عرض کی میں آپ پر قربان ہوں، میں نے ان سے سنا کہ ابن ذر سے کہتے تھے کیا ہم تیرے ساتھ اس لیے آئے تھے؟ تو اس نے کہا چپ رہو میں اس شخص کے متعلق کیا کہوں جو کہہ رہا تھا کہ اللہ نے مجھ سے انکی ولایت کے متعلق سوال کرنا ہے اور میں اس شخص سے کیسے سوال کروں جو دستر خوان اور کوزے کی حد بیان کر رہا تھا۔

ج۲ص۷۲۹ (۱۰۲۱)، الشریعہ آجری، ج۵ص۲۲۱۷ (۱۷۰۲)، مناقب امام علی ابن مغازلی، ص۲۳۵ (۲۸۲و ۲۸۳)، الطبقات الکبری ابن سعد، ج۲ص۱۵۰ذکر ما قرب لرسول اللہ من اجلہ، ترمذی جامع کبیر ج۶ص۱۲۴ (۳۷۸۶) باب۳۱کتاب مناقب، فضائل صحابہ ابن حنبل، ج۱ص۱۷۱ (۱۷۰)، تاریخ دمشق، ج۵۴ ص۹۲ ترجمہ محمد بن عبدالرحمٰن (۶۶۲۰) فرائد السمطین ج۲ص۱۴۶، (۴۴۰)، مسند ابی یعلی ج۲ص۳۷۶ (۱۶۶۔۱۱۴۰)، السنۃ ابن ابی عاصم ،۲ص۱۰۲۴ (۱۵۹۸باب۲۳۸)، ۱۰۔ام سلمی، استجلاب ارتقاء الغرف سخاوی، ج۱ص۳۶۳ (۹۲) جواہر العقدین سمہودی، ج۲ص۸۸۔

ابو ہارون

جو امام ابو جعفرؑ کے اصحاب میں سے ایک بزرگ صحابی تھے۔

۳۹۵۔ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی نَجْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو هَارُونَ، قَالَ كُنْتُ سَاكِناً دَارَ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَلَمَّا عَلِمَ انْقِطَاعِی إِلَى أَبِی جَعْفَرٍ وَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) أَخْرَجَنِی مِنْ دَارِه، قَالَ فَمَرَّ بِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ لِی يَا أَبَا هَارُونَ بَلَغَنِی أَنَّ هَذَا أَخْرَجَكَ مِنْ دَارِه قَالَ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَالَ بَلَغَنِی أَنَّكَ كُنْتَ تُكْثِرُ فِيهَا تِلَاوَةَ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، وَ الدَّارُ إِذَا تُلِيَ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَانَ لَهَا نُورٌ سَاطِعٌ فِی السَّمَاءِ تُعْرَفُ مِنْ بَيْنِ الدُّورِ. خود ابو ہارون سے نقل ہے کہ میں حسن بن حسن کے گھر ٹھہرا ہوا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ میں ابو جعفرؑ اور امام ابو عبداللہؑ کے ہاں آمد و رفت رکھتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں تو اس نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا امام باقرؑ کو میرا حال معلوم کرنے کے لیے آئے تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ اس شخص نے تجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے ہوا تو میں نے عرض کی ہاں مولا، میں آپ پر فدا جاوں، فرمایا مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ تو اس گھر میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا اور جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہو تو اس گھر سے نور برآمد ہوتا ہے جو کہ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور اس نور کی وجہ سے وہ گھر دوسرے گھروں سے ممتاز ہوتا ہے۔

محمد بن فرات

۳۹۶۔ وَجَدْتُ فِی کِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیِّ بِخَطِّه، حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَالِکِیُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ فُضَیْلٍ، قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ فُرَاتٍ، لَقِیتَ أَنْتَ الْأَصْبَغَ قَالَ نَعَمْ لَقِیتُهُ مَعَ أَبِی فَرَأَیْتُهُ شَیْخاً أَبْیَضَ الرَّأْسِ وَ اللِّحْیَةِ طِوَالًا، قَالَ لَهُ أَبِی حَدِّثْنَا بِحَدِیثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) قَالَ سَمِعْتُهُ یَقُولُ عَلَی الْمِنْبَرِ: أَنَا سَیِّدُ الشِّیبِ وَ فِیَّ سُنَّةٌ مِنْ أَیُّوبَ[۲۴۴] وَ لَیَجْمَعَنَّ اللَّهُ لِی شَمْلِی کَمَا جَمَعَهُ لِأَیُّوبَ، قَالَ فَسَمِعْتُ هَذَا الْحَدِیثَ أَنَا وَ أَبِی مِنَ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، قَالَ فَمَا مَضَی بَعْدَ ذَلِکَ إِلَّا قَلِیلٌ حَتَّی تُوُفِّیَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَیْهِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ: رَأَیْتُ عَبَایَةَ بْنَ رِبْعِیٍّ، وَ هُوَ یُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ (ع) یَقُولُ أَنَا قَسِیمُ النَّارِ أَقُولُ هَذَا لَکَ وَ هَذَا لِی، قَالَ، قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ فُرَاتٍ ابْنُ کَمْ کُنْتَ ذَلِکَ الْیَوْمَ قَالَ کُنْتُ غُلَاماً أَلْعَبُ بِالْکُرَةِ مَعَ الصِّبْیَانِ.

جعفر بن فضیل کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن فرات سے کہا؛ کیا تو نے اصبغ بن نباتہ سے ملاقات ک انہوں نے جواب دیا ہاں میں نے اپنے والد کے ساتھ ان سے ملاقات کی تھی اس وقت وہ بہت بوڑھے ہوچکے تھے ان کے سر کے بال سفید ہوچکے تھے اور انہوں نے لمبی داڑھی رکھی ہوئی تھی میرے والد نے ان سے گذارش ک کہ امام علی امیر المومنینؑ کی

[۲۴۴] رجال الکشی، ص: ۲۲۲۔

کو حدیث سنائیں تو انہوں نے کہا میں نے آپ سے سنا، آپ نے منبر پر فرمایا؛ میں سفید ریش بزرگوں کا سردار ہوں اور ایوب کی سنت کو پورا کرنے والا ہوں اللہ میرے گروہ کو اس طرح جمع کرے گا جس طرح اس نے ایوب کے لیے فرمایا۔ محمد بن فرات کہتا ہے ہم نے یہ حدیث اصبغ سے سنی اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد اصبغ دنیا سے چل بسے۔

اور محمد بن فرات مزید کہتا ہے کہ میں نے عبایہ بن ربعی کو امام علی کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، فرمایا؛ میں جہنم کو تقسیم کرنے والا ہوں میں دوزخ سے کہوں گا یہ تیرا ہے اور یہ میرا ہے، راوی جعفر بن فضیل کہتا ہے میں نے محمد بن فرات سے کہا جب تو نے یہ حدیث سنی تیری عمر کتنی تھی؟ کہنے لگے؛ اس وقت میں جوان تھا لڑکوں کے ساتھ گیند (یا نیزہ خ) کے ساتھ کھیلتا تھا۔

۳۹۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَالِکِیُّ وَ عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ بْنِ هَاشِمٍ وَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ مُوسَی، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْیَرِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِیدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ؛ **وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ** (شعراء ۲۱۹)قَالَ فِی أَصْلَابِ النَّبِیِّینَ، وَ فِی رِوَایَةِ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ قَالَ: مِنْ صُلْبِ نَبِیٍّ إِلَی صُلْبِ نَبِیٍّ. محمد بن ولید نے محمد بن فرات سے روایت کی میں نے امام باقر سے آیت؛ سجدہ کرنے والوں میں آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے، کے متعلق سوال کیا تو فرمایا؛ یعنی تمہیں (نبی اکرم ﷺ کو) نبیوں کی پشتوں میں دیکھ رہے تھے اور حسن بن احمد کی روایت میں ہے؛ ہم نے آپ کو ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کے صلب میں منتقل فرمایا۔

ابوہارون مکفوف

۳۹۸۔ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَى، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَى بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) زَعَمَ أَبُو هَارُونَ الْمَكْفُوفُ[245] أَنَّکَ قُلْتَ لَهُ إِنْ کُنْتَ تُرِیدُ الْقَدِیمَ فَذَاکَ لَا یُدْرِکُهُ أَحَدٌ وَ إِنْ کُنْتَ تُرِیدُ الَّذِی خَلَقَ وَ رَزَقَ فَذَاکَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ! فَقَالَ کَذَبَ عَلَیَّ عَلَیْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ اللَّهِ مَا مِنْ خَالِقٍ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ، حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ یُذِیقَنَا الْمَوْتَ وَ الَّذِی لَا یَهْلِکُ هُوَ اللَّهُ خَالِقُ الْخَلْقِ بَارِئُ الْبَرِیَّةِ.

محمد بن ابی عمیر نے بعض اصحاب کے واسطے سے نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی ابوہارون مکفوف کا گمان ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا اگر تم قدیم کے متعلق آگاہی چاہتا ہے تو اس کو کسی نے درک نہیں کیا اور اگر تو خالق و رازق کے متعلق آگاہی چاہتا ہے تو وہ محمد بن علی باقر ہیں تو آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر جھوٹ بولا خدا اس پر لعنت کرے خدا کی قسم؛ اللہ وحدہ

[245] رجال الکشی، ص: ۲۲۳

لاشریک لہ اے سوا کوئی خالق نہیں ہے اللہ ہمیں بھی موت دینے والا ہے جو کبھی ہلاک و فناء نہ ہوگا، وہ اللہ کی ذات ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔

مغیرہ بن سعید

۳۹۹۔ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ بْنُ عَبْد اللَّه، قَالَ حَدَّثَنی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ عیسَی، عَنْ أَبی یَحْیَی زَکَرِیَّا بْنِ یَحْیَی الْوَاسطیِّ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عیسَی بْنِ عُبَیْد، عَنْ أَخیه جَعْفَرِ بْنِ عیسَی وَ أَبی یَحْیَی الْوَاسطیِّ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) کَانَ الْمُغیرَةُ بْنُ سَعید یَکْذبُ عَلَی أَبی جَعْفَرٍ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدید. جعفر ابن عیسی اور واسطی نے امام رضاؑ سے روایت کی کہ مغیرہ بن سعید امام صادقؑ پر جھوٹ بولتا تھا تو خدا نے اسے تلوار کی تپش چکھادی۔

۴۰۰۔ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ یَحْیَی، عَنِ ابْنِ مُسْکَانَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ منْ أَصْحَابنَا، عَنْ أَبی عَبْد اللَّه (ع) قَالَ سَمعْتُهُ یَقُولُ لَعَنَ اللَّهُ الْمُغیرَةَ بْنَ سَعید إنَّهُ کَانَ یَکْذبُ عَلَی أَبی فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدید، لَعَنَ اللَّهُ مَنْ قَالَ فینَا مَا لَا نَقُولُهُ فی أَنْفُسنَا، وَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَزَالَنَا عَنِ الْعُبُودیَّة للَّه الَّذی خَلَقَنَا وَ إلَیْه مَآبُنَا وَ مَعَادُنَا وَ بیَده نَوَاصینَا؛ ابن مسکان نے بعض اصحاب کے واسطے سے امام صادق سے روایت کی اللہ تعالی پر لعنت کرے وہ میرے والد پہ جھوٹ بولتا تھا تو اسے خدا نے لوہے کی گرمی کا مزہ چکھایا اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو ہمارے بارے میں وہ کچھ کہے جو ہم اپنے متعلق نہیں کہتے خدا اس

شخص پر لعنت کرے جو ہمیں خدا کی عبادت اور بندگی کے مقام سے خدا کرے جس نے ہمیں خلق کیا اور اس کی طرف ہم نے لوٹنا ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے۔

۴۰۱۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ وَ الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا سَأَلَهُ وَ أَنَا حَاضِرٌ، فَقَالَ لَهُ یَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا أَشَدَّکَ فِی الْحَدِیثِ وَ أَکْثَرَ إِنْکَارَکَ لِمَا یَرْوِیهِ أَصْحَابُنَا فَمَا الَّذِی یَحْمِلُکَ عَلَی رَدِّ الْأَحَادِیثِ فَقَالَ حَدَّثَنِی هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ لَا تَقْبَلُوا عَلَیْنَا حَدِیثاً إِلَّا مَا وَافَقَ الْقُرْآنَ وَ السُّنَّةَ أَوْ تَجِدُونَ مَعَهُ شَاهِداً مِنْ أَحَادِیثِنَا الْمُتَقَدِّمَةِ، فَإِنَّ الْمُغِیرَةَ بْنَ سَعِیدٍ لَعَنَهُ اللَّهُ دَسَّ فِی کُتُبِ أَصْحَابِ أَبِی أَحَادِیثَ لَمْ یُحَدِّثْ بِهَا أَبِی، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ لَا تَقْبَلُوا عَلَیْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا تَعَالَی وَ سُنَّةَ نَبِیِّنَا (ص) فَإِنَّا إِذَا حَدَّثْنَا قُلْنَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص).

قَالَ یُونُسُ: وَافَیْتُ الْعِرَاقَ فَوَجَدْتُ بِهَا قِطْعَةً مِنْ أَصْحَابِ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) وَ وَجَدْتُ أَصْحَابَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) مُتَوَافِرِینَ فَسَمِعْتُ مِنْهُمْ وَ أَخَذْتُ کُتُبَهُمْ، فَعَرَضْتُهَا مِنْ بَعْدُ عَلَی أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَأَنْکَرَ مِنْهَا أَحَادِیثَ کَثِیرَةً أَنْ یَکُونَ مِنْ أَحَادِیثِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ قَالَ لِی: إِنَّ أَبَا الْخَطَّابِ کَذَبَ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) لَعَنَ اللَّهُ أَبَا الْخَطَّابِ! وَ کَذَلِکَ أَصْحَابُ أَبِی الْخَطَّابِ یَدُسُّونَ هَذِهِ الْأَحَادِیثَ إِلَی یَوْمِنَا هَذَا فِی کُتُبِ أَصْحَابِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)،

فَلَا تَقْبَلُوا عَلَيْنَا خِلَافَ الْقُرْآنِ، فَإِنَّا إِنْ تَحَدَّثْنَا حَدَّثْنَا بِمُوَافَقَةِ الْقُرْآنِ وَ مُوَافَقَةِ السُّنَّةِ إِنَّا عَنِ اللَّهِ وَ عَنْ رَسُولِهِ نُحَدِّثُ، وَ لَا نَقُولُ قَالَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ فَيَتَنَاقَضَ كَلَامُنَا إِنَّ- كَلَامَ آخِرِنَا مِثْلُ كَلَامِ أَوَّلِنَا وَ كَلَامَ أَوَّلِنَا[۲۴۶] مُصَادِقٌ لِكَلَامِ آخِرِنَا، فَإِذَا أَتَاكُمْ مَنْ يُحَدِّثُكُمْ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَرُدُّوهُ عَلَيْهِ وَ قُولُوا أَنْتَ أَعْلَمُ وَ مَا جِئْتَ بِهِ! فَإِنَّ مَعَ كُلِّ قَوْلٍ مِنَّا حَقِيقَةً وَ عَلَيْهِ نُوراً، فَمَا لَا حَقِيقَةَ مَعَهُ وَ لَا نُورَ عَلَيْهِ فَذَلِكَ مِنْ قَوْلِ الشَّيْطَانِ.

محمد بن عیسی بن عبید نے یونس بن عبد الرحمٰن سے روایت کی، محمد بن عیسی ابن عبید کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے میری موجودگی میں یونس بن عبد الرحمٰن سے سوال کیا اے ابو محمد! آپ حدیث کے معاملے میں شدت کیوں کرتے ہیں اوراپنے اصحاب کی مروی حدیثوں کو کثرت سے انکار کیوں کرتے ہیں؟ تمھیں رد حدیث پر کس چیز نے ابھارا؟ تو یونس بن عبد الرحمٰن نے فرمایا مجھے ہشام بن حکم نے امام صادقؑ سے روایت بیان کی کہ ہم پر کسی روایت کو قبول نہ کرو سوائے یہ کہ وہ قرآن اور سنت متواترہ کے موافق ہو یا اس کے لیے ہماری پہلی حدیثوں سے کوئی قرینہ اسکی صحت پر موجود ہو کیونکہ مغیرہ بن سعید ملعون نے میرے والد گرامی کے اصحاب کی کتابوں میں دسیسہ کاری کی ہے اور ایسی احادیث ان میں داخل کی ہیں جو میرے بابا نے نہیں فرمائیں تھیں تو خدا سے ڈرو اور ہمارے بیان کردہ معیار کو ہاتھ سے نہ جانے دو یعنی ہمارے پروردگار کے فرمان اور ہمارے جدّ نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کے مخالف روایات کو ہماری روایات کے طور پر قبول نہ کرو کیونکہ ہم تو جب بھی حدیث بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں؛ اللہ تعالی نے فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔

---

[۲۴۶] ۔ رجال الکشی، ص: ۲۲۵

یونس کہتے ہیں کہ میں عراق کے سفر پر گیا تو وہاں مجھے حضرت امام محمد باقر علیہ الصلاۃ والسلام کے کئی اصحاب ملے اور امام جعفر صادقؑ کے بہت سے اصحاب سے بھی میری ملاقاتیں ہوئیں ،میں نے ان سے احادیث سنیں اوران سے کتب حدیث لے لیں اور وہ ابوالحسن امام رضاؑ کے حضور رکھ دیں تو آپ نے بہت سی احادیث کا انکار کر دیا کہ یہ امام صادقؑ کی ہوں اور فرمایا؛ابو الخطاب اجدع نے میرے جدامجد امام صادقؑ پر جھوٹ بولا خدا اس پر لعنت کرے، اس کے اصحاب آج تک امام صادقؑ کے اصحاب کی کتابوں میں جھوٹی حدیثیں ملانے میں لگے ہوئے ہیں توخلاف قرآن کوئی حدیث ہماری طرف منسوب نہ کرنا اور نہ اسے قبول کرنا؛ ہم تو قرآن کے موافق اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق کلام کرتے ہیں، ہم تو اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی طرف سے احادیث بیان کرتے ہیں، ہم لوگوں کے اقوال نقل نہیں کرتے کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں کا یہ قول ہے کہ ہمارے کلام میں تعارض ہو، ہمارے آخری فرد کا کلام ہمارے پہلے فرد کے کلام کی طرح ہے اور ہمارے پہلے فرد کا کلام ہمارے آخری فرد کے کلام کے عین مطابق ہے، جب تمھیں اس کے خلاف کوئی کلام سنائی دے تو اس کو اسی شخص کی طرف لوٹا دو اور کہو ؛تو اسے بہتر جانتا ہے جو تو بیان کر رہا ہے ، ہمارے ہر کلام کی ایک حقیقت ہوتی ہے اوراس کی حقیقت نورانی ہوتی ہے پس جو بے نور اور بے حقیقت کلام دیکھو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

۴۰۲۔ وَ عَنْهُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَعِيدٍ يَتَعَمَّدُ الْكَذِبَ عَلَى أَبِي، وَ يَأْخُذُ كُتُبَ أَصْحَابِهِ وَ كَانَ أَصْحَابُهُ الْمُسْتَتِرُونَ بِأَصْحَابِ أَبِي يَأْخُذُونَ الْكُتُبَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي فَيَدْفَعُونَهَا إِلَى الْمُغِيرَةِ فَكَانَ يَدُسُّ فِيهَا الْكُفْرَ وَ الزَّنْدَقَةَ وَ يُسْنِدُهَا إِلَى أَبِي ثُمَّ يَدْفَعُهَا إِلَى أَصْحَابِهِ فَيَأْمُرُهُمْ أَنْ يُثْبِتُوهَا فِي الشِّيعَةِ، فَكُلَّمَا كَانَ فِي كُتُبِ

أَصْحَابِ أَبِی مِنَ الْغُلُوِّ فَذَاکَ مَا دَسَّهُ الْمُغِیرَةُ بْنُ سَعِیدٍ فِی کُتُبِهِمْ. ہشام بن حکم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ مغیرہ بن سعید میرے والد گرامی پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ کے اصحاب کی کتابیں لیکر ان میں دسیسہ کاری کرتا ہے اس کے ساتھی مخفیانہ طریقوں سے میرے والد گرامیؑ کے اصحاب سے انکی کتابیں لیتے اور وہ مغیرہ کو دیتے ہیں وہ ان میں کفر والحاد اور زندیقانہ نظریات داخل کرتا اور انہیں میرے والد گرامیؑ کی طرف منسوب کرتا ہے پھر وہ کتابیں اپنے اصحاب کو دیتا ہے اور انہیں حکم دیتا ہے کہ یہ حدیثیں قوم شیعہ میں پھیلا دو تو جب بھی تم میرے والد گرامیؑ کے اصحاب کی کتابوں میں غلو اور بے دینی کی حدیثیں پاو تو ہو ان کی کتابوں میں مغیرہ کی دسیسہ کاری ہیں۔

۴۰۳۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَّانِ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ کَثِیرٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَوْماً لِأَصْحَابِهِ لَعَنَ اللَّهُ الْمُغِیرَةَ بْنَ سَعِیدٍ وَ لَعَنَ یَهُودِیَّةً کَانَ یَخْتَلِفُ إِلَیْهَا یَتَعَلَّمُ مِنْهُ السِّحْرَ وَ الشَّعْبَذَةَ وَ الْمَخَارِیقَ! إِنَّ الْمُغِیرَةَ کَذَبَ عَلَى أَبِی (ع) فَسَلَبَهُ اللَّهُ الْإِیمَانَ، وَ إِنَّ قَوْماً کَذَبُوا عَلَیَّ مَا لَهُمْ أَذَاقَهُمُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِیدِ! فَوَ اللَّهِ مَا نَحْنُ إِلَّا عَبِیدَ الَّذِی خَلَقْنَا وَ اصْطَفَانَا مَا نَقْدِرُ عَلَى ضُرٍّ وَ لَا نَفْعٍ إِنْ رُحِمْنَا فَبِرَحْمَتِهِ وَ إِنْ عُذِّبْنَا فَبِذُنُوبِنَا، وَ اللَّهِ مَا لَنَا عَلَى اللَّهِ مِنْ حُجَّةٍ وَ لَا مَعَنَا مِنَ اللَّهِ بَرَاءَةٌ وَ إِنَّا[۲۴۷] لَمَیِّتُونَ وَ مَقْبُورُونَ وَ مُنْشَرُونَ وَ مَبْعُوثُونَ وَ مَوْقُوفُونَ وَ مَسْئُولُونَ، وَیْلَهُمْ مَا لَهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَلَقَدْ آذَوُا اللَّهَ وَ آذَوْا رَسُولَهُ (ص) فِی

---

[۲۴۷] رجال الکشی، ص: ۲۲۶

قَبْرِہِ وَ أَمیرَ الْمُؤْمِنینَ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ وَ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ (صَلَوَاتُ اللَّه عَلَیْهِمْ) وَ هَا أَنَا ذَا بَیْنَ أَظْهُرِکُمْ لَحْمُ رَسُولِ اللَّه وَ جِلْدُ رَسُولِ اللَّه أَبیتُ عَلَی فِرَاشِی خَائفاً وَجِلًا مَرْعُوباً، یَأْمَنُونَ وَ أَفْزَعُ وَ یَنَامُونَ عَلَی فُرُشِهِمْ وَ أَنَا خَائفٌ سَاهِرٌ وَجِلٌ أَتَقَلْقَلُ بَیْنَ الْجِبَالِ وَ الْبَرَارِی، أَبْرَأُ إِلَی اللَّه مِمَّا قَالَ فِیَّ الْأَجْدَعُ الْبَرَّادُ عَبْدُ بَنِی أَسَد أَبُو الْخَطَّاب لَعَنَهُ اللَّهُ، وَ اللَّه لَو ابْتُلُوا بِنَا وَ أَمَرْنَاهُمْ بِذَلِکَ لَکَانَ الْوَاجِبُ أَلَّا یَقْبَلُوهُ فَکَیْفَ وَ هُمْ یَرَوْنِی خَائفاً وَجِلًا أَسْتَعْدِی اللَّهَ عَلَیْهِمْ وَ أَتَبَرَّأُ إِلَی اللَّه مِنْهُمْ، أُشْهِدُکُمْ أَنِّی امْرُؤٌ وَلَدَنِی رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ مَا مَعِی بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّه، إِنْ أَطَعْتُهُ رَحِمَنِی وَ إِنْ عَصَیْتُهُ عَذَّبَنِی عَذَاباً شَدِیداً أَوْ أَشَدَّ عَذَابِه. علی بن حسان نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت کی کہ ایک دن امام صادقؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ؛اللہ تعالی مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے اور یہودیوں پر بھی کہ مغیرہ انکے پاس جاتا، ان سے سحر اور جادو، شعبدہ بازی اور عجیب و غریب ٹوٹکے سیکھتا تھا مغیرہ نے میرے والد پر جھوٹ بولا خدا نے اس سے دولت ایمان سلب کر لی اور ایک گروہ مجھ پر ناحق جھوٹ بولتا ہے اللہ انہیں تلوار کا مزہ چکھائے خدا کی قسم ہم صرف اس اللہ کے بندے اور غلام ہیں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور ہمیں اس امر ولایت کے لیے منتخب کیا ہے ہم کسی نفع اور نقصان قدرت نہیں رکھتے اگروہ ہم پر رحم فرمائے تو اس کی رحمت ہے اور اگر وہ ہمیں عذاب دے تو وہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہو گا خدا کی قسم ہمارے لیے اللہ پر کوئی حجت نہیں او ہمیں اللہ نے براءت کا کوئی پروانہ نہیں دیا، بے شک ہم مرنے والے ہیں ہمیں دفن کیا جائے گا اور ہمیں حشر اور نشر کے مراحل سے گزرنا ہو گا، خدا ہمیں اپنے دربار میں کھڑا کرے گا اور سوال کرے گا اور ہم جواب دیں گے

۴۰۴ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَامد، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یزْدَاد، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنِ الْمُزَخْرَف، عَنْ حَبیبٍ الْخَثْعَمیِّ، عَنْ أَبی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ کَانَ لِلْحَسَنِ (ع) کَذَّابٌ یکْذبُ عَلَیْه وَ لَمْ یسَمِّه، وَ کَانَ لِلْحُسَیْنِ (ع) کَذَّابٌ یَکْذبُ عَلَیْه وَ لَمْ یُسَمِّه، وَ کَانَ الْمُخْتَارُ یَکْذبُ عَلَی عَلیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع)، وَ کَانَ الْمُغیرَةُ بْنُ سَعیدٍ یَکْذبُ عَلَی أَبی.

حبیب خثعمی نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا: امام حسن مجتبیٰؑ پر ایک جھوٹ بولنے والا تھا لیکن اس کا نام نہیں لیا، امام حسینؑ پر ایک جھوٹ بولنے والا تھا لیکن اس کا نام نہیں لیا، اور مختار، امام سجادؑ پر جھوٹ بولتا تھا اور مغیرہ بن سعید میرے والد پر جھوٹ بولتا تھا۔

۴۰۵ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عیسَی، قَالَ حَدَّثَنی عَلیُّ بْنُ النُّعْمَان، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبی الْعَلَاء، عَنْ أَبی عَبْد اللَّه (ع) قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْمُغیرَةِ وَ هُوَ بِالْبَقیعِ وَ مَعَهُ رَجُلٌ ممَّنْ یَقُولُ إِنَّ الْأَرْوَاحَ تَتَنَاسَخُ، فَکَرِهْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ وَ کَرِهْتُ أَنْ أَمْشیَ فَیَتَعَلَّقَ بی فَرَجَعْتُ إِلَی أَبی وَ لَمْ أَمْضِ، فَقَالَ یَا بُنَیَّ لَقَدْ أَسْرَعْتَ! فَقُلْتُ یَا أَبَت إِنِّی رَأَیْتُ الْمُغیرَةَ مَعَ فُلَانٍ، فَقَالَ أَبی لَعَنَ اللَّهُ الْمُغیرَةَ قَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَا یَدْخُلَ عَلَیَّ أَبَداً. وَ ذَکَرْتُ أَنَّ رَجُلًا منْ أَصْحَابِه تَکَلَّمَ عنْدی بِبَعْضِ الْکَلَامِ فَقَالَ هُوَ: أَشْهَدُ اللَّهَ أَنَّ الَّذی حَدَّثَکَ لَمنَ الْکَاذبینَ، وَ أُشْهدُ اللَّهَ أَنَّ الْمُغیرَةَ عنْدَ اللَّه لَمنَ الْمُدْحَضینَ، ثُمَّ ذَکَرَ صَاحبَهُمُ الَّذی بِالْمَدینَة: فَقَالَ وَ اللَّهِ مَا رءَاهُ أَبی، وَ قَالَ وَ اللَّه مَا

صَاحِبُكُمْ بِمَهْدِيٍّ وَ لَا بِمُهْتَدِي، وَ ذَكَرْتُ لَهُمْ أَنَّ فِيهِمْ غِلْمَاناً أَحْدَاثاً لَوْ سَمِعُوا كَلَامَكَ لَرَجَوْتُ أَنْ يَرْجِعُوا! قَالَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا يَأْتُونِّي فَأُخْبِرَهُمْ[۲۴۸].

حسین بن ابی علاء نے امام صادقؑ سے روایت کی،فرمایا : میں نے آپ (اپنے والد گرامیؑ) سے مغیرہ کے متعلق سوال کیا جبکہ مغیرہ بقیع میں تھا اور اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جو تناسخ ارواح کا قائل تھا،تو میں نے ناپسند کیا کہ اس سے سوال کروں اور یہ بھی اچھا نہیں سمجھا کہ چلوں تو مغیرہ میرے ساتھ نہ آجائے تو میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا تو آپ نے فرمایا: بیٹے تم جلدی لوٹ آئے ہو میں نے عرض کی؛ بابا جان، میں نے مغیرہ کو فلاں شخص کے ساتھ دیکھا، تو میرے والد گرامی نے فرمایا : خدا مغیرہ پر لعنت کرے میں نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ میرے پاس کبھی نہیں آئے گا،تو میں نے بیان کیا کہ اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے میرے پاس یہ بات کی تو آپ نے فرمایا؛ میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ جس نے تجھے یہ بات بتائی ہے وہ جھوٹے افراد میں سے ہے اور میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ مغیرہ خدا کے نزدیک باطل پرستوں میں سے ہے، پھر ان کے اس ساتھی کا ذکر کیا جو مدینہ میں تھا اور فرمایا: خدا کی قسم ! اسے میرے باپ نے نہیں دیکھا ،اور فرمایا : خدا کی قسم تمہارا ساتھی نہ ہدایت پر ہے اور نہ ہدایت دینے والا ہے اور میں نے ان سے بیان کیا کہ ان میں کچھ جوان ہیں اگر آپ کا کلام سن لیں تو مجھے امید ہے کہ وہ اس گمراہی کو چھوڑ کر پلٹ آئیں گے ! فرمایا : تو تم ان کو میرے پاس کیوں نہیں لے آتے تاکہ میں ان کو حقیقت کی خبر دوں۔

۴۰۶ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْقَمَّاطِ، عَنْ سَلْمَانَ الْكِنَانِيِّ، قَالَ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ (ع) هَلْ تَدْرِي

---

[۲۴۸]. رجال الکشی، ص: ۲۲۷

مَا مَثَلُ الْمُغِيرَةِ قَالَ، قُلْتُ لَا، قَالَ مَثَلُهُ مَثَلُ بَلْعَمٍ، قُلْتُ وَ مَنْ بَلْعَمُ قَالَ الَّذِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ- الَّذِي آتَيْناهُ آياتِنا فَانْسَلَخَ مِنْها فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطانُ فَكانَ مِنَ الْغاوِينَ[۲۴۹].

سلمان کنانی کا بیان ہے کہ امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ مغیرہ کی مثال کیا ہے؟ میں نے عرض کی؛ نہیں ،فرمایا؛ اس کی مثال بلعم (باعور) کی ہے ،میں نے عرض کی؛ بلعم کون تھا؛ فرمایا: وہ جس کے بارے میں خدا نے فرمایا: وہ ایسا عالم تھا جس ہم نے اپنی آیات کی تعلیم دی تھی لیکن اس نے انہیں ٹھکرا دیا پھر شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

۴۰۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ، قَالَ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ قَدْ نَزَلَ فِيهِمْ كَذَّابٌ، أَمَّا الْمُغِيرَةُ: فَإِنَّهُ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي يَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ (ع) قَالَ حَدَّثَهُ أَنَّ نِسَاءَ آلِ مُحَمَّدٍ إِذَا حِضْنَ

---

[۲۴۹] -پوری آیت یہ ہے اعراف۱۷۵-۱۷۶: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ،وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ؛ورانہیں اس شخص کا حال سنا دیجیے جسے ہم نے اپنی آیات دیں مگر وہ انہیں چھوڑ نکلا پھر شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا، اور اگر ہم چاہتے تو ان (آیات) کے طفیل اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن اس نے تو اپنے آپ کو زمین بوس کر دیا اور اپنی نفسانی خواہش کا تابعدار بن گیا تھا، لہٰذا اس کی مثال اس کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تم اس پر حملہ کرو تو بھی زبان لٹکائے رہے اور چھوڑ دو تو بھی زبان لٹکائے رکھے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں، پس آپ انہیں یہ حکایتیں سنا دیجیے کہ شاید وہ فکر کریں۔

قَضَیْنَ الصَّلَاةَ، وَ کَذَبَ وَ اللَّه، عَلَیْه لَعْنَةُ اللَّه، مَا کَانَ منْ ذَلکَ شَیْءٌ وَ لَا حَدَّثَه، وَ أَمَّا أَبُو الْخَطَّاب: فَکَذَبَ عَلَیَّ، وَ قَالَ إِنِّی أَمَرْتُهُ أَنْ لَا یُصَلِّیَ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ الْمَغْرِبَ حَتَّی یَرَوْا کَوْکَبَ کَذَا یُقَالُ لَهُ الْقُنْدَانِیُّ، وَ اللَّه إِنَّ ذَلکَ لَکَوْکَبٌ مَا أَعْرِفُهُ.

زرارہ نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا: اہل کوفہ میں بڑا جھوٹ بولنے والا آیا ہے، مغیرہ میرے والد گرامی پر جھوٹ بولتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ آل محمد کی خواتین ایام ماہواری میں ہوں تو ان دنوں کی نمازوں کی قضاء کرتی ہیں، خدا کی قسم، اس نے جھوٹ بولا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ میرے والد نے ایسی کوئی بات کی اور ابو الخطاب مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ اس وقت تک وہ اور اس کے ساتھی نماز مغرب نہ پڑھیں جب تک فلاں ستارے کو نہ دیکھ لیں جسے قندانی کہا جاتا ہے، خدا کی قسم! یہ ایسا ستارہ ہے جسے ہر گز میں نہیں جانتا۔

۴۰۸ قَالَ الْکَشِّیُّ: کَتَبَ إِلَیَّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْن شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنی الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنی أَبی، عَنْ عَلیِّ بْنِ إِسْحَاقَ الْقُمِّیِّ، عَنْ یُونُسَ بْن عَبْد الرَّحْمَن، عَنْ مُحَمَّد بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ أَبی عَبْد اللَّه (ع) قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمُغیرَةُ وَ أَبُو الْخَطَّابِ الْجَنَّةَ إِلَّا بَعْدَ رَکَضَاتٍ فی النَّار.

محمد بن صباح نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا: مغیرہ اور ابو الخطاب جنت میں داخل نہیں ہونگے مگر انہیں جہنم میں پھینکنے کے بعد۔

زیدیہ[۲۵۰]

۴۰۹ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُذَافِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ یَزِیدَ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى النَّاصِبِ وَ عَلَى الزَّیْدِیَّةِ فَقَالَ: لَا تَصَدَّقْ عَلَیْهِمْ بِشَیْءٍ وَ لَا تَسْقِهِمْ مِنَ الْمَاءِ إِنِ اسْتَطَعْتَ، وَ قَالَ لِی: الزَّیْدِیَّةُ هُمُ النُّصَّابُ[۲۵۱].

عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے ناصبی (دشمن اہل بیت) اور زیدیہ کو صدقہ دینے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ان کچھ بھی صدقہ نہ دو اور اگر بس چلے تو انہیں پانی بھی نہ پلاو، مجھ سے فرمایا: زیدیہ ہی اب ناصبی ہیں۔

۴۱۰ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ الْفَارِسِیُّ، قَالَ حَكَى مَنْصُورٌ، عَنِ الصَّادِقِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَا (ع) أَنَّ الزَّیْدِیَّةَ وَ الْوَاقِفَةَ وَ النُّصَّابَ بِمَنْزِلَةٍ عِنْدَهُ سَوَاءٌ.

---

[۲۵۰] ۔ الملل والنحل شہرستانی، ج ۱، ص۱۵۴۔۱۶۱. الفرق بین الفرق، عبدالقادر بغدادی، ص ۲۲." فرق الشیعۃ، نوبختی، ص۳۸"، کلیات علم الرجال، ص۴۰۸، رجال ابن داود، فصل ۳ در آخر کتاب اسماء زیدیہ، مقباس الھدایہ، مامقانی، ج۲ص ۳۵۳ط محققہ۔

[۲۵۱]. رجال الکشی، ص: ۲۲۹.

منصور نے امام علی نقیؑ سے روایت کی، فرمایا: زیدیہ، واقفیہ اور ناصبی میرے نزدیک برابر ہیں۔

۴۱۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ الرِّضَا (ع) عَنْ هَذِهِ الْآیَةِ– وُجُوهٌ یَوْمَئِذٍ خاشِعَةٌ عامِلَةٌ ناصِبَةٌ قَالَ نَزَلَتْ فِی النُّصَّابِ وَ الزَّیْدِیَّةِ وَ الْوَاقِفَةُ مِنَ النُّصَّابِ.

ابن ابی عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے امام محمد جوادؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ اس دن کچھ چہرے ذلیل اور تھکے ماندے ہونگے، توآپ نے فرمایا : یہ آیت ناصبیوں کے بارے میں نازل ہوئی اور زیدیہ اور واقفیہ ناصبیوں میں سے ہیں۔

۴۱۲ حَمْدَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ مَا أَحَدٌ أَجْهَلَ مِنْهُمْ یَعْنِی الْعِجْلِیَّةَ، إِنَّ فِی الْمُرْجِئَةِ فُتْیَا وَ عِلْماً وَ فِی الْخَوَارِجِ فُتْیَا وَ عِلْماً، وَ مَا أَحَدٌ أَجْهَلَ مِنْهُمْ.

داود بن فرقد نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا: عجلی گروہ سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں مرجئہ اور خوارج میں بھی کچھ فتوے اور علم ہوگا لیکن ان سے بڑا کوئی جاہل نہیں ہے۔

ابوالجارود زیاد بن منذر اعمی سرحوب[۲۵۲]

۴۱۳ حُکِیَ أَنَّ أَبَا الْجَارُودِ سُمِّیَ سُرْحُوباً وَ نُسِبَتْ إِلَیْهِ السُّرْحُوبِیَّةُ مِنَ الزَّیْدِیَّةِ، سَمَّاهُ بِذَلِکَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) وَ ذَکَرَ أَنَّ سُرْحُوباً اسْمُ شَیْطَانٍ أَعْمَی یَسْکُنُ الْبَحْرَ، وَ کَانَ أَبُو الْجَارُودِ مَکْفُوفاً أَعْمَی أَعْمَی الْقَلْبِ.

نقل ہوا ہے کہ ابو الجارود کو سرحوب کا نام دیا گیا اور اس کی طرف زیدیہ میں سے سرحوبیہ گروہ کی نسبت دی گئی اور اسے یہ نام امام ابو جعفر باقرؑ نے دیا اور آپ نے بتایا کہ سرحوب

---

[۲۵۲] ۔ رجال الطوسی ۱۲۲ و ۱۹۷. فرق الشیعۃ ۵۵ و ۵۸. تنقیح المقال ۱: ۴۵۹. فہرست الندیم ۲۲۶. رجال الکشی ۲۲۹. رجال النجاشی ۱۲۱. خاتمۃ المستدرک ۸۰۴. فہرست الطوسی ۲۷. معالم العلماء ۵۲. رجال ابن داود ۲۴۶. رجال البرقی ۱۳. معجم رجال الحدیث ۷: ۳۲۱ - ۳۲۲ و ۲۱: ۷۶ - ۷۹. الذریعۃ ۴: ۲۵۱. جامع الرواۃ ۱: ۳۳۹. رجال الحلی ۲۲۳. توضیح الاشتباہ ۱۶۵. نقد الرجال ۱۴۲. مجمع الرجال ۳: ۴۷ - ۵۷. ہدایۃ المحدثین ۶۸. إعیان الشیعۃ ۷: ۸۳ - ۸۵. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۷: ۵۰. الکنی والألقاب ۱: ۳۱. مروج الذہب ۳: ۲۲۰. سفینہ البحار ۱: ۱۵۲ و ۵۸۱ و ۶۱۳. المقالات والفرق ۷۱ و ۲۰۰. الموسوعۃ الأسلامیہ ۲: ۲۴۶. بہجۃ الامال ۴: ۲۱۷. الاختصاص ۸۳ و ۲۷۴. تأسیس الشیعۃ ۲۸۵. منہج المقال ۱۵۲. العندبیل ۱: ۳۰۱. منتہی المقال ۱۳۹. جامع المقال ۶۹. التحریر الطاووسی ۱۱۳. إضبط المقال ۴۶۸ و ۵۱۵. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۶۶. اتقان المقال ۱۸۴. الوجیزۃ ۳۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ۴۰. رجال الأنصاری ۹۰. تقریب التہذیب ۱: ۲۷۰. تہذیب التہذیب ۳: ۳۸۶. میزان الاعتدال ۲: ۹۳. التاریخ الکبیر ۳: ۳۷۱. خلاصۃ تذہیب الکمال ۷: ۱۰۷. الملل والنحل ۱: ۱۵۷. المجروحین ۱: ۳۰۶. لسان المیزان ۷: ۲۲۲. الأعلام ۳: ۵۵. الأنساب ۱۱۹. معجم المؤلفین ۴: ۱۸۸. الجرح والتعدیل ۱: ۲: ۵۴۵. الکامل فی ضعفاء الرجال ۳: ۱۰۴۶. خطط المقریزی ۲: ۲۵۲. القاموس المحیط ۱: ۸۲. تاج العروس ۲: ۲۱۸. تاریخ الاسلام ۶: ۶۷. الکنی والأسماء ۱: ۱۳۷. الثقات لابن حبان ۶: ۳۲۶. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱: ۳۰۱. المغنی فی ضعفاء الرجال ۱: ۲۴۴. الضعفاء ۸۳. تہذیب الکمال ۹: ۵۱۷. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۳۱۴. الضعفاء والمتروکین للدار قطنی ۹۳.

ایک اندھے شیطان کا نام ہے جو سمندروں میں رہتا ہے اور ابو الجارود اندھا تھا اور اس کا دل بھی اندھا اور کور تھا[۲۵۳]۔

۴۱۴ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُمْهُورٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ بَشَّارٍ الْوَشَّاءُ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَمَرَّتْ بِنَا جَارِيَةٌ مَعَهَا قُمْقُمٌ فَقَلَبَتْهُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِنْ كَانَ قَلَبَ قَلْبَ أَبِي الْجَارُودِ كَمَا قَلَبَتْ هَذِهِ الْجَارِيَةُ هَذَا الْقُمْقُمَ فَمَا ذَنْبِي[۲۵۴].

ابو بصیر کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے پاس تھے ،ہمارے پاس سے ایک کنیز گزری جس نے ایک ظرف اٹھایا ہوا تھا تو وہ اس سے الٹ گیا تو امام صادقؑ نے فرمایا : خدا نے ابو الجارود کا دل اس طرح الٹ دیا ہے جس طرح اس کنیز نے اس ظرف کو الٹ دیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔

۴۱۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ، قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا فَعَلَ أَبُو الْجَارُودِ! أَمَا وَ اللَّهِ لَا يَمُوتُ إِلَّا تَائِهاً.

---

[۲۵۳]۔ یہ ان موارد میں ہے جن کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے اور شاید یہ غلط المشہور ہو کیونکہ ابو جارود امام باقرؑ کی زندگی میں تو گروہ زیدیہ کا سردار نہیں بنا کیونکہ زیدیہ امام باقرؑ کے بعد وجود میں آئے تو اس یہ مرسلہ اور بے روایت امام باقرؑ سے اس مذمت میں جعلی ہے اور باقی تین روایات بھی سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں اس لیے تحقیق کے لحاظ سے اس کی اس قدر مذمت ثابت نہیں جتنی مشہور ہے اور ہر گز علماء رجال نے بھی اس کے بارے میں ضعیف ہونے کا حکم نہیں لگایا اس لیے اگر اس کی وثاقت کی کوئی دلیل مل جائے تو اسے ثقہ قرار دیا جائے گا، جیسا کہ محقق خوئی نے بعض قرائن کو ذکر کیا ہے۔

[۲۵۴] رجال الکشی، ص: ۲۳۰

ابو اسامہ کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: ابو الجارود کا کیا بنا؟! خدا کی قسم وہ نہیں مرے گا مگر حیران و گمراہ ہو کر۔

۴۱۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْكُوفِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ زُرْعَةَ، عَنْ سَمَاعَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَثِيرَ النَّوَّاءِ وَ سَالِمَ بْنَ أَبِي حَفْصَةَ وَ أَبَا الْجَارُودِ، فَقَالَ كَذَّابُونَ مُكَذِّبُونَ كُفَّارٌ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ، قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَذَّابُونَ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَمَا مَعْنَى مُكَذِّبُونَ قَالَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَّا فَيُخْبِرُونَّا أَنَّهُمْ يُصَدِّقُونَّا وَ لَيْسُوا كَذَلِكَ وَ يَسْمَعُونَ حَدِيثَنَا فَيُكَذِّبُونَ بِهِ.

ابو بصیر کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے کثیر نواء، سالم بن ابی حفصہ اور ابو الجارود کو یاد کیا تو فرمایا: بڑے جھوٹے ہیں اور جھٹلانے والے ہیں، کافر ہیں، ان پر خدا کی لعنت ہو، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، یہ بڑے جھوٹے ہیں اس کا معنی مجھے سمجھ آگیا ہے لیکن یہ جھٹلانے والے ہیں اس کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: یہ جھوٹے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے وہ ہماری حدیثوں کو سنتے ہیں اور ان کی تکذیب کرتے ہیں۔

۴۱۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِيُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشْيَانُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَخْرَفِ، عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْحَمَّارِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ لِأَبِي الْجَارُودِ بِمِنًى فِي فُسْطَاطِهِ رَافِعاً صَوْتَهُ يَا أَبَا الْجَارُودِ وَ كَانَ وَ اللَّهِ أَبِي إِمَامَ أَهْلِ الْأَرْضِ حَيْثُ مَاتَ لَا يَجْهَلُهُ إِلَّا ضَالٌّ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ قَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ،

قَالَ، فَلَقِيتُ أَبَا الْجَارُودِ بَعْدَ ذَلِكَ بِالْكُوفَةِ فَقُلْتُ لَهُ أَ لَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ مَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَرَّتَيْنِ قَالَ إِنَّمَا يَعْنِي أَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (ع).

ابو سلیمان حمار کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ کو سنا،آپ نے منی میں اپنے خیمے سے بلند آواز سے ابوالجارود سے فرمایا: اے ابوالجارود! خدا کی قسم میرے والد گرامی اہل زمین کے امام تھے اور فوت ہوئے ان سے کوئی ناآشنا نہیں مگر کوئی گمراہ ہو پھر میں نے اگلے سال اسے دیکھا توآپ نے اسے اسی طرح فرمایا، راوی کہتا ہے میں اس کے بعد کوفہ میں ابوالجارود سے ملا تو میں نے اس سے کہا کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو امام صادق نے دو بار تیرے تجھ سے کہی تو اس نے کہا: انہوں نے اپنے باپ علی ابن ابی طالبؑ کو مراد لیا تھا۔

ہارون بن سعد عجلی[۲۵۵] اور محمد بن سالم ئی فروش

۴۱۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّه بْنُ مُحَمَّد بْن خَالد، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَزَّازُ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِی دَاوُدُ بْنُ فَرْقَد، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّه (ع) عَرَضَتْ لِی إِلَى رَبِّی تَعَالَى حَاجَةٌ فَهَجَرْتُ فِيهَا إِلَى الْمَسْجِد، وَ كَذَلِکَ كُنْتُ أَفْعَلُ إِذَا عَرَضَتْ لِیَ الْحَاجَةُ، فَبَيْنَا أَنَا أُصَلِّی فِی الرَّوْضَة إِذَا رَجُلٌ عَلَى رَأْسِی، فَقُلْتُ مِمَّنِ الرَّجُلُ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَة، قَالَ، فَقُلْتُ مِمَّنِ الرَّجُلُ فَقَالَ مِنْ أَسْلَمَ، قَالَ، فَقُلْتُ مِمَّنِ الرَّجُلُ قَالَ مِنَ الزَّيْدِيَّة، قُلْتُ: يَا أَخَا أَسْلَمَ مَنْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ قَالَ أَعْرِفُ خَيْرَهُمْ وَ سَيِّدَهُمْ وَ أَفْضَلَهُمْ هَارُونَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ، قُلْتُ يَا أَخَا أَسْلَمَ رَأْسَ الْعِجْلِيَّة، أَ مَا

---

[۲۵۵]۔ رجال الطوسی ۳۲۸. رجال الکشی ۲۳۱. معجم شعراء المرزبانی ۴۸۳. المقالات والفرق ۷۳ و ۲۰۴. رجال الحلی ۲۶۳. مجمع الرجال ۶: ۲۰۲ و ۲۰۳. تنقیح المقال ۳: قسم الہاء: ۲۸۴. نقد الرجال ۳۶۶. مقاتل الطالبیین انظر فہرستہ. جامع الرواۃ ۲: ۳۰۶. رجال ابن داود ۲۸۳. منہج المقال ۳۵۷. فرق الشیعۃ ۵۷. معجم رجال الحدیث ۱۹: ۲۲۶. منتہی المقال ۳۲۰. التحریر الطاووسی ۳۰۴. اتقان المقال ۳۸۰. الوجیزۃ ۵۳. رجال الأنصاری ۱۹۸. تقریب التہذیب ۲: ۳۱۱. التاریخ الکبیر ۸: ۲۲۱. الأعلام ۸: ۶۰. المجروحین ۳: ۹۴. لسان المیزان ۷: ۴۱۵. میزان الاعتدال ۴: ۲۸۴. خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۴۹. تہذیب التہذیب ۱۱: ۶. الکامل فی ضعفاء الرجال ۷: ۲۵۸۷. الضعفاء الکبیر ۴: ۳۶۲. الجرح والتعدیل ۴: ۲: ۹۰. تاریخ إسماء الثقات ۳۴۲. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳: ۱۷۰. المغنی فی الضعفاء ۲: ۷۰۴. الثقات ۷: ۵۷۹.

سَمِعْتَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ- إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا، وَ إِنَّمَا الزَّيْدِيُّ حَقّاً مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ بَيَّاعُ الْقَصَبِ.

داود بن فرقد نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا : مجھے میرے پروردگار کے حضور ایک حاجت پیش آئی تو میں اس کے لیے مسجد میں گیا جیسا کہ جب بھی مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں مسجد میں جاتا ہوں ، تو جب میں روضہ نبی اکرم میں نماز پڑھ رہا تھا تو ایک شخص میرے پاس آیا ، میں نے سوال کیا : کون شخص ہے ؟اس نے کہا: اہل کوفہ میں سے ، میں نے کہا کون سے کوفی ؟اس نے کہا ؛قبیلہ اسلم سے ، میں نے پوچھا: عقیدے کے لحاظ سے ؟ کہا ؛ زیدی، میں نے کہا اے برادر اسلم تو ان میں سے کس کو جانتا ہے ؟اس نے کہا ؛ میں ان میں سے بہترین شخص ،ان کے سید اور سردار، اور ان میں سب سے افضل ہارون بن سعد کو جانتا ہوں ؟ میں نے کہا ؛اے برادر اسلم وہ جو عجلی گروہ کا سر گروہ اور رئیس ہے ؟ کیا تو نے خدا کے فرمان کو نہیں سنا فرمایا : جن لوگوں نے گوسالے کو اختیار کیا تو انہیں خدا کا غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت اور رسوائی پکڑلے گی اور حقیقی زیدی تو محمد بن سالم نئی فروش ہے۔

۴۱۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيُّ وَ كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الْمُقْرِي وَ كَانَ مِنْ كِبَارِ الزَّيْدِيَّةِ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ وَ كَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ الزَّيْدِيَّةِ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ وَ كَانَ رَأْسَ الزَّيْدِيَّةِ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) جَالِساً إِذْأَقْبَلَ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ (ع) فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) قَالَ هَذَا سَيِّدُ أَهْلِ بَيْتِي

وَ الطَّالِبُ بِأَوْتَارِهِمْ، وَ مَنْزِلُ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ كَانَ عِنْدَ مَسْجِدِ سِمَاكٍ، وَ ذَكَرَ ابْنُ فَضَّالٍ أَنَّهُ ثِقَةٌ[۲۵۶].

فضل بن شاذان نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ابو یعقوب مقری جو بڑے زیدیہ میں سے تھے ،نے عمرو بن خالد سے نقل کیا جو زیدیہ کے روساء میں سے تھے کہ ابو الجارود جو زیدیہ کا رئیس تھا اس نے بیان کیا کہ میں امام باقر کے پاس تھا کہ زید بن علی ان کی طرف آ رہا تھا جب امام باقر نے ان کو دیکھا تو فرمایا : یہ میرے اہل بیت کا سید و سردار اور ان کی خون کا بدلہ لینے والا ہے اور راوی عمرو بن خالد کا گھر مسجد سماک (کوفہ میں ایک مسجد جسے تخریبی لوگوں نے بنایا) کے پاس تھا اور ابن فضال نے بیان کیا کہ وہ ثقہ اور معتمد شخص تھا۔

---

[۲۵۶]. رجال الکشی، ص: ۲۳۲.

سعید بن منصور

۴۲۰ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوب، قَالَ حَدَّثَنَا حَنَانُ بْنُ سَدِیرٍ، قَالَ کُنْتُ جَالساً عنْدَ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَیْنِ، فَجَاءَ سَعِیدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ کَانَ منْ رُؤَسَاءِ الزَّیْدیَّة، فَقَالَ مَا تَرَی فِی النَّبِیذِ فَإِنَّ زَیْداً کَانَ یَشْرَبُهُ عنْدَنَا قَالَ مَا أُصَدِّقُ عَلَی زَیْدٍ أَنَّهُ یَشْرَبُ مُسْکِراً، قَالَ بَلَی قَدْ شَرِبَهُ، قَالَ فَإِنْ کَانَ فَعَلَ فَإِنَّ زَیْداً لَیْسَ بِنَبِیٍّ وَ لَا وَصِیِّ نَبِیٍّ، إِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ منْ آلِ مُحَمَّدٍ یُخْطِئُ وَ یُصِیبُ.

حنان بن سدیر کا بیان ہے کہ میں حسن بن حسین کے پاس بیٹھا تھا کہ زیدیہ کے روساء میں سے ایک شخص سعید بن منصور آیا تو اس نے کہا: نبیذ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے ؟ ہمارے نزدیک تو نبیذ پیا کرتا تھا تو اس نے کہا میں اس چیز کی تصدیق نہیں کرتا کہ زید نشہ آور چیز پیتے تھے، تو اس نے کہا: ہاں، اس نے نبیذ پی تھی تو اس نے کہا اگر زید نے ایسا کیا ہو تو وہ نہ نبی ہیں اور نہ نبی کے وصی وہ آل محمد میں سے ایک مرد ہیں ان سے غلطی اور درستی دونوں چیزوں کا امکان ہے۔

ابو ضبّار

۴۲۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَلَانِسِيُّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ نُوحِ بْنِ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الضُّبَّارِ، وَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) ...

نوح بن درّاج کا بیان ہے کہ ابو ضبّار زید بن علیؑ کے ساتھیوں میں سے تھا۔

بتریہ[۲۵۷]

۴۲۲ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ صَبَّاحٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو سَعْدٍ الْحَلَّابِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لَوْ أَنَّ الْبُتْرِيَّةَ صَفٌّ وَاحِدٌ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، مَا أَعَزَّ اللَّهُ بِهِمْ دِيناً

-

---

[۲۵۷] ـ رجال الکشی، ص: ۲۳۳، التعلیقة للوحید البهبهانی علی رجال (منهج المقال) للاسترابادی (ص ۴۱۰) ط ایران. رجال خاقانی، ص۱۳۰ط محققه، مقباس الهدایة، ج ۲، ص ۳۴۹. فِرق الشیعة، ص ۳۸ - ۳۹. الفَرق بین الفِرق، ص ۳۳. الملل و النحل، ج۱، ص۲۶۱ - ۲۶۲. مُعجمُ مُصطلحاتِ الرّجالَ والدّرایَۃِ، باء، الفهرست لابن الندیم: ۲۵۳، فرہنگ فرق اسلامی: ۱۰-۱۱، تاریخ اِدیان و مذاہب جہان: ۳ / ۱۲۲۸ - ۱۲۵۱ ریحانة الأدب: ۲ / ۴۰۲ ، کشاف اصطلاحات الفنون: ۱ / ۱۶۷، معارف و معاریف: ۳۴۸/۲، مقباس الهدایة: ۳۴۹/۲، اِصول الحدیث: ۱۸۴، کلیات فی علم الرجال: ۴۰۸. مجمع البحرین: ۳/ ۲۱۳، مادة (بتر). سماء المقال، ص۱۷۸ط محققه،

ابو عمر و سعد حلّاب نے امام صادق سے روایت کی، فرمایا؛ اگر بتریہ مشرق سے مغرب تک ایک صفّ بن جائیں تو بھی خدا ان کے ذریعے اسلام کو کبھی عزت نہیں دے گا۔

وَ الْبُتْرِيَّةُ هُمْ أَصْحَابُ كَثِيرِ النَّوَّاءِ، وَ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ، وَ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، وَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، وَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَ أَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتٍ الْحَدَّادِ، وَ هُمُ الَّذِينَ دَعَوْا إِلَى وَلَايَةِ عَلِيٍّ (ع) ثُمَّ خَلَطُوهَا بِوَلَايَةِ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ يُثْبِتُونَ لَهُمَا إِمَامَتَهُمَا، وَ يَنْتَقِصُونَ عُثْمَانَ وَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرَ، وَ يَرَوْنَ الْخُرُوجَ مَعَ بُطُونِ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَذْهَبُونَ فِي ذَلِكَ إِلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ يُثْبِتُونَ لِكُلِّ مَنْ خَرَجَ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ (ع) عِنْدَ خُرُوجِهِ الْإِمَامَةَ.

بتریہ کثیر نواء، حسن بن صالح بن حیّ، سالم بن ابی حفصہ، حکم بن عتیبہ، سلمہ بن کہیل[۲۵۸]، ابو المقدام ثابت حداد، کے ساتھی ہیں وہ ولایت علی کے قائل ہیں لیکن پھر انہوں نے اسے ابو بکر اور عمر کی ولایت سے خلط کر دیا اور ان کے لیے امامت کو ثابت کرنے لگے ور وہ عثمان اور

---

[۲۵۸] ۔ رجال الطوسی ۹۱ و ۱۲۴ و ۲۱۱. تنقیح المقال ۲ : ۵۰. خاتمۃ المستدرک ۸۰۹. رجال ابن داود ۱۰۵. رجال الحلی ۲۲۷. رجال الکشی ۲۰۹ و ۲۳۳ و ۲۳۶ و ۲۴۰. معجم الثقات ۲۹۲. رجال البرقی ۴ و ۸ و ۹ (اس میں اس شخص اور ایک دوسرے شخص کے درمیان خلط ہوا ہے جو امام علی کے خواص میں سے تھا اور اس نے امام صادق کا زمانہ نہیں پایا) معجم رجال الحدیث ۸ : ۲۰۸. نقد الرجال ۱۵۸. توضیح الاشتباہ ۱۷۶. جامع الرواۃ ۱ : ۳۷۳. مجمع الرجال ۳ : ۱۵۴. اِعیان الشیعۃ ۷ : ۲۹۱. بہجۃ الآمال ۴ : ۴۴۴. المقالات والفرق ۱۰ و ۷۳ و ۷۴. فرق الشیعۃ ۱۳ و ۵۷. منتہی المقال ۱۵۱. منہج المقال ۱۷۱. التحریر الطاووسی ۷۴. اِضبط المقال ۵۱۳ و ۵۱۶. روضۃ المتقین ۱۴ : ۳۷۰. وسائل الشیعۃ ۲۰ : ۲۰۹. اتقان المقال ۶۸ و ۱۹۲. الوجیزۃ ۳۶. التاریخ الکبیر ۴ : ۷۴. خلاصۃ تذہیب الکمال ۱۲۶. تقریب التہذیب ۱ : ۳۱۸. تہذیب التہذیب ۴ : ۱۵۵. الطبقات الکبری ۴ : ۲۲۱. شذرات الذہب ۱ : ۱۵۹. العبر ۱ : ۱۵۳. الطبقات لابن خیاط ۱۶۳. الجرح والتعدیل ۲ : ۱ : ۱۷۰. تاریخ الثقات ۱۹۷. تاریخ اِسماء الثقات ۱۵۰. الکنی والأسماء ۲ : ۱۶۵. سیر اِعلام النبلاء ۵ : ۲۹۸. الاکمال ۷ : ۱۷۶. تاریخ الاسلام ۵ : ۸۱.

طلحہ و زبیر کی تنقیص کرتے ہین اور امام علی ابن ابی طالبؑ کی اولاد کی نسلوں کے ساتھ خروج کرنے کا عقیدہ رکھتے ہین اور اس کے لیے وہ امر بالمعروف اور نہی از منکر کا طریقہ اپناتے ہیں اور امام علیؑ کی اولاد میں سے جو بھی خروج کرے اس کے لیے خروج کی حالت میں امامت کو ثابت کرتے ہیں۔

سالم بن ابی حفصہ[۲۵۹]

۴۲۳ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی حَفْصَةَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقُلْتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ يُحْتَسَبُ مُصَابُنَا بِرَجُلٍ كَانَ إِذَا حَدَّثَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص)، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: مَا مِنْ شَیْءٍ إِلَّا وَ قَدْ وَكَّلْتُ بِهِ غَيْرِی إِلَّا الصَّدَقَةَ فَإِنِّی أَتَلَقَّفُهَا بِيَدِی، حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ وَ الْمَرْأَةَ لَيَتَصَدَّقُ بِتَمْرَةٍ أَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍفَأُرَبِّيهَا لَهُ كَمَا يُرَبِّی الرَّجُلُ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ، فَتَلْقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ مِثْلُ أُحُدٍ وَ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ[۲۶۰].

سالم بن ابی حفصہ کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کی ؛خدا کے نزدیک اس شخص کے لیے ہماری مصیبت اور عزاداری باعث ثواب ہو گی کہ جب وہ

---

[۲۵۹]۔ تہذیب الکمال: ۱۰/ ۱۳۳ الرقم ۲۱۴۳. الجرح والتعدیل: ۴/ ۱۸۰ الرقم ۷۸۲. الطبقات الکبری: ۳۲۶/۶. الکامل: ۳/ ۳۴۴. تقریب التہذیب: ۱/ ۲۷۹ الرقم ۴. سنن الترمذی: ۵/ ۶۰۷، کتاب المناقب الرقم ۳۶۵۸، الأدب المفرد للبخاری: ۶۱، باب (۲۷) الرقم ۱۳۰. رجال الشیخ الطوسی: ۲۱۷ الرقم ۲۸۷۷. رجال النجاشی: ۱۸۸ الرقم ۵۰۰، رجال ابن داود، قسم ثانی: ۲۴۷ رقم ۱۹۹ رجال علامہ حلی، قسم: ۲۲۷ رقم ۳۔

[۲۶۰]. رجال الکشی، ص: ۲۳۴

حدیث بیان کرتا تو کہتا تھا؛ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تو امام نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے میں نے ہر چیز کو غیر کے حوالے کیا سوائے صدقہ کے کہ اسے میں اپنے دست قدرت سے خود وصول کرتا ہوں حتی اگر کوئی مرد یا زن کھجور کا ایک ٹکڑا صدقہ کرے تو میں اس کو اتنی نشو ونما دیتا ہوں جیسے ایک شخص اپنے بچے یا اپنی اونٹنی کے بچے کو پالتا ہے تو وہ شخص اس صدقے سے قیامت کے دن ملاقات کرے گا تو وہ کوہ احد یا اس سے بھی بڑا ہو چکا ہوگا۔

۴۲۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی بَصِیرٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَی، عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ لَقِیتُ سَالِمَ بْنَ أَبِی حَفْصَةَ، فَقَالَ لِی وَیْحَکَ یَا زُرَارَةُ إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ لِی أَخْبِرْنِی عَنِ النَّخْلِ عِنْدَکُمْ بِالْعِرَاقِ یَنْبُتُ قَائِماً أَوْ مُعْتَرِضاً قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ یَنْبُتُ قَائِماً. قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنْ ثَمَرِکُمْ حُلْوٌ هُوَ وَ سَأَلَنِی عَنْ حَمْلِ النَّخْلِ کَیْفَ یَحْمِلُ فَأَخْبَرْتُهُ. وَ سَأَلَنِی عَنِ السُّفُنِ تَسِیرُ فِی الْمَاءِ أَوْ فِی الْبَرِّ قَالَ فَوَصَفْتُ لَهُ أَنَّهَا تَسِیرُ فِی الْبَحْرِ وَ یَمُدُّونَهَا الرِّجَالُ بِصُدُورِهِمْ، فَأَتَمُّ بِإِمَامٍ لَا یَعْرِفُ هَذَا! قَالَ، فَدَخَلْتُ الطَّوَافَ وَ أَنَا مُغْتَمٌّ لِمَا سَمِعْتُ مِنْهُ، فَلَقِیتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لِی، فَلَمَّا حَاذَیْنَا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ، قَالَ: الْهَ عَنْ ذِکْرِهِ فَإِنَّهُ وَ اللَّهِ لَا یَئُولُ إِلَی خَیْرٍ أَبَداً.

زرارہ کا بیان ہے کہ میں سالم بن ابی حفصہ سے ملا تو اس نے مجھ سے کہا: تمہارا بھلا ہو اے زرارہ! کہ ابو جعفر امام باقرؑ نے مجھ سے پوچھا کہ مجھے کھجور کے بارے میں بتاو تمہارے پاس عراق میں وہ کھڑی اگتی ہے یا زمین پر جھکی ہوئی؟ تو میں نے عرض کی؛ وہ سیدھی اگتی ہے، تو آپ نے پوچھا؛ مجھے بتاو کہ اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے اور کھجور کی بارداری کے بارے میں پوچھا

تو میں نے بتایا پھر آپ نے کشتیوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ پانی پہ چلتی ہیں یا خشکی پہ تو میں نے عرض کی کہ وہ سمندروں میں چلتی ہیں اور لوگ اپنے سینے کا زور خرچ کر کے کھینچتے ہیں، تو کیا میں اس امام کی پیروی کروں جو ان باتوں کو بھی نہیں جانتا، راوی کہتا ہے میں اس کی بات کو سن کر غمگیں ہو گیا اور میں طواف کرنے لگا تو میں نے امام باقرؑ سے ملاقات کی اور آپ کو اس کی باتوں کی خبر دی تو جب ہم حجر اسود کے بالمقابل تھے تو آپ نے فرمایا: اس کی باتوں کو بھول جاو، خدا کی قسم وہ کبھی بھی خیر و نیکی کی طرف نہیں پلٹے گا۔

۴۲۵ ابْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی عَلیُّ بْنُ الْحَسَن، قَالَ حَدَّثَنی الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ حُكَيْمٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِی بَصِير، قَالَ، قيلَ لأَبِی عَبْد اللَّه (ع) وَ أَنَا عِنْدَهُ، إِنَّ سَالِمَ بْنَ أَبِی حَفْصَةَ يَرْوِی عَنْكَ أَنَّكَ تَكَلَّمُ عَلَى سَبْعِينَ وَجْهاً لَكَ مِنْ كُلِّهَا الْمَخْرَجُ قَالَ، فَقَالَ مَا يُرِيدُ سَالِمٌ مِنِّی أَ يُرِيدُ أَنْ أَجِیءَ بِالْمَلَائِكَة فَوَ اللَّه مَا جَاءَ بِهَا النَّبِيُّونَ، وَ لَقَدْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنِّی سَقِيمٌ وَ اللَّه مَا كَانَ سَقِيماً وَ مَا كَذَبَ، وَ لَقَدْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هذا وَ مَا فَعَلَهُ وَ مَا كَذَبَ، وَ لَقَدْ قَالَ يُوسُفُ إِنَّكُمْ لَسارِقُونَ وَ اللَّه مَا كَانُوا سَارِقِينَ وَ مَا كَذَبَ[۲۶۱].

ابو بصیر کا بیان ہے کہ امام صادقؑ سے کہا گیا جبکہ میں بھی آپ کے پاس موجود تھا کہ سالم بن ابی حفصہ آپ سے روایت کرتا ہے کہ آپ جو کلام کرتے ہیں اس کی ۷۰ وجہیں ہو سکتی ہیں اور آپ ان میں سے ہر ایک روش سے نکلنے کا حق رکھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: سالم مجھ سے کیا چاہتا ہے کیا وہ چاہتا ہے کہ میرے پاس ملائکہ کو لایا جائے، خدا کی قسم! یہ وہی طرز کلام ہے

---

[۲۶۱]. رجال الکشی، ص: ۲۳۵

جسے انبیاء نے اختیار کیا؛ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا؛ میں بیمار ہوں، خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے اور آپ نے جھوٹ بھی نہیں بولا بلکہ ابراہیم نے فرمایا؛ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے حالانکہ اس نے نہیں کیا تھا اور انہوں نے جھوٹ بھی نہیں بولا، اور اسی طرح حضرت یوسف نے کہا؛ تم چور ہو، خدا کی قسم وہ چور نہیں تھے اور حضرت یوسفؑ نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔

۴۲۶ ابْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ جعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَکِیمٍ وَ عَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: سَالِمُ بْنُ أَبِی حَفْصَةَ کَانَ مُرْجِئاً. ابان بن عثمان کا بیان ہے کہ سالم بن ابی حفصہ مرجئی تھا۔

۴۲۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِیلَ بْنِ أَحْمَدَ: حَدَّثَنِی الْعُبَیْدِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ بَزِیعٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ یُونُسَ، عَنْ فُضَیْلٍ الْأَعْوَرِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عُبَیْدَةَ الْحَذَّاءُ، قَالَ أَخْبَرْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) بِمَا قَالَ سَالِمُ بْنُ أَبِی حَفْصَةَ فِی الْإِمَامِ، فَقَالَ: وَیْلَ سَالِمٍ یَا وَیْلَ سَالِمٍ مَا یَدْرِی سَالِمٌ مَا مَنْزِلَةُ الْإِمَامِ! إِنَّ مَنْزِلَةَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ مِمَّا یَذْهَبُ إِلَیْهِ سَالِمٌ وَ النَّاسُ أَجْمَعُونَ.

ابو عبیدہ حذاء کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ کو اس بات کی خبر دی جو سالم بن ابی حفصہ نے امام کے بارے میں کہی تو آپ نے فرمایا: سالم کا برا ہو، وائے ہو سالم کے لیے، اسے کیا معلوم کہ امام کی منزلت کیا ہے ؟! بے شک امام کی منزلت اس سے کہیں بلند و برتر ہے جو سالم اور سب لوگ فکر کرتے ہیں۔

۴۲۸ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی فُضَیْلٌ الْأَعْوَرُ، عَنْ أَبِی عُبَیْدَةَ الْحَذَّاءِ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) إِنَّ سَالِمَ بْنَ أَبِی حَفْصَةَ یَقُولُ لِی: مَا بَلَغَکَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ وَ لَیْسَ لَهُ إِمَامٌ کَانَتْ

مِیتَتُهُ مِیتَةً جَاهِلِیَّةً فَأَقُولُ بَلَی. فَیَقُولُ مَنْ إِمَامُکَ فَأَقُولُ أَئِمَّتِی آلُ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ وَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ. فَیَقُولُ: وَ اللَّهِ مَا أَسْمَعُکَ عَرَفْتَ إِمَاماً! قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع)وَیْحَ سَالِمٍ وَ مَا یَدْرِی سَالِمٌ مَا مَنْزِلَةُ الْإِمَامِ! مَنْزِلَةُ الْإِمَامِ یَا زِیَادُ أَعْظَمُ وَ أَفْضَلُ مِمَّا یَذْهَبُ إِلَیْهِ سَالِمٌ وَ النَّاسُ أَجْمَعُونَ. وَ حُکِیَ عَنْ سَالِمٍ: أَنَّهُ کَانَ مُخْتَفِیاً مِنْ بَنِی أُمَیَّةَ بِالْکُوفَةِ، فَلَمَّا بُویِعَ لِأَبِی الْعَبَّاسِ: خَرَجَ مِنَ الْکُوفَةِ مُحْرِماً فَلَمْ یَزَلْ یُلَبِّی: لَبَّیْکَ قَاصِمَ بَنِی أُمَیَّةَ لَبَّیْکَ، حَتَّی أَنَاخَ بِالْبَیْتِ.

ابو عبیدہ حذاء کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ کو اس بات کی خبر دی کہ سالم بن ابی حفصہ مجھ سے کہتا ہے کیا تجھے نبی اکرم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا، تو میں نے کہا؛ ہاں، تو اس نے کہا؛ تیرا امام کون ہے تو میں نے کہا میرے امام آلؑ محمد ﷺ ہیں، تو اس نے کہا خدا کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تو نے امام کو پہچان لیا ہے، تو امام باقر نے فرمایا: سالم کا برا ہو، وائے ہو سالم کے لیے، اسے کیا معلوم کہ امام کی منزلت کیا ہے؟! اے زیاد، بے شک امام کی منزلت اس سے کہیں بلند و برتر ہے جو سالم اور سب لوگ فکر کرتے ہیں۔

اور سالم سے نقل ہوا کہ وہ کوفہ میں بنی امیہ سے چھپا ہوا تھا جب ابو العباس کی بیعت کی گئی تو وہ کوفہ سے احرام باندھ کر نکلا اور مسلسل یہ تلبیہ کہتا رہا: لبیک اے خدا جس نے بنی امیہ کی کمر توڑ دی، لبیک، یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے پاس پہنچ گیا۔

سلمہ بن کہیل، ابو المقدام، سالم بن ابی حفصہ اور کثیر نواء

۴۲۹ سَعْدُ بْنُ جَنَاحٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْقُمِّيُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ الرَّوَّاسِيِّ، عَنْ سَدِيرٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ مَعِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ وَ أَبُو الْمِقْدَامِ ثَابِتٌ الْحَدَّادُ وَ سَالِمُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَ كَثِيرٌ النَّوَّاءُ وَ جَمَاعَةٌ مَعَهُمْ، وَ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ ع أَخُوهُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ (ع) فَقَالُوا لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) نَتَوَلَّى عَلِيّاً وَ حَسَناً وَ حُسَيْناً وَ نَتَبَرَّأُ مِنْ أَعْدَائِهِمْ! قَالَ نَعَمْ. قَالُوا نَتَوَلَّى أَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ نَتَبَرَّأُ مِنْ أَعْدَائِهِمْ! قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِمْ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ لَهُمْ أَ تَتَبَرَّءُونَ مِنْ فَاطِمَةَ بَتَرْتُمْ أَمْرَنَا بَتَرَكُمُ اللَّهُ، فَيَوْمَئِذٍ سُمُّوا الْبُتْرِيَّةَ.

سدیر کا بیان ہے کہ میں امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوا اور میرے ساتھ سلمہ بن کہیل، ابو المقدام ثابت حداد، سالم بن ابی حفصہ اور کثیر نواء اور ان میں سے ایک جماعت تھی اور امام باقرؑ کے پاس ان کا بھائی زید بن علیؑ موجود تھا تو انہوں نے امام باقرؑ سے عرض کی: ہم امام علیؑ اور امام حسن و حسینؑ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے براءت کرتے ہیں! فرمایا؛ ٹھیک ہے، انہوں نے ہم ابو بکر اور عمر سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے براءت کرتے ہیں، تو زید بن علیؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا: کیا تم حضرت

فاطمہ زہراؑ سے براءت کرتے ہو تم نے ہمارے حق کو کاٹ دیا خدا تمہیں کاٹ دے، تو اس دن سے ان کا نام بتریہ پڑ گیا۔

عمر بن رباح[۲۶۲]

۴۳۰۔ عُمَرُ قِيلَ إِنَّهُ كَانَ أَوَّلًا يَقُولُ بِإِمَامَةِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) ثُمَّ إِنَّهُ فَارَقَ هَذَا الْقَوْلَ وَ خَالَفَ أَصْحَابَهُ مَعَ عِدَّةٍ يَسِيرَةٍ بَايَعُوهُ عَلَى ضَلَالَتِهِ، فَإِنَّهُ زَعَمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَهُ فِيهَا بِجَوَابٍ، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِ فِي عَامٍ آخَرَ وَ زَعَمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ تِلْكَ الْمَسْأَلَةِ بِعَيْنِهَا فَأَجَابَهُ فِيهَا بِخِلَافِ الْجَوَابِ الْأَوَّلِ، فَقَالَ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) هَذَا خِلَافُ مَا أَجَبْتَنِي فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ عَامَكَ الْمَاضِي، فَذَكَرَ أَنَّهُ قَالَ لَهُ إِنَّ جَوَابَنَا خَرَجَ عَلَى وَجْهِ التَّقِيَّةِ، فَشَكَّ فِي أَمْرِهِ وَ إِمَامَتِهِ، فَلَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَنِي فِيهَا بِجَوَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ عَنْهَا فِي عَامٍ آخَرَ فَأَجَابَنِي فِيهَا بِخِلَافِ الْجَوَابِ الْأَوَّلِ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ قَالَ فَعَلْتُهُ لِلتَّقِيَّةِ، وَ قَدْ عَلِمَ اللَّهُ أَنِّي مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا وَ أَنَا صَحِيحُ الْعَزْمِ عَلَى التَّدَيُّنِ بِمَا يُفْتِينِي فِيهِ وَ قَبُولِهِ وَ الْعَمَلِ بِهِ، وَ لَا وَجْهَ لِاتِّقَائِهِ إِيَّايَ، وَ هَذِهِ حَالُهُ، فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ: فَلَعَلَّهُ حَضَرَكَ مَنِ اتَّقَاهُ، فَقَالَ مَا حَضَرَ مَجْلِسَهُ فِي وَاحِدَةٍ

---

[۲۶۲] ۔ رجال الکشی ۲۳۷، رجال الطوسی ۲۵۲. تنقیح المقال ۲: ۳۴۴. خاتمۃ المستدرک ۸۳۱. معجم رجال الحدیث ۱۳: ۳۵. رجال ابن داود ۲۶۴. رجال الحلی ۲۴۱. نقد الرجال ۲۵۴. رجال البرقی ۳۶. مجمع الرجال ۴: ۲۵۹. المقالات والفرق ۷۵ و ۲۰۶. رجال النجاشی فی ترجمۃ احمد بن محمد بن علی بن عمر ۶۷. منہج المقال ۲۵۰. منتہی المقال ۲۳۳. التحریر الطاووسی ۱۹۸. الوجیزۃ ۴۳. بہجۃ الآمال ۵: ۶۰۸. اتقان المقال ۹۸ و ۳۳۲. رجال الانصاری ۱۳۴.

منَ الْحَالَیْنِ غَیْرِی، لَا، وَ لَکنْ کَانَ جَوَابُهُ جَمیعاً عَلَی وَجْه التَّخَیُّب وَ لَمْ یَحْفَظْ مَا أَجَابَ به فی الْعَامِ الْمَاضی فَیُجیبَ بمثْله، فَرَجَعَ عَنْ إمَامَته، وَ قَالَ لَا یَکُونُ إمَامٌ یُفْتی بالْبَاطلِ عَلَی شَیْءٍ منَ الْوُجُوه وَ لَا فی حَالٍ منَ الْأَحْوَال، وَ لَا یَکُون إمَاماً یُفْتی بتَقیَّة منْ غَیْرِ مَا یَجبُ عنْدَ اللَّه، وَ لَا هُوَ مُرْخی ستْرَهُ وَ یُغْلقُ بَابَهُ،وَ لَا یَسعُ الْإمَامَ إلَّا الْخُرُوجُ وَ الْأَمْرُ بالْمَعْرُوف وَ النَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ، فَمَالَ إلَی سُنَّته بقَوْلِ الْبُتْریَّة وَ مَالَ مَعَهُ نَفَرٌ یَسیرٌ.

ایک قول ہے کہ عمر پہلے امام ابو جعفرؑ کی امامت کا قائل تھا پھر ان کو چھوڑ دیا اور ان کے اصحاب کا مخالف ہو گیا اور چھوٹے سے گروہ نے اس کی گمراہی میں اس کی بیعت کی، اس کا گمان تھا کہ اس نے ابو جعفرؑ سے ایک سوال کیا تو آپ نے ایک جواب دیا پھر دوسرے سال اس نے وہی سوال کیا تو آپ نے پہلے جواب کے خلاف جواب دیا تو اس نے کہا: آپ کا یہ جواب پچھلے سال والے جواب کے مخالف ہے، تو آپ نے فرمایا ہمارا وہ جواب تقیہ کی وجہ سے تھا، اس بات پر عمر نے آپکے امر ولایت اور امامت میں شک کیا، اس نے امام باقر کے اصحاب میں سے ایک شخص جسے محمد بن قیس کہتے تھے اس سے ملاقات کی اور اس سے کہا میں نے ابو جعفرؑ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے ایک سال ایک جواب دیا اور دوسرے سال اسی سوال کا جواب پہلے جواب کے مخالف دیا تو میں نے ان سے کہا: آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا میں نے تقیہ کی وجہ سے ایسا کیا ہے، خدا جانتا ہے کہ جب میں نے ان سے سوال کیا تو میں آپ کے قول کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے پر پختہ یقین رکھتا تھا، ان کے لیے مجھ سے تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ان کی یہ حالت ہے، تو محمد بن قیس نے کہا: شاید وہاں کوئی دوسرا موجود ہو جس سے آپ نے تقیہ کیا ہو تو اس نے کہا: ان دونوں محفلوں میں جن میں میں نے سوال کیا میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص حاضر نہ تھا لیکن ان کا جواب میرے سوال کو نہ سمجھنے

کی وجہ سے تھا اور انہیں پچھلے سال والا جواب یاد نہیں رہا تو اب دوسرا جواب دے دیا[۲۶۳]، اس طرح وہ آپ کی امامت کا منکر ہو گیا اور کہنے لگا: امام وہ نہیں ہوتا جو کسی طرح بھی باطل کا فتوی دے اور امام وہ نہیں ہوتا جو خدا کے واجب کو چھوڑ کر تقیہ کے تحت فتوی دے اور نہ وہ امام ہوتا ہے جو پردے لٹکا کر اور دروازے بند کر کے بیٹھ جائے اور امر بالمعروف اور نہی از منکر کے لیے کوئی اقدام نہ کرے اسی طرح وہ اپنی روش میں بتریہ کے نظریے کا قائل ہو گیا اور اس کے ساتھ ایک گروہ بھی گمراہ ہو گیا۔

---

[۲۶۳]۔ماھذہ اول قارورۃ کسرت فی الاسلام، یہ پہلی تہمت نہیں جو ان معصومین ہستیوں پہ لگائی گئی، جب کسی انسان کا ضمیر مر جاتا ہے، شیطان اس پر اپنا جال مضبوط کر لیتا ہے تو وہ خدا کی معصوم و عظیم ہستیوں پہ اس طرح نکتہ چینی کرتا ہے، اور بڑی بے حیائی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرنے لگتا ہے بھلا جس امام کی امامت، عصمت اور علم لدنی کی متواتر خبریں نبی اکرم ﷺ نے دی ہوں، جس کی طرف جابر انصاری کو سلام دیکر آپ نے بھیجا ہو جسے آپ نے باقر العلم (علم کے چشموں کو کھولنے والا) قرار دیا ہو جس کے علم و تقوا کے اپنے اور پرائے قائل ہو ان کے بارے میں اس طرح قصہ بنالینا کیسے قبول ہو سکتا، ایسے بے دین اور جھوٹے لوگوں کا حساب خود خدا کے پاس ہے۔

امام باقرؑ وامام صادقؑ کے اصحاب میں سے فقہاء کے نام

۴۳۱ قَالَ الْكَشِّيُّ: اجْتَمَعَتِ الْعِصَابَةُ عَلَى تَصْدِيقِ هَؤُلَاءِ الْأَوَّلِينَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ انْقَادُوا لَهُمْ بِالْفِقْهِ، فَقَالُوا أَفْقَهُ الْأَوَّلِينَ سِتَّةٌ: زُرَارَةُ وَ مَعْرُوفُ بْنُ خَرَّبُوذَ وَ بُرَيْدٌ وَ أَبُو بَصِيرٍ الْأَسَدِيُّ وَ الْفُضَيْلُ بْنُ يَسَارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ، قَالُوا وَ أَفْقَهُ السِّتَّةِ زُرَارَةُ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ مَكَانَ أَبِي بَصِيرٍ الْأَسَدِيِّ أَبُو بَصِيرٍ الْمُرَادِيُّ وَ هُوَ لَيْثُ بْنُ الْبَخْتَرِيُّ.

کشی فرماتے ہیں: گروہ شیعہ نے امام باقر و صادق کے اصحاب میں ان اولین کی تصدیق پر اتفاق کیا ہے اور ان کے لیے فقاہت کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ ان اولین میں سے بڑے فقیہ یہ تھے: زرارہ، معروف بن خربوذ، برید، ابوبصیر اسدی، فضیل بن یسار، محمد بن مسلم طائفی، انہوں نے کہا: ان چھ میں سب سے بڑے فقیہ زرارہ ہیں اور بعض نے ابو بصیر اسدی کی جگہ ابوبصیر مرادی (لیث بن بختری) کو ان میں شمار کیا۔

برید بن معاویہ[264]

۴۳۲ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلَفٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمِسْمَعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حَدِيدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ أَوْتَادُ الْأَرْضِ وَ أَعْلَامُ الدِّينِ أَرْبَعَةٌ: مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ بُرَيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَ لَيْثُ بْنُ الْبَخْتَرِيِّ الْمُرَادِيُّ وَ زُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ.

جمیل بن دراج نے امام صادقؑ سے روایت کی؛اوتاد ارض اور دین کے علم و نشان چار افراد ہیں : محمد بن مسلم، برید بن معاویہ، لیث بن بختری مرادی، اور زرارہ بن اعین۔

۴۳۳ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمِسْمَعِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ سِرْحَانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع)

---

[264] ۔ رجال البرقی ۱۴، ۱۷، رجال الکشی، ح ۲۰، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۸۳، ۲۸۶، ۲۸۷، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۵۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۶۵۵، رجال النجاشی اص۲۸۱ ن ۲۸۵، رجال الشیخ الطوسی ۱۰۹، ۱۵۸، التحریر الطاووسی ۵۷ ن ۵۹، رجال ابن داود ۵۴ ن ۲۳۲ و ۲۰۹، ۲۳۳ ن ۲۷، رجال العلّامۃ الحلی ۲۶، ۲۷، لسان المیزان ۲ص ۱۰ ن ۳۱، نقد الرجال ۵۴، جامع الرواۃ اص ۱۱۷، ہدایۃ المحدثین ۲۳، بہجۃ الآمال ۲ص ۳۸۷، تنقیح المقال اص ۱۶۴، اِعیان الشیعۃ ۳ص ۵۵۸، الِامام الصادق والمذاہب الَاربعۃ اص ۴۴۶، الجامع فی الرجال اص ۳۰۰، معجم رجال الحدیث ۳ص ۲۸۵ ن ۱۶۷۳ و ۵۰۶ ن ۲۶، قاموس الرجال ۲ص ۱۶۴، معجم الثقات ۲۲ ن ۱۳۱. توضیح الاشتباہ ۷۵. سفینہ البحار ۱: ۶۸. منتہی المقال ۶۳. العندبیل ۱: ۶۶. منہج المقال ۶۶. ایضاح الاشتباہ ۱۶. نضد الایضاح ۶۵. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۴۵. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۳۵. اتقان المقال ۲۹. رجال الانصاری ۴۸. ثقات الرواۃ ۱: ۱۳۰-۱۳۴. الاکمال ۱: ۲۲۷.

يَقُولُ: إِنِّى لَأُحَدِّثُ الرَّجُلَ بِحَدِيثٍ وَ أَنْهَاهُ عَنِ الْجِدَالِ وَ الْمِرَاءِ فِى دِينِ اللَّهِ تَعَالَى، وَ أَنْهَاهُ عَنِ الْقِيَاسِ فَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِى فَيَتَأَوَّلُ حَدِيثِى عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ، إِنِّى أَمَرْتُ قَوْماً أَنْ يَتَكَلَّمُوا وَ نَهَيْتُ قَوْماً، فَكُلٌّ يَتَأَوَّلُ لِنَفْسِهِ يُرِيدُ الْمَعْصِيَةَ لِلَّهِ تَعَالَى وَ لِرَسُولِهِ، فَلَوْ سَمِعُوا وَ أَطَاعُوا لَأَوْدَعْتُهُمْ مَا أَوْدَعَ أَبِى (ع) أَصْحَابَهُ، إِنَّ أَصْحَابَ أَبِى (ع) كَانُوا زَيْناً أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً، أَعْنِى زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ وَ مِنْهُمْ لَيْثٌ الْمُرَادِيُّ وَ بُرَيْدٌ الْعِجْلِيُّ، هَؤُلَاءِ الْقَوَّامُونَ بِالْقِسْطِ هَؤُلَاءِ الْقَوَّالُونَ بِالصِّدْقِ هَؤُلَاءِ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ[۲۶۵].

داود بن سرحان نے امام صادقؑ سے سنا،فرمایا؛ میں ایک شخص کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور اسے خدا کے دین میں مناظرے اور جھگڑے کرنے سے روکتا ہوں اور اسے قیاس کرنے سے منع کرتا ہوں تو وہ میرے پاس سے نکلتا ہے تو اس حدیث کی الٹی تاویلیں نکال لیتا ہے اور میں نے ایک گڑوہ کو بحثیں کرنے کا حکم دیا اور ایک کو مناظروں سے روکا تو ہر ایک نے اپنے لیے تاویلیں نکال لیں اس کے ذریعے وہ خدا اور اس کے رسول کی معصیت اور نافرمانی کرنا چاہتے ہیں اگر وہ ہماری بات کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تو میں انہیں وہ راز مہیا کرتا جو میرے والد گرامیؑ نے اپنے اصحاب کو عطا فرمائے ،بے شک میرے بابا کے اصحاب زندگی و موت میں ان کے لیے باعث زینت ہیں ؛ زرارہ ، محمد بن مسلم ، لیث مرادی اور برید عجلی ، یہ عدل و انصاف کو قائم کرنے والے ہیں ، یہ عدل و انصاف کو قائم کرنے والے ہیں یہ خیر و نیکی کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور یہی مقرب خدا ہیں۔

---

[۲۶۵]۔ رجال الکشی، ص: ۲۳۹، یہ روایت ۲۸۷ میں بھی گزر چکی۔

۴۳۴ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْبَقْبَاقِ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّه (ع) زُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ بُرَيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَ الْأَحْوَلُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً وَ لَكِنَّ النَّاسَ يُكْثِرُونَ عَلَيَّ فِيهِمْ فَلَا أَجِدُ بُدّاً مِنْ مُتَابَعَتِهِمْ، قَالَ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ، قَالَ: أَنْتَ الَّذِي تَرْوِي عَلَيَّ مَا تَرْوِي فِي زُرَارَةَ وَ بُرَيْدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ الْأَحْوَلِ قَالَ، قُلْتُ نَعَمْ، فَكَذَبْتُ عَلَيْكَ قَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ إِذَا كَانُوا صَالِحِينَ، قُلْتُ هُمْ صَالِحُونَ.

ابو العباس بقباق نے امام صادقؑ سے روایت کی،فرمایا: زرارہ، محمد بن مسلم، برید بن معاویہ ،اور احول (مومن طاق) زندگی اور موت دونوں حالتوں میں مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں، لیکن جب لوگ میرے پاس آتے ہیں اوران کے متعلق کوئی بات کہتے ہیں تو مجھے وہی کہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا[۲۶۶]۔

راوی کہتا ہے میں اگلے سال امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تو زرارہ ، برید، محمد بن مسلم اور احول کے بارے میں وہ روایت نقل کرتا ہے ؟ میں نے عرض کی ؛ ہاں ، مولا، کیا میں نے آپ پر جھوٹ بولا ہے ؟ فرمایا؛ وہ ان کے متعلق اس وقت ہے جب وہ صالح اور نیکوکار ہوں، میں نے عرض کی ؛ مولا وہ بہت نیکوکار اور صالح افراد ہیں۔

۴۳۵ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، عَنْ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: يَا أَبَا

---

[۲۶۶] ۔ یہ روایت تھوڑے اختلاف مضمون کے ساتھ ۳۲۶،۳۲۵ میں بھی گزر چکی۔

الصَّبَّاحِ هَلَکَ الْمُتَرَئِّسُونَ فِی أَدْیَانِهِمْ مِنْهُمْ زُرَارَةُ وَ بُرَیْدٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ إِسْمَاعِیلُ الْجُعْفِیُّ، وَ ذَکَرَ آخَرَ لَمْ أَحْفَظْهُ.

ابو صباح نے امام صادقؑ سے روایت کی، فرمایا؛ اے ابو صباح! اپنے دین میں ریاست طلبی کرنے والے ہلاک ہوگئے ،ان میں زرارہ ، برید، محمد بن مسلم اور اسماعیل جعفی ، اور امام نے ایک دوسرے شخص کا نام بھی لیا میں اسے بھول گیا[۲۶۷]۔

۴۳۶ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: عَنْ یُونُسَ، عَنْ مِسْمَعٍ کِرْدِینٍ أَبِی سَیَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ لَعَنَ اللَّهُ بُرَیْداً وَ لَعَنَ زُرَارَةَ[۲۶۸].

ابو سیار نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا؛اللہ تعالی برید پر لعنت کرے اور اللہ تعالی زرارہ پر لعنت کرے۔

۴۳۷ جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَى بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِیمِ الْقَصِیرِ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) ائْتِ زُرَارَةَ وَ بُرَیْداً وَ قُلْ لَهُمَا مَا هَذِهِ الْبِدْعَةُ أَ مَا عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّی أَخَافُ مِنْهُمَا فَأَرْسَلَ مَعِی لَیْثاً الْمُرَادِیَّ فَأَتَیْنَا زُرَارَةَ فَقُلْنَا لَهُ مَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ وَ اللَّهِ لَقَدْ أَعْطَانِی الِاسْتِطَاعَةَ وَ مَا شَعَرُوا مَا یُرِیدُ، فَقَالَ وَ اللَّهِ لَا أَرْجِعُ عَنْهَا أَبَداً.

عبدالرحیم قصیر کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ زرارہ و برید کے پاس جاو اور ان سے کہو یہ کیسی بدعت ہے جو تم نے نکالی ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اکرم ﷺ نے

---

[۲۶۷] ۔یہ روایت ۳۵۰، ۲۸۳ میں بھی مذکور ہے۔

[۲۶۸] ۔رجال الکشی، ص: ۲۴۰، یہ روایت ۲۳۷ میں بھی ذکر ہوئی اور بعد والی روایت ۲۳۶ میں ذکر ہے۔

فرمایا تھا؛ ہر بدعت گمراہی ہے تو میں نے عرض کی مجھے ان سے ڈر ہے آپ میرے ساتھ لیث مرادی کو بھیج دیں تو ہم زرارہ کے پاس آئے تو ہم نے اس سے کہا جو امام صادقؑ نے فرمایا تھا ،تو اس نے کہا آپ نے مجھے استطاعت کا نظریہ دیا اور اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور برید نے کہا؛ خدا کی قسم! نہیں، میں اس بات کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

۴۳۸ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْبَقْبَاقِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّهُ، قَالَ: أَرْبَعَةٌ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتاً بُرَيْدٌ الْعِجْلِيُّ وَ زُرَارَةُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ الْأَحْوَلُ.

ابو العباس بقباق نے امام صادقؑ سے روایت کی،فرمایا: چار افراد زندگی اور موت دونوں حالتوں میں مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں ؛ زرارہ ، برید بن معاویہ ، محمد بن مسلم اور احول (مومن طاق)۔

امّ خالد، کثیر نواء، اور ابو المقدام

۴۳۹ عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) یَقُولُ: إِنَّ الْحَکَمَ بْنَ عُتَیْبَةَ وَ سَلَمَةَ وَ کَثِیراً وَ أَبَا الْمِقْدَامِ وَ التَّمَّارَ یَعْنِی سَالِماً، أَضَلُّوا کَثِیراً مِمَّنْ ضَلَّ هَؤُلَاءِ، وَ إِنَّهُمْ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ. وَ مِنَ النّاسِ مَنْ یَقُولُ آمَنّا بِاللّهِ وَ بِالْیَوْمِ الْآخِرِ وَ ما هُمْ بِمُؤْمِنِینَ[۲۶۹].

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے روایت کی؛ حکم بن عتیبہ، سلمہ، کثیر، ابو المقدام[۲۷۰] اور تمّار سالم نے بہت سے افراد کو گمراہ کر دیا ہے اور خدا کے اس فرمان کے مصداق بن گئے ہیں؛ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم خدا اور روز آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

---

[۲۶۹]۔ رجال الکشی، ص: ۲۴۱، بقرہ، آیت ۸۔

[۲۷۰]۔ اس کا نام ثابت بن ہرمز فارسی ہے، رجال الطوسی ۸۴ و ۱۱۰ و ۱۶۰. تنقیح المقال ۱: ۱۹۴. رجال النجاشی ۸۴. رجال ابن داود ۶۰ و ۲۳۴. معجم رجال الحدیث ۳: ۳۹۸ و ۴۰۱. جامع الرواۃ ۱: ۱۳۹. رجال الحلی ۲۰۹. نقد الرجال ۶۳. رجال الکشی ۲۳۳. مجمع الرجال ۱: ۲۹۸ و ۲۹۹. ہدایۃ المحدثین ۲۷. إعیان الشیعۃ ۴: ۱۹. توضیح الاشتباہ ۸۵. بہجۃ الامال ۲: ۴۶۹. المقالات والفرق ۱۱ و ۱۴۷. فرق الشیعۃ ۱۳ و ۵۷. رجال البرقی ۹. منتہی المقال ۷۱. العندبیل ۱: ۸۵. منہج المقال ۷۵. التحریر الطاووسی ۶۱. إضبط المقال ۴۹۰. اتقان المقال ۲۶۶. الوجیزۃ للمجلسی ۲۹. لسان المیزان ۲: ۷۹. تہذیب التہذیب ۲: ۱۶. تقریب التہذیب ۱: ۱۱۷. خلاصۃ تذہیب الکمال ۴۸. التاریخ الکبیر ۲: ۱۷۱. الطبقات الکبری ۶: ۳۲۸. الجرح والتعدیل ۱: ۱: ۴۵۹. تہذیب الکمال ۴: ۳۸۰. تاریخ إسماء الثقات ۸۳. الکنی والأسماء ۲: ۱۲۷.

۴۴۰ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَیْفِ بْنِ عَمِیرَةَ، عَنْ أَبِی بَكْرٍ الْحَضْرَمِیِّ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) اللَّهُمَّ إِنِّی إِلَیْکَ مِنْ کَثِیرٍ النَّوَّاءِ بَرِیءٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

ابو بکر حضرمی نے امام صادقؑ سے روایت کی ؛خدایا میں دنیا اور آخرت میں تیرے دربار میں کثیر نوّاء[۲۷۱] *سے بری ہوں۔*

۴۴۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حُکَیْمٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ الْأَحْمَرِ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، قَالَ، کُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِذْ جَاءَتْ أُمُّ خَالِدٍ الَّتِی کَانَ قَطَعَهَا یُوسُفُ تَسْتَأْذِنُ عَلَیْهِ، قَالَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَ یَسُرُّکَ أَنْ تَشْهَدَ کَلَامَهَا قَالَ، فَقُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاکَ، فَقَالَ أَمَا لَا فَأْدِنْ، قَالَ، فَأَجْلَسَنِی عَلَى الطِّنْفِسَةِ، ثُمَّ دَخَلَتْ فَتَکَلَّمَتْ فَإِذَا هِیَ امْرَأَةٌ بَلِیغَةٌ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ، فَقَالَ لَهَا: تَوَلِّیهِمَا! قَالَتْ: فَأَقُولُ لِرَبِّی إِذَا لَقِیتُهُ إِنَّکَ أَمَرْتَنِی بِوَلَایَتِهِمَا، قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: فَإِنَّ هَذَا الَّذِی مَعَکَ عَلَى الطِّنْفِسَةِ یَأْمُرُنِی بِالْبَرَاءَهِ مِنْهُمَا، وَ کَثِیرٌ النَّوَّاءُ یَأْمُرُنِی بِوَلَایَتِهِمَا فَأَیُّهُمَا أَحَبُّ إِلَیْکَ قَالَ هَذَا وَ اللَّهِ وَ أَصْحَابُهُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ کَثِیرٍ النَّوَّاءِ وَ أَصْحَابِهِ، إِنَّ هَذَا یُخَاصِمُ فَیَقُولُ مَنْ لَمْ

---

[۲۷۱]۔ رجال شیخ طوسی ۱۳۴ ن ۴، اِصحاب الباقرؑ، و۲۷۷ ن ۶ اِصحاب الصادقؑ میں فرمایا: "کثیر بن قاروند ابو اِسماعیل نوا کوفی"، برقی رجال ۱۵، رجال ابن داود قسم ثانی : ۲۶۸ ن ۴۱۲ ،رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ۲۴۹ ن ۱. التحریر الطاووسی ،ص ۴۸۵، ن ۳۵۵۔

يَحْكُمْ بما أَنْزلَ اللّهُ فَأُولئکَ هُمُ الْكافِرُونَ، وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بما أَنْزَلَ اللّهُ فَأُولئکَ هُمُ الظّالمُونَ، وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بما أَنْزَلَ اللّهُ فَأُولئکَ هُمُ الْفاسقُونَ، فَلَمَّا خَرَجَتْ، قَالَ: إِنِّی خَشیتُ أَنْ تَذْهَبَ فَتُخْبِرَ كَثیراً فَیُشَهِّرَنِی بالْكُوفَة، اللَّهُمَّ إِنِّی إِلَیْکَ مِنْ كَثیرٍ بَرِیءٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخرَة[۲۷۲].

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر تھا کہ ام خالد حاضر ہوئی جس کے ہاتھ یوسف نے کاٹے تھے اس نے آپ سے اذن حضور مانگا تو امام نے فرمایا: کیا تو اس کلام سننا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں میں آپ پر قربان جاوں، تو آپ نے فرمایا: ادھر قریب آو، اور مجھے چٹائی پر بٹھایا پھر وہ داخل ہوئی اور اس نے کلام کیا تو اس نے بہت فصیح اور بلیغ کلام کی اور اس نے فلاں، فلاں کے بارے میں پوچھا: تو آپ نے اس سے فرمایا: ان دونوں سے محبت رکھو تو اس نے عرض کی؛ میں جب اپنے پروردگار سے ملاقات کرونگی تو کہہ دوں گی کہ آپ نے مجھے ان دونوں سے محبت کرنے کا حکم دیا تھا، امام نے فرمایا؛ ہاں، کہہ دینا، پھر اس نے کہا؛ یہ جو آپ کے ساتھ چٹائی پہ بیٹھا ہے اس نے مجھے ان سے برائت کا حکم دیا ہے، اور کثیر نواء نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا تو ان دونوں میں سے کون آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ؟، امام نے فرمایا خدا کی قسم یہ اور اس کے ساتھی مجھے کثیر نواء اور اس کے ساتھیوں کی نسبت زیادہ پسند ہیں، کیونکہ جب یہ بحث کرتا ہے تو کہتا ہے: جو شخص وہ حکم نہ کرے جو خدا نے نازل کیا تو وہ کافر ہے، جو شخص وہ فیصلہ نہ کرے جو خدا نے نازل کیا تو وہ ظالم ہے، جو شخص وہ حکم نہ کرے جو خدا نے نازل کیا تو وہ فاسق ہے۔

راوی کہتا ہے جب وہ چلی گئی تو فرمایا؛ مجھے ڈر ہے کہ یہ جا کر کثیر کو نہ بتا دے اور وہ مجھے کوفہ میں مشہور کردے، خدایا ! میں دنیا اور آخرت میں تیرے دربار میں کثیر نوّاء سے بری ہوں۔

---

[۲۷۲]۔ رجال الکشی، ص: ۲۴۱، سورہ مائدہ، ۴۷،۴۵،۴۴۔

میسّر اور عبداللہ بن عجلان[۲۷۳]

۴۴۳ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَخَوَیْهِ: مُحَمَّدٍ وَ أَحْمَدَ. عَنْ أَبِیهِمْ، عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ، عَنْ مُیَسِّرِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَأَیْتُ کَأَنِّی عَلَی جَبَلٍ، فَیَجِیءُ النَّاسُ فَیَرْکَبُونَهُ، فَإِذَا کَثُرُوا عَلَیْهِ تَصَاعَدَ بِهِمُ الْجَبَلُ، فَیَنْتَثِرُونَ عَنْهُ فَیَسْقُطُونَ، فَلَمْ یَبْقَ مَعِی إِلَّا عِصَابَةٌ یَسِیرَةٌ أَنْتَ مِنْهُمْ وَ صَاحِبُکَ الْأَحْمَرُ یَعْنِی عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَجْلَانَ.

میسر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: میں ایسے خیال کرتا ہوں گویا ایک پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑا ہوں اور چاروں طرف سے لوگ آکر اس پر چڑھتے ہیں جب ان کی کثرت ہو جاتی ہے تو پہاڑ انہیں لیکر اوپر اڑتا ہے تو لوگ اس سے گرنے اور بکھرنے لگتے ہیں تو ان میں سے صرف ایک مختصر سا گروہ میرے ساتھ بچ جاتا ہے تو اور تیرا ساتھی احمر عبداللہ بن عجلان بھی ان بچ جانے والوں میں سے ہے۔

---

[۲۷۳]۔ رجال الطوسی ۱۲۷ و ۲۶۵. تنقیح المقال ۲: ۱۹۷. معجم الثقات ۳۱۲. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۲۵۱ و ۲۵۳. نقد الرجال ۲۰۲. رجال البرقی ۱۰ و ۲۲. توضیح الاشتباہ ۲۱۰. جامع الرواۃ ۱: ۴۹۶. رجال الکشی ۲۴۲. مجمع الرجال ۴: ۲۷ و ۲۸. منہج المقال ۲۰۸. المناقب ۴: ۲۸۱. بہجۃ الآمال ۵: ۲۶۲. منتہی المقال ۱۸۸. التحریر الطاووسی ۱۶۵. إضبط المقال ۵۲۵. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۴۱. رجال الانصاری ۱۰۹. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۸۵. اتقان المقال ۲۰۲. الوجیزۃ ۳۹.

۴۴۴ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، وَ النَّاسُ يَصْعَدُونَ عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، حَتَّى إِذَا كَثُرُوا عَلَيْهِ تَطَاوَلَ بِهِمْ فِي السَّمَاءِ، وَ جَعَلَ النَّاسُ يَتَسَاقَطُونَ عَنْهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتَّى لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ إِلَّا عِصَابَةٌ يَسِيرَةٌ، يَفْعَلُ ذَلِكَ خَمْسَ مَرَّاتٍ، وَ كُلَّ ذَلِكَ يَتَسَاقَطُ النَّاسُ عَنْهُ وَ تَبْقَى تِلْكَ الْعِصَابَةُ عَلَيْهِ، أَمَا إِنَّ مُيَسِّرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَجْلَانَ فِي تِلْكَ الْعِصَابَةِ فَمَا مَكَثَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَّا نَحْواً مِنْ سَنَتَيْنِ حَتَّى هَلَكَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ.

زرارہ کا بیان ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: میں ایسے خیال کرتا ہوں گویا ایک پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑا ہو ں اور چاروں طرف سے لوگ آکر اس پر چڑھتے ہیں جب ان کی کثرت ہو جاتی ہے تو پہاڑ انہیں لیکر اوپر اڑتا ہے تو لوگ اس سے ہر طرف سے گرنے اور بکھرنے لگتے ہیں تو ان میں سے صرف ایک مختصر سا گروہ میرے ساتھ بچ جاتا ہے اور ایسا دن میں پانچ بار ہوتا ہے اور ہر بار اس سے بہت سے لوگ گرتے ہیں اور وہ مختصر گروہ اس پر بچ جاتا ہے ،اور میسر بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن عجلان اس گروہ میں سے ہے ، اور اس کے بعد امام صرف دو سال زندہ رہے اور آپ نے وفات پائی۔

۴۴۵ حَدَّثَنِي خَلَفُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْآدَمِيُّ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عِمْرَانَ الْحَلَبِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع). وَ حَدَّثَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ

عُثْمَانَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالا قُلْنَا لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَجْلَانَ مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَ كَانَ يَقُولُ إِنِّي لَا أَمُوتُ مِنْ مَرَضِي هَذَا فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْهَاتَ أَيْهَاتَ إِنِ [أَنَّى] ذَهَبَ ابْنُ عَجْلَانَ لَا عَرَّفَهُ اللَّهُ قَبِيحاً مِنْ عَمَلِهِ، إِنَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ اخْتَارَ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا، فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ كَانَ مُوسَى أَوَّلَ مَنْ قَامَ مِنْهَا، فَقَالَ يَا رَبِّ أَصْحَابِي قَالَ يَا مُوسَى إِنِّي أُبْدِلُكَ مِنْهُمْ خَيْراً، قَالَ رَبِّ إِنِّي وَجَدْتُ رِيحَهُمْ وَ عَرَفْتُ أَسْمَاءَهُمْ، قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثاً فَبَعَثَهُمُ اللَّهُ أَنْبِيَاءَ[۲۷۴].

بشیر اور حارث بن مغیرہ کا بیان ہے کہ ہم نے امام صادقؑ سے عرض کی : عبداللہ بن عجلان جس مرض میں فوت ہوااس میں کہا کرتا تھا میں اس مرض میں نہیں مروں گا توامام نے فرمایا: وہ نہیں سمجھا، بھلاابن عجلان کیا سوچ رہا تھا کہ خدااس کے برے عمل کو بخش دے گا، حضرت موسیٰ بن عمران نبی نے اپنی قوم کے ۷۰ افراد کوانتخاب کیاجب ان کو بجلی کی کڑک نے آن لیا تو حضرت موسیٰ ان میں سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے میرے پروردگار، یہ میرے اصحاب ہیں، توخدا نے فرمایااے موسیٰ میں تیرے لیے ان کے بدلے میں ان سے بہتر اصحاب دوں گا، تو حضرت موسیٰ نے عرض کی؛اے میرے پروردگار، میں ان کی خوشبو سے مانوس ہوں اور ان کے نام جانتا ہوں اور اس طرح تین بار عرض کی تو اللہ نے انہیں نبی بنا کر مبعوث کردیا۔

[۲۷۴] رجال الکشی، ص: ۲۴۴۔

۴۴۶ وَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: إِنَّ مُيَسِّرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ[۲۷۵] كَانَ كُوفِيّاً وَ كَانَ ثِقَةً.

علی بن حسن نے کہا؛ میسر بن عبدالعزیز کوفی اور ثقہ تھا۔

۴۴۷ ابْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِد، قَالَ حَدَّثَنِي الْوَشَّاءُ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ مُيَسِّرٍ، عَنْ أَحَدِهِمَا، قَالَ، قَالَ لِي: يَا مُيَسِّرُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ وَصُولًا لِقَرَابَتِكَ! قُلْتُ: نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَقَدْ كُنْتُ فِي السُّوقِ وَ أَنَا غُلَامٌ وَ أُجْرَتِي دِرْهَمَانِ، وَ كُنْتُ أُعْطِي وَاحِداً عَمَّتِي وَ وَاحِداً خَالَتِي، فَقَالَ أَمَا وَ اللَّهِ لَقَدْ حَضَرَ أَجَلُكَ مَرَّتَيْنِ كُلَّ ذَلِكَ يُؤَخِّرُهُ.

میسر بن کا بیان ہے کہ امام باقر/صادقؑ میں سے ایک نے مجھ سے فرمایا: اے میسر! میں خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے، میں نے عرض کی ہاں مولا میں آپ پر قربان جاوں، میں جب جوان تھا اور بازار میں کام کرتا تھا اور میری اجرت دو درہم تھی تو میں ایک درہم اپنی پھوپھی کو اور ایک درہم اپنی خالہ کو دیا کرتا تھا، تو امام نے فرمایا: خدا کی قسم تیری موت دو بار حاضر ہوئی، اور یہ تیری صلہ رحمی اسے موخر کرتی رہی۔

---

[۲۷۵]۔ رجال البرقی ۴۲، رجال الکشی، ۲۴۲ن ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۲۴۴ن ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸، رجال الطوسی ۳۱۷ن ۵۹۷ و ۱۳۵ن ۱۲، فہرست الطوسی ۳۱۸ن ۶۱۴، رجال ابن داود ۳۵۷ن ۱۵۹۴، رجال العلامۃ الحلی ۱۷۱ن ۱۱، نقد الرجال ۳۵۹، مجمع الرجال ۶ص ۱۷۰، جامع الرواۃ ۲ص ۲۸۶، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۳۵۶ن ۱۱۹۹، الوجیزۃ ۱۶۸، ہدایۃ المحدثین ۱۵۴، بہجۃ الآمال ۷ص ۱۳۵، تنقیح المقال ۳ص ۲۶۴ن ۱۲۳۴۷، معجم رجال الحدیث ۱۹ص ۱۰۳ن ۱۲۹۱۸ و ۱۲۹۲۱ و ۱۲۹۲۲، قاموس الرجال ۹ص ۱۷۳. اس نے امام باقر اور صادقؑ سے روایت کی اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی: ابان بن عثمان احمر، ابو اسحاق ثعلبہ بن میمون، عبداللہ بن بکیر، جمیل بن دراج نخعی، حذیفہ بن منصور، اس کا بیٹا محمد بن میسر، معاویہ بن عمار دہنی، علیؑ بن عقبہ، وغیرہ، اس کی کتب اربعہ میں ۶۳ روایات نقل ہیں۔

۴۴۸ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُوفِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَنَانٍ وَ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ مُيَسِّرٍ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ فَذَكَرُوا صِلَةَ الرَّحِمِ وَ الْقَرَابَةِ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَا مُيَسِّرُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ أَجَلُكَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَ لَا مَرَّتَيْنِ، كُلَّ ذَلِكَ يُؤَخِّرُ اللَّهُ بِصِلَتِكَ قَرَابَتَكَ.

میسر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ ہم ایک گروہ امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے صلہ رحمی کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا: اے میسر! تیری موت کئی بار حاضر ہوئی اور یہ تیری صلہ رحمی اسے موخر کرتی رہی۔

بسّام[276]

۴۴۹ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ[277]، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ الْعَابِدُ، قَالَ كُنْتُ مَعَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (ع) بِبَابِ الْخَلِيفَةِ أَبِي

---

[276] ۔اس کا نام بسام بن عبداللہ صیرفی، کوفی، اسدی ہے؛ رجال الطوسی ۱۱۰و۱۵۹(فرمایا؛ اسند عنہ). تنقیح المقال ۱: ۱۶۸. خاتمة المستدرک ۷۸۵. رجال النجاشی ۸۱. رجال ابن داود ۵۶. معجم الثقات ۲۵۶. رجال البرقی ۱۵. معجم رجال الحدیث ۳: ۲۹۸. المناقب ۴: ۲۸۱. نقد الرجال ۵۵. رجال الکشی ۲۴۴. مجمع الرجال ۱: ۲۵۸. اعیان الشیعة ۳: ۵۶۵. توضیح الاشتباه ۷۶. تأسیس الشیعة ۲۸۶. منتہی المقال ۶۴. العندبیل ۱: ۶۸ وفیہ من الضعفاء. منہج المقال ۶۸. التحریر الطاووسی ۵۵. الوجیزة للمجلسی ۲۸. نضد الایضاح ۶۷. تہذیب التہذیب ۱: ۴۳۴. خلاصة تذہیب الکمال ۴۶. التاریخ الکبیر ۲: ۱۴۴. تقریب التہذیب ۱: ۹۶. الجرح والتعدیل ۱: ۱: ۴۳۳. تہذیب الکمال ۴: ۵۸. الطبقات الکبری ۶: ۳۶۶. تاریخ اسماء الثقات ۷۹. الاکمال ۱: ۲۷۸. الثقات لابن حبان ۶: ۱۱۹.

[277] ۔ تحریر طاووسی میں فرمایا؛ اس روایت کی سند غیر معتبر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں محمد بن نصیر غالی موجود ہے

جَعْفَرٍ بِالْحيرَةِ، حينَ أَتَى بِبَسَّامٍ وَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَأُدْخِلَا عَلَى أَبِى جَعْفَرٍ، قَالَ، فَأُخْرِجَ بَسَّامٌ مَقْتُولًا وَ أُخْرِجَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ، فَرَفَعَ جَعْفَرٌ رَأْسَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَ فَعَلْتَهَا يَا فَاسِقُ أَبْشِرْ بِالنَّارِ.

عنبسہ عابد کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے ساتھ عباسی خلیفہ ابو جعفر کے دروازے پر حیرہ میں تھا جب بسّام اور اسماعیل بن جعفر بن محمدؑ کو لایا گیا تو بسام کو قتل کر کے باہر لائے اور اسماعیل کو زندہ و سلامت واپس لائے تو امام نے اس کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے فاسق کیا تو نے یہ کام کیا؟ تجھے جہنم کی بشارت ہو۔

محمد بن اسماعیل بن بزیع[۲۷۸]

۴۵۰ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی بُنَانُ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَهْزِیَار، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ بَزِیعٍ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) أَنْ یَأْمُرَ لِی بِقَمِیصٍ مِنْ قُمُصِهِ أُعِدُّهُ لِکَفَنِی، فَبَعَثَ بِهِ إِلَیَّ، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ: کَیْفَ أَصْنَعُ بِهِ جُعِلْتُ فِدَاکَ، قَالَ: انْزِعْ أَزْرَارَهُ.

محمد بن اسماعیل بن بزیع کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ سے سوال کیا آپ میرے لیے اپنے پیراہن میں سے ایک قمیض دینے کا حکم فرمائیں تا کہ میں اسے اپنے کفن کے لیے آمادہ کر لوں تو امام نے ایک قمیض میرے لیے بھیجی، تو میں نے عرض کی؛ مولا، میں آپ پر قربان جاوں، میں اس سے کس طرح کفن بناوں؟ فرمایا اس کے بٹن جدا کر دو۔

---

[۲۷۸]۔ یہ عنوان کشی میں ح ۱۰۶۵ میں تکرار بھی ہوا ہے؛ رجال البرقی ۵۴ و ۵۶، رجال النجاشی ۲ ص ۲۱۴ ن ۸۹۴ (فرمایا: **ثقة، مسکون إلی روایتہ**)، رجال الطوسی ۳۶۰ ن ۳۱ و ۳۸۶ ن ۶ و ۴۰۵ ن ۶، فہرست الطوسی ۱۶۵ ن ۶۰۶، معالم العلماء ۱۰۰ ن ۶۶۹، رجال ابن داود ۲۹۸ ن ۱۲۹۰، التحریر الطاووسی ۲۵۴ ن ۳۰۷۸، نقد الرجال ۲۹۲، مجمع الرجال ۵ ص ۱۵۰، جامع الرواۃ ۲ ص ۶۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۳۱۷ ن ۹۸۶، الوجیزۃ ۱۶۳، ہدایۃ المحدثین ۲۲۷، بہجۃ الآمال ۶ ص ۲۹۲، تنقیح المقال ۲ ص ۸۱ ن ۱۳۰۹۳، الذریعۃ ۵ ص ۱۸ ن ۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۵ ص ۹۵ ن ۱۰۲۴۶، قاموس الرجال ۸ ص ۵۸.

ابو طالب قمی[279]

---

[279] ۔اس کا نام عبداللہ بن صلت ہے ،اور یہ کشی میں تکرار ہوا ہے ، رجال البرقی ۵۴، رجال الکشی ،ح۱۰۳۴ وح ۱۰۳۴، رجال النجاشی ۲ص ۱۳ان ۵۶۲، رجال الطوسی ۳۸۰ن ۱۳ و ۴۰۳ن ۵، فہرست الطوسی ۱۳۰ان ۴۴۹، معالم العلماء ۷۵ ن ۵۰۲، رجال ابن داود ۲۰۷ن ۸۶۱، التحریر الطاوسی ۱۷۰ان ۲۲۶ و ۳۳۲ن ۱۷۴، رجال العلامۃالحلی ۱۰۵ان ۱۷، نقدالرجال ۲۵۱ ن ۱۵۳، مجمع الرجال ۴ص ۷، جامع الرواۃاص ۴۹۲، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۳۸ن ۶۸۵، الوجیزۃ۱۵۶، ہدایۃالمحدثین ۱۰۳، بہجۃ الآمال ۵ص ۲۴۲، تنقیح المقال ۲ص۱۸۹ان ۶۹۰۷، اِعیان الشیعۃ ۲ص۳۶۸، الذریعۃ ۴ص ۲۴۳ن ۱۱۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۰اص۲۲۱ن ۶۹۲۷ و۶۹۲۸، قاموس الرجال ۵ص ۴۸۵.

اِبو طالب نے ان سے روایت کی ؛امام رضاؑ، امام جوادؑ، محمد بن اِبی عمیر،اِحمد بن محمد بن اِبی نصر ،م۲۲۱ھ، بکر بن محمد ازدی، حسن بن علیؒ بن فضّال، صفوان ابن یحییٰ، عبد اللّٰہ بن مغیرۃ بجلیؒ، قاسم بن محمد جوہری، حسن بن محبوب،م ۲۲۴ھ، علیؒ بن حکم، محمد بن سنان، حماد بن عیسی جہنی، یونس بن عبد الرحمان، و دیگر اد۔ اور اس سے روایت کی: محدث جلیل اِحمد بن محمد بن عیسی، اِبراہیم ابن ہاشم، محمد بن اِحمد بن صلت، حسین بن سعید۔ اور ان کی ایک کتاب تفسیر ہے جو ان سے ان کی بیٹے علیؒ نقل کی. شیخ طوسی نے اپنی سند سے اِبی طالب عبد اللّٰہ بن صلت سے روایت کی ؛ خلیل بن ہاشم نے ذوالریاستین، والی نیسابور کی طرف خط لکھا کہ ایک مجوسی مر گیا ہے اور اس نے فقراء کے لیے کچھ مال کی وصیت کی تھی تو قاضی نیسابور نے اس مال کو لے کر فقراء مسلمین میں تقسیم کر دیا تو اس نے مأمون سے اس کے بارے میں سوال کیا لیکن اس کے پاس جواب نہ تھا تو اس نے کہا میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے تو اس نے امام رضا سے سول کیا تو آپ نے فرمایا: مجوسی نے مسلمانوں کے فقراء کے لیے وصیت نہیں کی بلکہ سزاوار ہے کہ مال صدقہ سے اتنی مقدار لیکر مجوسیوں کے فقراء میں تقسیم کی جائے (تہذیب الاَحکام: ج۹،کتاب الوصایا، باب الوصیہ لَاہل الضلال،ح۸۰۷.) محاسن البرقی۳۹۶ ح ۶۳،عن أبیه عن حماد بن عیسی ، عن ربعی ، عن أبی محمد ، عن عبد الله بن الصلت ، عن رجل من اهل بلخ ، قال : کنت مع الرضا (علیه السلام) فی سفره إلی خراسان ، فدعا یوما بمائدة له ، فجمع علیها موالیه من السودان وغیرهم ، فقلت : لو عزلت لهولاء مائدة ، فقال : مه ، ان الله تبارک وتعالی واحد ، والام واحدة ، والاب واحد ، والجزاء بالاعمال . میں خراسان کے سفر میں امام رضا کے ساتھ تھا آپ نے دستر خوان منگوایا اور اس پر اپنے سیاہ

۴۵۱ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ أَبِی طَالِبٍ الْقُمِّیِّ، قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) بِأَبْيَاتِ شِعْرٍ، وَ ذَكَرْتُ فِيهَا أَبَاهُ، وَ سَأَلْتُهُ أَنْ يَأْذَنَ لِی فِی أَنْ أَقُولَ فِيهِ! فَقَطَعَ الشِّعْرَ وَ حَبَسَهُ، وَ كَتَبَ فِی صَدْرِ مَا بَقِیَ مِنَ الْقِرْطَاسِ: قَدْ أَحْسَنْتَ فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْراً.

اِبِی طالب قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر جوادؑ کی خدمت میں کچھ اشعار تحریر کیئے جن میں آپ کے والد گرامیؑ کا ذکر کیا اور آپ سے ان کے بارے میں مزید شعر کہنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے کاغذ کے اس حصے کو جدا کرلیا جس میں اشعار تھے اور انہیں محفوظ کرلیا اور باقی کاغذ کے شروع میں تحریر فرمایا؛ بہت خوب، خدا تجھے جزائے خیر دے۔

وغیرہ سب غلاموں کو جمع کرلیامیں نے عرض کی اگران کے لیے الگ دستر خوان لگاتے تو مناسب ہوتا، فرمایا؛ خاموش ہو جا، سب کا خداایک ہے ،ماں ایک ہے ، باپ ایک ہے ،اور جزاء و سزااعمال کے ذریعے ہے۔۔ اور ابو طالب اِئمّۃاِہل البیت علیہم السّلام کی ۶۳ روایات کی سندوں میں واقع ہوئے؛(۲) (عبد اللّٰہ بن الصلت) کے عنوان سے ۳۸ سندوں میں، (عبد اللّٰہ بن الصلت اِبی طالب) کے عنوان سے ۲۲ سندوں میں، (عبد اللّٰہ بن الصلت اِبی طالب القمیّ) و (اِبی طالب بن الصلت) و (اِبی طالب القمی) کے عنوان سے ایک ایک سند میں اور (اِبی طالب) کے عنوان سے ۱۱ موارد میں واقع ہوا لیکن یہ آخری عنوان ایک جماعت میں مشترک ہے،

عبداللہ بن میمون قدّاح مکی[۲۸۰]

۴۵۲ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، عَنْ أَیُّوبَ بْنِ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَی،عَنْ أَبِی خَالد، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَیْمُون، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ یَا ابْنَ مَیْمُونٍ کَمْ أَنْتُمْ بِمَکَّةَ قُلْتُ نَحْنُ أَرْبَعَةٌ، قَالَ إِنَّکُمْ نُورٌ فِی ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ.

عبداللہ بن میمون نے امام ابو جعفرؑ سے روایت کی، فرمایا؛اے فرزند میمون! تمہاری مکہ میں کتنی تعداد ہے؟ میں نے عرض کی؛ چار افراد، امام نے فرمایا؛ تم زمین کی تاریکیوں میں نور ہے۔

[۲۸۰] - رجال الطوسی ۲۲۵. رجال الکشی، ص: ۲۴۶، تنقیح المقال ۲: ۲۱۹ و ۳: باب الکنی ۴۴. رجال النجاشی ۱۴۸. فہرست الطوسی ۱۰۳. معالم العلماء ۴۷. رجال ابن داود ۱۲۴. رجال الحلی ۱۰۸. معجم الثقات ۶۷ و ۱۴۸. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۲۸۵ و ۳۵۴ و ۳۸۹ و ۲۳: ۱۶. نقد الرجال ۲۰۸ و ۴۰۵. رجال البرقی ۲۲. توضیح الاشتباہ ۲۱۳. جامع الرواۃ ۱: ۵۱۳ و ۲: ۴۳۵. ہدایۃ المحدثین ۱۰۶. مجمع الرجال ۴: ۵۶ و ۵۷ و ۷: ۱۶۶. تأسیس الشیعۃ ۲۵۷ و ۲۸۷. منہج المقال ۲۱۲. الکنی والألقاب ۳: ۴۷. فہرست الندیم ۲۳۸. سفینہ البحار ۲: ۱۳۸. الذریعۃ ۱۵: ۴۶ و ۱۹: ۵۶. بہجۃ الآمال ۵: ۲۹۲. منتہی المقال ۱۹۳. ایضاح الاشتباہ ۴۷. نضد الایضاح ۱۹۷. جامع المقال ۷۸. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۴۴. التحریر الطاووسی ۱۶۵. اِضبط المقال ۵۲۸. اتقان المقال ۸۴. الوجیزۃ ۳۹. شرح مشیخۃ الفقیہ ۹۹. رجال الأنصاری ۱۱۲. تقریب التہذیب ۱: ۴۵۵. تہذیب التہذیب ۶: ۴۹. خلاصۃ تذہیب الکمال ۱۸۳. التاریخ الکبیر ۵: ۲۰۶. لسان المیزان ۷: ۲۷۱. میزان الاعتدال ۲: ۵۱۲. المجروحین ۲: ۲۱. اللباب ۲: ۲۴۹. الأعلام ۴: ۱۴۱. معجم المؤلفین ۶: ۱۵۸. الأنساب ۴۴۴. الکامل فی ضعفاء الرجال ۴: ۱۵۰۴. الضعفاء الکبیر ۲: ۳۰۲. الجرح والتعدیل ۲: ۲: ۱۷۲. المجموع فی الضعفاء والمتروکین ۱۴۳. الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۲: ۱۴۴. الضعفاء ۹۸. المغنی فی الضعفاء ۱: ۳۵۹. الثقات ۷: ۴۷.

عبداللہ بن ابی یعفور[۲۸۱]

۴۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، قَالَ كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: مَا وَجَدْتُ أَحَداً يَقْبَلُ وَصِيَّتِي وَ يُطِيعُ أَمْرِي إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ. ابن ابی عمیر نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ کے واسطے سے امام صادقؑ سے نقل فرمایا؛ میں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے زیادہ کسی کو وصیت کو قبول کرنے والا اور اپنے حکم اطاعت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔

۴۵۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: أَنَّ ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ ثِقَةٌ، مَاتَ فِي حَيَاةِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) سَنَةَ الطَّاعُونِ. محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے نقل فرمایا کہ عبداللہ بن ابی یعفور ثقہ تھے اور امام صادقؑ کے زمانے میں طاعون والے سال فوت ہوئے۔

---

[۲۸۱] رجال البرقی ۲۲، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ۲۴۶ ح۴۵۶، ۴۵۵، ۴۵۴، ۴۵۳ وغیرہا، رجال النجاشی ۲ص۷ ن ۵۵۴[إبا محمد، ثقة ثقة، جليل في إصحابنا، كريم على إبي عبد الله عليه السلام ومات في ايامه، وكان قارئا يقرئ في مسجد الكوفة..؛ (قاری و معلم قرآن مسجد کوفہ)"]، رجال الطوسی ۲۲۳، رجال العلامۃ الحلی ۱۰۷، نقد الرجال ۱۹۳، مجمع الرجال ۳ص۲۵۹، جامع الرواۃ اص۴۶۷، ہدایۃ المحدثین ۱۰۰، بہجۃ الآمال ۵ص۱۹۴، تنقیح المقال ۲ص۱۶۵ ن ۶۷۳۰، معجم رجال الحدیث ۱۰اص۹۶ن ۶۶۸۰ و ۲۲ص۱۵۰ان ۱۵۰۹، قاموس الرجال ۵ص۳۷۸.

۴۵۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَسْبَاط، عَنْ شَیْخٍ مِنْ أَصْحَابِنَا لَمْ یسمِّه، قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) فَذَکَرَ عَبْدَ اللَّه بْنَ أَبِی یَعْفُورٍ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِنَا فَنَالَ مِنْهُ، فَقَالَ مَهْ! قَالَ، فَتَرَکَهُ وَ أَقْبَلَ عَلَیْنَا، فَقَالَ: هَذَا الَّذِی یَزْعُمُ أَنَّ لَهُ وَرَعاً وَ هُوَ یَذْکُرُ أَخَاهُ بِمَا یَذْکُرُ، قَالَ، ثُمَّ تَنَاوَلَ بِیَدِهِ الْیُسْرَی عَارِضَهُ فَنَتَفَ مِنْ لِحْیَتِه حَتَّی رَأَیْنَا الشَّعْرَ فِی یَدِه، وَ قَالَ إِنَّهَا لَشَیْبَةُ سَوْءٍ إِنْ کُنْتُ، إِنَّمَا أَتوَلَّی بِقَوْلِکُمْ وَ أَبْرَأُ مِنْهُمْ بِقَوْلِکُمْ. علی بن اسباط نے ایک شیعہ راوی کے واسطے سے نقل فرمایا، کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ وہاں ہمارے اصحاب میں سے کسی نے عبداللہ بن ابی یعفور کا ذکر کیا اور ان کے متعلق کچھ بری باتیں کیں تو آپ نے فرمایا خاموش ہو جا، وہ خاموش ہو گیا تو آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا؛ یہ گمان کرتا ہے کہ یہ بڑا متقی ہے حالانکہ یہ اپنے بھائی کا اسطرح ذکر کرتا ہے پھر آپ نے اپنے دائیں دست مبارک سے اسکی داڑھی کو پکڑ کر کھینچا یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ میں بال دیکھے اور فرمایا یہ بری سفیدی ہے میں تو تمہاری باتوں کے ذریعے پہچانا جاتا ہوں اور ان سے تمہاری باتوں کے ذریعے براءت کرتا ہوں۔

۴۵۶۔مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَّانِیُّ وَ عُثْمَانُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزْدَادَ[۲۸۲]،عَنْ مُحَمَّد بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ أَبِی مَالِکٍ الْحَضْرَمِیِّ، عَنْ أَبِی الْعَبَّاسِ الْبَقْبَاقِ، قَالَ: تَدَارَأَ ابْنُ أَبِی یَعْفُورٍ وَ مُعَلَّی بْنُ خُنَیْسٍ، فَقَالَ ابْنُ أَبِی یَعْفُورٍ: الْأَوْصِیَاءُ عُلَمَاءُ أَبْرَارٌ أَتْقِیَاءُ، وَ قَالَ ابْنُ خُنَیْسٍ: الْأَوْصِیَاءُ أَنْبِیَاءُ، قَالَ فَدَخَلَا

---

[۲۸۲] رجال الکشی، ص: ۲۴۷

عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، فَلَمَّا اسْتَقَرَّ مَجْلِسُهُمَا، قَالَ، فَبَدَأَهُمَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْرَأْ مِمَّنْ قَالَ إِنَّا أَنْبِيَاءُ.

ابو العباس بقباق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی یعفور اور معلٰی بن خنیس نے آپس میں بحث کی تو عبداللہ بن ابی یعفور نے کہا؛ اوصیاء خدا، علماء، ابرار (نیکوکار) اور متقی وپرہیزگار ہوتے ہیں اور معلٰی نے کہا اوصیاء تو انبیاء ہوتے ہیں، دونوں امام صادقؑ کے پاس پہنچے جب دونوں بیٹھ گئے تو امام نے ان دونوں کے بولنے سے پہلے فرمایا؛ اے عبداللہ! میں اس شخص سے بری ہوں جو ہمیں نبی سمجھے۔

۴۵۷۔ حَمْدَوَيْهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ حَمَّادٍ النَّابِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ! قَالَ: وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. حماد ناب کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ سے عرض کی؛ عبداللہ بن ابی یعفور نے آپ کو سلام کہے ہیں، فرمایا اس پر بھی سلام ہو۔

۴۵۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ الْوَشَّاءُ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) شَهِدْتَ جِنَازَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قُلْتُ نَعَمْ وَ كَانَ فِيهَا نَاسٌ كَثِيرٌ، قَالَ: أَمَا إِنَّكَ سَتَرَى فِيهَا مِنْ مُرْجِئَةِ الشِّيعَةِ كَثِيراً. حسن وشاء نے بعض شیعہ راویوں کے واسطے سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے

عبداللہ بن ابی یعفور [۲۸۳] کے جنازے میں شرکت کی میں نے عرض کی ہاں مولاء بلکہ اس میں بہت زیادہ لوگوں نے شرکت کی، آپ نے فرمایا؛ یاد رکھو اس میں تو نے بہت سے ایسے شیعہ دیکھے ہونگے جو مرجئہ میں سے ہونگے۔

۴۵۹۔ وَجَدْتُ فِی بَعْضِ كُتُبِی، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَى بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِیسَى، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِی یَعْفُورٍ، قَالَ، كَانَ إِذَا أَصَابَتْهُ هَذِهِ الْأَرْوَاحُ فَإِذَا اشْتَدَّتْ بِهِ شَرِبَ الْحَسْوَ مِنَ النَّبِیذِ فَسَكَنَ عَنْهُ، فَدَخَلَ عَلَى أَبِی

---

[۲۸۳] انہوں نے عدالت کے متعلق معیاری حدیث نقل کی ہے؛ ما رواہ الصدوق عن عبد اللہ بن ابی یعفور، قال: قلت لأبی عبد الله علیه السلام بم تعرف عدالة الرجل بین المسلمین حتى تقبل شهادته لهم وعلیهم ؟ فقال: إن تعرفوه بالستر، والعفاف، وكف البطن، والفرج، والید، واللسان، ویعرف باجتناب الكبائر التی أوعد الله علیها النار من: شرب الخمر، والزنا والربا، وعقوق الوالدین، والفرار من الزحف، وغیر ذلک. والدلالة على ذلک كله، أن یكون ساترا لجمیع عیوبه حتى یحرم على المسلمین ما وراء ذلک من عثراته وعیوبه وتفتیش ما وراء ذلک ویجب علیهم تزكیته واظهار عدالته فی الناس، ویكون منه التعاهد للصلوات الخمس إذا واظب علیهن وحفظ مواقیتهن بحضور جماعة من المسلمین، وأن لا یتخلف عن جماعتهم فی مصلاهم إلا من علة. فإذا كان كذلک، لازما لمصلاه عند حضور الصلوات الخمس، فإذا سئل عنه فی قبیلته ومحلته ؟ قالوا: ما رأینا منه إلا خیرا، مواظبا على الصلوات، متعاهدا لأوقاتها فی مصلاه فإن ذلک یجیز شهادته وعدالته بین المسلمین. وذلک: إن الصلاة ستر وكفارة للذنوب. ولیس یمكن الشهادة على الرجل بأنه یصلی إذا كان لا یحضر مصلاه ویتعاهد جماعة المسلمین. وإنما جعل الجماعة والاجتماع إلى الصلاة، لكی یعرف من یصلی ممن لا یصلی ومن یحفظ مواقیت الصلاة ممن یضیع. ولولا ذلک، لم یمكن أحد أن یشهد على آخر بصلاح، لأن من لا یصلی لا صلاح له بین المسلمین. الفقیہ: ۳۸/۳ ح ۳۲۸ (طبعۃ جماعۃ المدرسین). ووسائل الشیعۃ: ۲۸۸/۱۸ (طبع اسلامیہ).

عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَخْبَرَهُ بِوَجَعِهِ، وَ أَنَّهُ إِذَا شَرِبَ الْحَسْوَ مِنَ النَّبِيذِ سَكَنَ[۲۸۴] عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ: لَا تَشْرَبْهُ فَلَمَّا أَنْ رَجَعَ إِلَى الْكُوفَةِ هَاجَ وَجَعُهُ، فَأَقْبَلَ أَهْلُهُ فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى شَرِبَ، فَسَاعَةَ شَرِبَ مِنْهُ سَكَنَ عَنْهُ، فَعَادَ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَخْبَرَهُ بِوَجَعِهِ وَ شُرْبِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ لَا تَشْرَبْهُ فَإِنَّهُ حَرَامٌ إِنَّمَا هَذَا شَيْطَانٌ مُوَكَّلٌ بِكَ فَلَوْ قَدْ يَئِسَ مِنْكَ ذَهَبَ، فَلَمَّا أَنْ رَجَعَ إِلَى الْكُوفَةِ هَاجَ بِهِ وَجَعُهُ أَشَدَّ مَا كَانَ، فَأَقْبَلَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ لَا وَ اللَّهِ لَا أَذُوقُ مِنْهُ قَطْرَةً أَبَداً، فَأَيِسُوا مِنْهُ، وَ كَانَ يَهُمُّ عَلَى شَيْءٍ وَ لَا يَحْلِفُ، فَلَمَّا سَمِعُوا أَيِسُوا مِنْهُ، وَ اشْتَدَّ بِهِ الْوَجَعُ أَيَّاماً ثُمَّ أَذْهَبَ اللَّهُ بِهِ عَنْهُ فَمَا عَادَ إِلَيْهِ حَتَّى مَاتَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ.

عبداللہ بن ابی یعفور کا بیان ہے جب اسے بدر و حیں قبضہ کر لیتیں تو وہ نبیذ کا ایک کاسہ پی لیتے تو آرام آ جاتا تو وہ امام صادق کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اس درد کی آپ کو خبر دی اور بتایا کہ جب وہ نبیذ کا ایک کاسہ پی لے تو آرام آ جاتا ہے ،آپ نے فرمایا ؛ نبیذ نہ پیئو پس جب وہ کوفہ واپس لوٹ گئے اور ان کا درد شدید ہو گیا تو اس کے اہل و عیال جمع ہو گئے تو وہ انہیں کہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے کچھ پی لی اور اسی وقت آرام آ گیا تو وہ امام صادق کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے شدید درد اور نبیذ پینے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا ،اے فرزند ابی یعفور ،اسے مت پیئو! وہ تو حرام ہے اور وہ ایک شیطان تجھ پر لگا یا گیا ہے جو اس کام کی انتظار میں رہتا ہے اگر وہ مایوس ہو جائے تو وہ لوٹ جائے گا پس جب وہ کوفہ لوٹے اور ان کا درد پہلے سے بہت زیادہ شدید ہوا تو اس کے اہل و عیال جمع ہو گئے اور اسے نبیذ پینے کے لیے کہنے لگے تو انہوں

---

[۲۸۴] رجال الکشی، ص: ۲۴۸

نے کہا؛ خدا کی قسم میں ہر گز نہیں پیوں گا اس سے ایک قطرہ بھی نہیں چکھوں گا تو وہ ان سے مایوس ہوگئے حالانکہ وہ کسی چیز میں کتنے ہم و غم میں ہوتے قسم نہیں اٹھاتے تھے جب انہوں نے قسم سنی تو مایوس ہوئے اور درد کئی دن تک شدت میں رہا پھر خدا نے ان سے اس درد کو دور فرمایا اور پھر مرنے تک وہ درد انہیں لاحق نہ ہوا خدا ان پر رحمت فرمائے۔

۴۶۰۔ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ سَعِیدِ بْنِ جَنَاحٍ، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا. وَ قَالَ الْعُبَیْدِیُّ: حَدَّثَنِی بِهِ أَیْضاً عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ أَنَّ ابْنَ أَبِی یَعْفُورٍ وَ مُعَلَّی بْنَ خُنَیْسٍ کَانَا بِالنِّیلِ عَلَی عَهْدِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَاخْتَلَفَا فِی ذَبَائِحِ الْیَهُودِ، فَأَکَلَ مُعَلَّی وَ لَمْ یَأْکُلِ ابْنُ أَبِی یَعْفُورٍ، فَلَمَّا صَارَا إِلَی أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَخْبَرَاهُ، فَرَضِیَ بِفِعْلِ ابْنِ أَبِی یَعْفُورٍ وَ خَطَّأَ الْمُعَلَّی فِی أَکْلِهِ إِیَّاهُ. ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی یعفور اور معلیٰ بن خنیس امام صادق کے زمانے میں نیل کے پاس گئے دونوں میں یہودیوں کے ذبح شدہ جانوروں کے حلال ہونے میں اختلاف ہوگیا معلیٰ نے ان کا ذبیحہ کھالیا مگر عبداللہ بن ابی یعفور نے نہیں کھایا جب دونوں امام صادق کے پاس پہنچے اور آپ کو خبر دی تو آپ نے عبداللہ بن ابی یعفور کے فعل کی تائید فرمائی اور معلیٰ کو ان کے ذبیحہ کے کھانے پر خطا قرار دی۔

۴۶۱۔حَمْدَوَیْهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حَسَّانَ الْوَاسِطِیِّ الْخَزَّازِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ الْعُبَیْدِیُّ، قَالَ کَتَبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِلَی الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ الْجُعْفِیِّ حِینَ مَضَی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِی یَعْفُورٍ، یَا مُفَضَّلُ عَهِدْتُ

[۲۸۵]إِلَيْکَ عَهْدِی كَانَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی يَعْفُورٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَمَضَى صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ مُوفِياً لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِإِمَامِهِ بِالْعَهْدِ الْمَعْهُودِ لِلَّهِ، وَ قُبِضَ صَلَوَاتُ [اللَّهِ عَلَى رُوحِهِ مَحْمُودَ الْأَثَرِ مَشْكُورَ السَّعْيِ مَغْفُوراً لَهُ مَرْحُوماً بِرِضَا اللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ إِمَامِهِ عَنْهُ، فَوَلَادَتِی مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) مَا كَانَ فِی عَصْرِنَا أَحَدٌ أَطْوَعَ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِإِمَامِهِ مِنْهُ، فَمَا زَالَ كَذَلِکَ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ بِرَحْمَتِهِ وَ صَيَّرَهُ إِلَى جَنَّتِهِ، مُسَاكِناً فِيهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَنْزَلَهُ اللَّهُ بَيْنَ الْمَسْكَنَيْنِ مَسْكَنِ مُحَمَّدٍ وَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) وَ إِنْ كَانَتِ الْمَسَاكِنُ وَاحِدَةً وَ الدَّرَجَاتُ وَاحِدَةً! فَزَادَهُ اللَّهُ رِضًى مِنْ عِنْدِهِ وَ مَغْفِرَةً مِنْ فَضْلِهِ بِرِضَایَ عَنْهُ.

علی بن حسن عبیدی سے منقول ہے کہ جب عبداللہ بن ابی یعفور کی وفات ہوئی تو امام صادق نے مفضل بن عمر کو لکھا؛ اے مفضل میں تجھے وہ عہد دے رہا ہوں جو میں نے عبداللہ بن ابی یعفور کو دیا تھا وہ تو اللہ،اس کے رسول ﷺ اور امام کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کر کے چل بسا انکی روح اس حالت میں قبض ہوئی کہ وہ قابل تعریف تھے انکی زحمات لائق شکر تھیں انہیں بخش دیا گیا اور وہ اللہ،اس کے رسول ﷺ اور امام کی رضائیں پا کر رحمتوں میں جا بسے مجھے اپنے فرزند رسول ہونے کی قسم ہے ہمارے زمانے میں اس سے زیادہ کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول اور امام کی اطاعت گزار نہیں ہوگا وہ ہمیشہ اس طرح رہا یہاں تک کہ اللہ نے اسے اپنی رحمت سایہ میں لے لیا اور اسے اپنی جنت الفردوس میں پہنچا دیا، اسے خدا نے رسول اکرمؐ اور امیر المومنین کے معیت میں جگہ دی اسے اللہ نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور امیر المومنین کے

[۲۸۵] رجال الکشی، ص: ۲۴۹

مسکن کے درمیان سکونت دی انکے مساکن اور درجات ایک ٹھہرے اللہ اس کے درجات بلند فرمائے وہ خدا کی عطا پر راضی ہوا اور میرے اس سے راضی ہونے کی وجہ سے اللہ کے فضل و کرم سے مغفرت الٰہی اس کے شامل حال ہوئی۔

۴۶۲۔حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكِینٍ الثَّقَفِیِّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو حَمْزَةَ مَعْقِلٌ الْعِجْلِیُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی یَعْفُورٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ اللَّهِ لَوْ فَلَقْتَ رُمَّانَةً بِنِصْفَیْنِ، فَقُلْتَ هَذَا حَرَامٌ وَ هَذَا حَلَالٌ، لَشَهِدْتُ أَنَّ الَّذِی قُلْتَ حَلَالٌ حَلَالٌ وَ أَنَّ الَّذِی قُلْتَ حَرَامٌ حَرَامٌ، فَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ رَحِمَكَ اللَّهُ. عبداللہ بن ابی یعفور سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی خدا کی قسم اگر آپ ایک انار کو دو برابر حصوں میں تقسیم کریں اور فرمائیں کہ ایک حصہ حرام ہے اور دوسرا حلال ہے تو میں گواہی دونگا کہ جسے آپ نے حلال قرار دیا وہ حلال ہے اور جسے آپ نے حرام قرار دیا وہ حرام ہے، تو امام نے دو بار فرمایا؛ خدا تعالی تجھ پر رحم فرمائے[۲۸۶]۔

۴۶۳۔ أَبُو مُحَمَّدٍ الشَّامِیُّ الدِّمَشْقِیُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَى، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ زِیَادِ بْنِ أَبِی الْحَلَّالِ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ: مَا أَحَدٌ أَدَّى إِلَیْنَا مَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَیْهِ فِینَا إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِی یَعْفُورٍ. زیاد بن ابی حلال نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمای؛ لوگوں پر اللہ تعالی نے ہمارا حق واجب کیا ہے سوائے عبداللہ بن ابی یعفور کے اس کو کسی نے کماحقہ ادا نہیں کیا۔

---

[۲۸۶]۔یہ مضمون روایت نمبر ۶۵۳ میں بھی ہے۔

۴۶۴۔ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ،[۲۸۷] عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِأُوَدِّعَهُ، فَقَالَ لِي يَا زَيْدُ مَا لَكُمْ وَ لِلنَّاسِ قَدْ حَمَلْتُمُ النَّاسَ عَلَيَّ، إِنِّي وَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ أَحَداً يُطِيعُنِي وَ يَأْخُذُ بِقَوْلِي إِلَّا رَجُلًا وَاحِداً رَحِمَهُ اللَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَعْفُورٍ، فَإِنِّي أَمَرْتُهُ وَ أَوْصَيْتُهُ بِوَصِيَّةٍ فَاتَّبَعَ أَمْرِي وَ أَخَذَ بِقَوْلِي.

ابو اسامہ نے بیان کیا کہ میں امام صادقؑ سے الوداع کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے زید! تمہیں ان لوگوں سے کیا واسطہ ہے کہ تم نے لوگوں کو میرے خلاف ابھارا ہے، خدا کی قسم میں نے کسی کو نہیں پایا جس نے میری اطاعت کی ہو اور میرے حکم کی تعمیل کی سوائے عبداللہ بن ابی یعفور کے، خدا اس پر رحم فرمائے میں نے اس کو حکم دیا اور اس کو نصیحت کی تو اس نے میرے حکم کی اطاعت کی اور میرے وصیت پر عمل کیا۔

---

[۲۸۷] رجال الکشی، ص: ۲۵۰

امام صادقؑ کا خادم معتّب[۲۸۸]

۴۶۵۔ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِیدِ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِیزِ بْنِ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ هُمْ عَشَرَةٌ یَعْنِی مَوَالِیَهُ، فَخَیْرُهُمْ وَ أَفْضَلُهُمْ مُعَتِّبٌ، وَ فِیهِمْ خَائِنٌ فَاحْذَرُوهُ وَ هُوَ صَغِیرٌ.

عبدالعزیز بن نافع کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ آپکے دس غلام ہیں اور معتّب ان سب سے بہترین اور افضل ہے اور ان میں بعض خیانت کار ہیں تم ان سے ڈرو اور وہ سب سے چھوٹا ہے۔

۴۶۶ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَیْنِ اللُّؤْلُؤِیِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ مَوَالِیَّ عَشَرَةٌ، خَیْرُهُمْ مُعَتِّبٌ، وَ مَا یَظُنُّ مُعَتِّبٌ إِلَّا أَنِّی أَسْخَیُ مِنَ النَّاسِ. اسحٰق بن عمار نے امام صادق سے نقل فرمایا؛ میرے دس غلام ہیں

---

[۲۸۸]۔ رجال الطوسی ۳۲۰ وفیہ: اسند عنہ و۳۵۸. رجال الحلی ۱۷۰. تنقیح لمقال ۳: قسم المیم: ۲۲۷. رجال ابن داود ۱۹۰. توضیح الاشتباہ ۲۸۳. معجم الثقات ۱۲۲. رجال البرقی ۱۹و۴۷. نقد الرجال ۳۴۸. جامع الرواۃ ۲: ۲۴۶. مجمع الرجال ۶: ۱۳. رجال الکشی ۲۵۰. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۲۲۷. منتھی المقال ۳۰۴. منہج المقال ۳۳۶. التحریر الطاووسی ۲۷۸. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۵۸. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۵۱. الوجیزۃ ۱۵۱. رجال الأنصاری ۱۸۷. بہجۃ الامال ۷: ۴۴. لسان المیزان ۶: ۶۰ و ۴۷. میزان الاعتدال ۴: ۱۴۲. المغنی فی الضعفاء ۲: ۶۶۸.

اور معتّب ان سب سے بہترین اور افضل ہے اور معتب کا فقط یہ عقیدہ ہے کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور حقدار امامت ہوں۔

جمیل بن درّاج[۲۸۹] اور اس کا بھائی نوح

۴۶۷ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِیرَةِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَتْلُو هَذِهِ الْآیَةَ: **فَإِنْ یَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَیْسُوا بِهَا بِكَافِرِینَ**(انعام ۸۹) ، ثُمَّ أَهْوَى بِیَدِهِ إِلَیْنَا، وَ نَحْنُ جَمَاعَةٌ فِینَا جَمِیلُ بْنُ دَرَّاجٍ وَ غَیْرُهُ، فَقُلْنَا أَجَلْ وَ اللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاکَ لَا نَكْفُرُ بِهَا. محمد بن حسان کا بیان ہے کہ میں امام صادق کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ؛اگر یہ اس کا انکار کریں تو ہم نے اسے ان افراد کے سپرد کیا ہے جو کبھی انکار نہیں کریں گے ،اس آیت کی تلاوت کے بعد ہماری طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور ہم ایک گروہ تھے جن میں جمیل بن درّاج وغیرہ موجود تھے تو ہم نے عرض کی ، ہاں مولا خدا کی قسم ہم آپ پر قربان ہو جائیں ہم ہرگز اس کا انکار نہیں کریں گے ۔

---

[۲۸۹]۔رجال الطوسی ۱۶۳و ۳۴۶ . تنقیح المقال ۱: ۲۳۱. خاتمۃ المستدرک ۵۸۵ و ۵۹۲ و ۶۰۹ . معالم العلماء ۳۲. معجم الثقات ۲۹. رجال ابن داود ۶۶ . فہرست الطوسی ۴۴. معجم رجال الحدیث ۴: ۱۴۹-۱۵۷و ۲۲: ۱۷۴. رجال البرقی ۲۱. جامع الرواۃ۱: ۱۶۵. رجال الحلی ۳۴. نقد الرجال ۷۶. رجال الکشی ۲۵۱. مجمع الرجال ۲: ۵۰. ہدایۃ المحدثین ۳۱. إعیان الشیعۃ ۴: ۲۲۰. توضیح الاشتباہ ۹۷. رجال النجاشی ۹۲. بہجۃ الامال ۲: ۵۸۵. المقالات والفرق ۸۸ و ۲۳۰. فرق الشیعۃ ۷۹. سفینہ البحار ۱: ۱۸۱. منتہی المقال ۸۲. الکنی والألقاب ۱: ۲۷۲(ترجمۃ ابن دراج اندلسی)،العندبیل ۱: ۱۰۸. منہج المقال ۸۷. ایضاح الاشتباہ ۲۱. جامع المقال ۵۹. التحریر الطاووسی ۷۰. نضد الایضاح ۸۰. إضبط المقال ۴۹۲. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۵۶. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۳۹. اتقان المقال ۳۵. الوجیزۃ للمجلسی ۳۰. شرح مشیخۃ الفقیہ ۱۷. رجال الأنصاری ۵۵و ۶۷. ثقات الرواۃ۱: ۱۷۴و ۱۷۵.

۴۶۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ، عَنْ جَمِیلِ بْنِ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، قَالَ لِی: یَا جَمِیلُ لَا تُحَدِّثْ أَصْحَابَنَا بِمَا لَمْ یُجْمِعُوا عَلَیْهِ فَیُکَذِّبُوکَ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ حَمْدَانَ بْنَ أَحْمَدَ الْکُوفِیَّ، عَنْ نُوحِ بْنِ دَرَّاجٍ فَقَالَ: کَانَ مِنَ الشِّیعَةِ وَ کَانَ قَاضِیَ الْکُوفَةِ، فَقِیلَ لَهُ لِمَ دَخَلْتَ فِی أَعْمَالِهِمْ فَقَالَ: لَمْ أَدْخُلْ فِی أَعْمَالِ هَؤُلَاءِ حَتَّی سَأَلْتُ أَخِی جَمِیلًا یَوْماً، فَقُلْتُ لَهُ لِمَ لَا تَحْضُرُ الْمَسْجِدَ فَقَالَ لَیْسَ لِی إِزَارٌ. وَ قَالَ حَمْدَانُ: مَاتَ جَمِیلٌ عَنْ مِائَةِ أَلْفٍ[۲۹۰].وَ قَالَ حَمْدَانُ: کَانَ دَرَّاجٌ بَقَّالًا وَ کَانَ نُوحٌ مَخَارِجَهُ مِنَ الَّذِینَ یَقْتَتِلُونَ فِی الْعَصَبِیَّةِ الَّتِی تَقَعُ بَیْنَ الْمَجَالِسِ، قَالَ، وَ کَانَ یَکْتُبُ الْحَدِیثَ وَ کَانَ أَبُوهُ یَقُولُ لَوْ تُرِکَ الْقَضَاءُ لِنُوحٍ أَیُّ رَجُلٍ کَانَ. جمیل بن درّاج نے بیان کیا کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا؛ ایسی حدیثیں ہمارے اصحاب میں بیان نہ کر جن پر ان کا اتفاق نہ ہو ورنہ وہ تیری تکذیب کریں گے

محمد بن مسعود فرماتے ہیں؛ میں نے ابو جعفر حمدان بن احمد کوفی ثقہ سے نوح بن دراج کے بارے میں پوچھا فرمایا وہ شیعہ تھا اور کوفہ کا قاضی تھا اس سے کہا گیا تو ان ظالم حکمرانوں کے اعمال میں کیوں داخل ہوا ہے تو اس نے کہا میں ان ظالم حکمرانوں کے اعمال میں کیوں داخل ہوا ہے مگر میں نے پہلے اپنے بھائی جمیل سے سوال کیا میں نے اس سے کہا تو مسجد میں کیوں

---

[۲۹۰] رجال الکشی، ص: ۲۵۲

نہیں آتا تو اس نے کہا میرے پاس مناسب کپڑے نہیں ہیں اور حمدان نے مزید کہا جمیل کی وفات کے وقت ان کا ترکہ ایک لاکھ تک تھا اور حمدان نے کہا دراج اصل میں سبزی فروش تھا نوح کے اخراجات ان لوگوں سے پورے ہوتے تھے جو مجالس و محافل میں لڑتے جھگڑتے تھے اور وہ ان کے فیصلے کرتے اور یہ بھی کہا کہ وہ حدث لکھتے تھے اور ان کے والد کہا کرتے تھے اگر نوح کے لیے قضاوت چھوڑ دی جائے تو وہ کیسے ثقہ آدمی ہیں۔

۴۶۹[۲۹۱]۔ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، وَ هُوَ سَاجِدٌ فَأَطَالَ السُّجُودَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ ذَکَرَ لَهُ الْفَضْلُ طُولَ سُجُودِه، فَقَالَ: کَیْفَ لَوْ رَأَیْتَ جَمِیلَ بْنَ دَرَّاجٍ، ثُمَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى جَمِیلٍ فَوَجَدَهُ سَاجِداً فَأَطَالَ السُّجُودَ جِدّاً، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی عُمَیْرٍ أَطَلْتَ السُّجُودَ! فَقَالَ: کَیْفَ لَوْ رَأَیْتَ مَعْرُوفَ بْنَ خَرَّبُوذَ.

نصر بن صباح نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ میں ابن ابی عمیر کے پاس تھا جبکہ وہ طویل سجدے کر رہے تھے جب انہوں نے سر سجدے سے اٹھایا تو میں نے ان سے ان کے طویل سجدے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا تیری حالت کیا ہوتی اگر تو جمیل بن درّاج کو دیکھتا اور پھر بتایا کہ وہ جمیل بن دراج کے پاس گئے اور انہیں سجدے میں پایا انہوں نے بہت ہی طویل سجدہ کیا جب سر سجدے سے اٹھایا تو میں نے ان سے ان کے طویل سجدے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا؛ کاش تو معروف بن خربوذ کو دیکھتا۔

---

[۲۹۱] یہ روایت ۳۷۳ میں بھی گزر چکی ہے۔

معاذ بن مسلم نحوی[۲۹۲]

۴۷۰۔ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ[۲۹۳] بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ حُسَیْنِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِیهِ مُعَاذِ بْنِ مُسْلِمٍ النَّحْوِیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لِی: بَلَغَنِی أَنَّکَ تَقْعُدُ فِی الْجَامِعِ فَتُفْتِی النَّاسَ! قَالَ، قُلْتُ: نَعَمْ وَ قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَکَ عَنْ ذَلِکَ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ، إِنِّی أَقْعُدُ فِی

---

[۲۹۲] رجال الطوسی ۷ ۱۳و ۱۴ ۱۳۱اس میں کہا؛اسند عنہ. تنقیح المقال ۳: قسم میم: ۲۲۱. وسائل الشیعة ۲۰: ۳۵۰. اتقان المقال ۷ ۱۳ا. الوجیزة ۱۵ا. رجال الأنصاری ۱۸۶. تأسیس الشیعة ۱۴۰. فہرست الندیم ۱۷. توضیح الاشتباہ ۲۸۳. رجال ابن داود ۱۹۰. ہدایة المحدثین ۱۴۶. رجال البرقی ۱۷ و ۴۶. رجال الحلی ۱۷۱. معجم رجال الحدیث ۱۸: ص ۱۸۴-۱۹۰ نمبر ۱۲۴۱۹-۱۲۴۲۶، قاموس الرجال ۹ص ۱۳ا معجم الثقات ۱۲۲. رجال بحر العلوم ۱: ۲۷۶ و ۲۷۹. الکنی والألقاب ۳: ۲۳۹. تتمة المنتهی (فارسی) ۱۶۸. نقد الرجال ۳۴۶. جامع الرواة ۲: ۲۳۵. رجال الکشی ۲۵۲. سفینہ البحار ۲: ۳۵۴ و ۴۱۷. ریحانة الأدب (فارسی) ۴: ۳۱۲. مجمع الرجال ۶: ۹۶ و ۹۷. الارشاد ۲۸۸. البحار ۴۷: ۳۴۳ وغیرہ، منتہی المقال ۳۰۲. منہج المقال ۳۳۵. جامع المقال ۸۵. التحریر الطاووسی ۲۷۸. روضة المتقین ۱۴: ۴۵۶ و ۴۵۷. بہجة الامال ۷: ۲۹ و ۳۰. إعیان الشیعة ۱۰ص ۱۳۰ا تاریخ خلیفة ۳۴۳، ۳۵۵، ۳۵۸، مروج الذہب ۲ص ۳۲۲ن ۱۲۶۰، رجال النجاشی ۲ص ۲۰۰، رجال ابن داود ۳۴۷ن ۱۵۴۳

بغیہ الوعاة ۳۹۳. طبقات النحویین واللغویین ۱۳۵. إنباہ الرواة ۳: ۲۸۸. الحیوان ۳: ۴۲۳. العبر ۱: ۲۹۸. المغنی فی الضعفاء ۲: ۶۶۴. الکامل فی التاریخ ۶: ۱۸۹. القاموس المحیط مادة: ہری. الأعلام ۷: ۲۵۸. معجم المؤلفین ۱۲: ۳۰۱. وفیات الأعیان ۵: ۲۸۱. نور القبس ۲۷۶. المزہر ۲: ۴۲۳ و ۴۲۹. شذرات الذہب ۱: ۳۱۶. مرآة الجنان ۱: ۴۰۴. الضعفاء والمترو کین لابن الجوزی ۳: ۱۲۶. لسان المیزان ۶ص ۵۵ن ۲۰۶،، سیر إعلام النبلاء ۸ص ۴۸۲ ن ۱۲۷، تاریخ الإسلام للذہبی (سنہ ۱۸۱- ۱۹۰) ۴۰۱ ن ۳۵۹،

[۲۹۳] رجال الکشی، ص: ۲۵۳

الْمَسْجد فَيَجِيءُ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي عَنِ الشَّيْءِ فَإِذَا عَرَفْتُهُ بِالْخِلَافِ لَكُمْ أَخْبَرْتُهُ بِمَا يَفْعَلُونَ، وَ يَجِيءُ الرَّجُلُ أَعْرِفُهُ بِحُبِّكُمْ أَوْ مَوَدَّتِكُمْ فَأُخْبِرُهُ بِمَا جَاءَ عَنْكُمْ وَ يَجِيءُ الرَّجُلُ لَا أَعْرِفُهُ وَ لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ فَأَقُولُ جَاءَ عَنْ فُلَانٍ كَذَا وَ جَاءَ عَنْ فُلَانٍ كَذَا فَأُدْخِلُ قَوْلَكُمْ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ، قَالَ، فَقَالَ لِي: اصْنَعْ كَذَا فَإِنِّي كَذَا أَصْنَعُ.

مُعَاذٌ وَ عُمَرُ ابْنَا مُسْلِمٍ كُوفِيَّانِ.

حسین بن معاذ نے اپنے باپ معاذ بن مسلم نحوی سے نقل کیا کہ امام صادق نے مجھ سے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم جامع مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوی دیتے ہو میں نے عرض کی؛ ہاں مولا مین چاہتا تھا کہ آپ سے الوداع کرنے سے پہلے اس کے متعلق سوال کروں کہ میں مسجد میں بیٹھتا ہوں اور لوگ مجھ سے آکر سوال کرتے ہیں اگر مجھے علم ہو کہ آپ حضرات کا مخالف ہے تو میں اسے ایسا جواب دیتا ہوں جو وہ لوگ قائل ہیں اور اگر مجھے علم ہو کہ وہ آپ حضرات سے محبت رکھتا ہے تو میں اسے ایسا جواب دیتا ہوں جو آپ اہل بیت سے منقول ہوتا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص آئے جس کے متعلق مجھے معلوم نہ ہو کہ وہ کون اور کیسا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ فلاں کا یہ قول ہے اور فلاں نے یہ کہا ہے اور انہی اقوال میں آپ کا قول بھی بیان کر دیتا ہوں ،فرمایا؛ایسے ہی کیا کرو میں میں بھی اسی طرح کرتا ہوں۔

مسلم کے دو بیٹے معاذ و عمر کوفی تھے۔

عمار بن موسی ساباطی فطحی[۲۹۴]

۴۷۱-كَانَ فَطَحِيّاً، وَرُوِيَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع) أَنَّهُ قَالَ اسْتَوْهَبْتُ عَمَّاراً مِنْ رَبِّي تَعَالَى فَوَهَبَهُ لِي.

نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ السَّجَّادَةُ، قَالَ حَدَّثَنِي قَاسِمٌ الصَّحَّافُ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدَائِنِ يَعْرِفُهُ الْقَاسِمُ، عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ أُحِبُّ أَنْ تُخْبِرَنِي[۲۹۵]بِاسْمِ اللَّهِ تَعَالَى الْأَعْظَمِ فَقَالَ لِي: إِنَّكَ لَنْ تَقْوَى عَلَى ذَلِكَ، قَالَ، فَلَمَّا أَلْحَحْتُ قَالَ: فَمَكَانَكَ إِذاً ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ هُنَيْهَةً، ثُمَّ صَاحَ بِي ادْخُلْ! فَدَخَلْتُ، فَقَالَ لِي: مَا ذَلِكَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ! قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْبَيْتِ يَدُورُ بِي وَ أَخَذَنِي أَمْرٌ عَظِيمٌ كِدْتُ أَهْلِكُ، فَضَحِكْتُ، فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ حَسْبِي لَا أُرِيدُ ذَا.

---

[۲۹۴] رجال الطوسی ۲۵۱. تنقیح المقال ۲: ۳۱۸. رجال النجاشی ۲۰۶. معالم العلماء ۸۷. فہرست الطوسی ۱۱۷. رجال ابن داود ۱۴۳. رجال الحلی ۱۲۸. معجم الثقات ۸۸. معجم رجال الحدیث ۱۲: ۲۵۷. نقد الرجال ۲۴۷. جامع الرواۃ ۱: ۶۱۲. ہدایۃ المحدثین ۱۲۱. مجمع الرجال ۴: ۲۴۳. الاختصاص ۲۷۸ و ۳۱۷ و ۳۳۲. بہجۃ الآمال ۵: ۵۶۳. منتہی المقال ۲۲۷. منہج المقال ۲۴۲. جامع المقال ۸۲. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۷۴. روضۃ المتقین ۱۴: ۴۰۱. اتقان المقال ۱۰۰. الوجیزۃ ۴۲. رجال الانصاری ۱۳۱.

[۲۹۵] رجال الکشی، ص: ۲۵۴

اور امام موسی کاظم سے منقول ہے کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ عمار مجھے بخش دے تو خدا نے وہ مجھے بخش دیا۔
اور قاسم صحاف نے ایک مدائنی شخص کے واسطے سے عمار بن موسی ساباطی سے روایت کی کہ میں نے امام صادق سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے خدا کے اسم اعظم کی خبر دیں فرمایا؛ تجھے اس کی طاقت نہیں ہے، راوی کہتا ہے جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا تو ذرا ٹھہرنا، پھر آپ اٹھے اور آہستہ سے گھر میں داخل ہوئے پھر مجھے پکارا، اندر آیئے میں داخل ہوا تو مجھ سے فرمایا یہ کیا ہے میں نے کہا مجھے اس کی خبر دیجیے میں آپ پر قربان جاوں، راوی کہتا ہے آپ نے زمین پر ہاتھ رکھے تو میں نے گھر کو دیکھا کہ مجھے لیکر گھوم رہا ہے اور مجھے بہت خوف محسوس ہوا، قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا، پھر میں ہنس دیا اور عرض کی؛ میں آپ پر قربان جاوں یہی کافی ہے میں وہ نہیں چاہتا۔

گروہ فطحیہ

۴۷۲-هُمُ الْقَائِلُونَ بِإِمَامَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَ سُمُّوا بِذَلِکَ: لِأَنَّهُ قِيلَ إِنَّهُ كَانَ أَفْطَحَ الرَّأْسِ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ أَفْطَحَ الرِّجْلَيْنِ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُمْ نُسِبُوا إِلَى رَئِيسٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَطِيحٍ، وَ الَّذِينَ قَالُوا بِإِمَامَتِهِ عَامَّةُ مَشَايِخِ الْعِصَابَةِ، وَ فُقَهَاؤُهَا مَالُوا إِلَى هَذِهِ الْمَقَالَةِ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّبْهَةُ لِمَارُوِيَ عَنْهُمْ (ع) أَنَّهُمْ قَالُوا الْإِمَامَةُ فِي الْأَكْبَرِ مِنْ وُلْدِ الْإِمَامِ إِذَا مَضَى-

یہ گروہ عبداللہ بن امام جعفر صادقؑ کی امامت کا قائل ہوا انہیں یہ نام اس لیے دیا گیا کہ ایک قول ہے کہ عبداللہ کا سر بڑا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ٹانگوں میں ٹیڑھا پن تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اہل کوفہ کے ایک رئیس عبداللہ بن فطیح کی طرف منسوب ہیں اور جو لوگ امام صادق کے بیٹے عبداللہ کی امامت کے قائل ہیں وہ اس گروہ کے بہت سے مشائخ اور فقہاء ہیں جو اس مذہب کے قائل ہوگئے اور انہیں شبہ اس وجہ سے ہوا جو روایت میں معصومینؑ سے نقل ہوا ہے کہ جب امام اس دنیا سے جاتا ہے تو امامت ان کے بڑے بیٹے میں ہوتی ہے۔

، ثُمَّ مِنْهُمْ مَنْ رَجَعَ عَنِ الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ لَمَا امْتَحَنَهُ بِمَسَائِلَ مِنَ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيهَا جَوَابٌ، وَ لِمَا ظَهَرَ مِنْهُ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي أَنْ يَظْهَرَ مِنَ الْإِمَامِ، ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ مَاتَ بَعْدَ أَبِيهِ بِسَبْعِينَ يَوْماً فَرَجَعَ الْبَاقُونَ إِلَّا

شُذَّاذاً مِنْهُمْ عَنِ الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ إِلَى الْقَوْلِ بِإِمَامَةِ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع) وَ رَجَعُوا إِلَى الْخَبَرِ الَّذِي رُوِيَ أَنَّ الْإِمَامَةَ لَا تَكُونُ فِي الْأَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ (ع)وَ بَقِيَ شُذَّاذٌ مِنْهُمْ عَلَى الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ،[۲۹۶]وَ بَعْدَ أَنْ مَاتَ قَالَ بِإِمَامَةِ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع). وَرُوِيَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّهُ قَالَ لِمُوسَى يَا بُنَيَّ إِنَّ أَخَاكَ سَيَجْلِسُ مَجْلِسِي وَ يَدَّعِي الْإِمَامَةَ بَعْدِي فَلَا تُنَازِعْهُ بِكَلِمَةٍ فَإِنَّهُ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقاً بِي.

پھر ان میں سے کچھ تو اس کی امامت سے لوٹ آئے جب انہوں نے اس کا حلال و حرام کے مسائل سے امتحان اور آزمائش کی اور اس کے پاس ان کے مسائل کا کوئی جواب نہ بن سکا اور اس سے کچھ ایسی چیزیں ظاہر ہوئیں جو امام سے سزوار نہیں ہوتیں پھر عبداللہ اپنے والد گرامی کے ۷۰ دن بعد فوت ہو گیا تو باقی بھی امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف لوٹ آئے مگر ایک شاذ اور بہت کم گروہ ، اور وہ اس روایت کی طرف لوٹے کہ امامت امام حسن و حسینؑ کے بعد دو بھائیوں میں نہیں ہو گی اور ان میں سے بہت کم عبداللہ کی امامت کے قائل رہ گئے اور اس کے مرنے کے بعد امام موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہوئے اور امام صادق سے منقول ہے کہ آپ نے امام موسیٰ کاظم سے فرمایا اے میرے فرزند! بے شک تیرا بھائی میرے جگہ پر بیٹھے گا اور میرے بعد امامت دعوی کرے گا تو اس سے کسی بات پر نہ جھگڑنا کہ وہ سب سے پہلے میرے اہل میں سے مجھ سے ملحق ہو جائے۔

۴۷۳ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: إِنَّ أَصْحَابِي أُولُو

---

[۲۹۶] رجال الکشی، ص: ۲۵۵

النُّهَی وَ التُّقَی فَمَنْ لَمْ یَکُنْ مِنْ أَهْلِ النُّهَی وَ التُّقَی فَلَیْسَ مِنْ أَصْحَابِی.داود بن فرقد نے امام صادقؑ سے روایت کی میرے اصحاب عقلمند اور پرہیزگار ہیں پس جو عقلمند اور پرہیزگار نہ ہو وہ میرے اصحاب میں سے نہیں ہے۔

۴۷۴ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الطَّيَالِسِیُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنْ أَبِی الصَّبَّاحِ الْکِنَانِیِّ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّا نُعَيَّرُ بِالْکُوفَةِ فَيُقَالُ لَنَا جَعْفَرِيَّةٌ! قَالَ فَغَضِبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ جَعْفَرٍ مِنْکُمْ لَقَلِيلٌ، إِنَّمَا أَصْحَابُ جَعْفَرٍ مَنِ اشْتَدَّ وَرَعُهُ وَ عَمِلَ لِخَالِقِهِ. ابوصباح کنانی کی روایت ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی کوفہ میں ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے اور کہتے ہیں؛ارے جعفری گروہ، تو امام صادق غضب ناک ہوئے اور فرمایا تم میں جعفر صادقؑ کے صحابی تو بہت کم ہیں بے شک جعفر صادقؑ کے صحابی وہ ہیں جو جن کا تقوی شدید ہو اور وہ اپنے خالق کے لیے عمل کرتے ہوں۔

ہشام بن حکم ابو محمد[۲۹۷]

۴۷۵- قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ أَصْلُهُ كُوفِيٌّ وَ مَوْلِدُهُ وَ مَنْشَؤُهُ بِوَاسِطِ، وَ قَدْ رَأَيْتُ دَارَهُ بِوَاسِطِ، وَ تِجَارَتُهُ بِبَغْدَادَ فِي الْكَرْخِ، وَ دَارُهُ عِنْدَ قَصْرِ وَضَّاحٍ فِي الطَّرِيقِ الَّذِي يَأْخُذُ فِي بِرْكَةِ بَنِي زُرْزُرَ حَيْثُ تُبَاعُ الطَّرَائِفُ وَ الْخَلَنْجُ، وَ عَلِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَ هِشَامٌ مَوْلَى كِنْدَةَ، مَاتَ سَنَةَ تِسْعٍ وَ سَبْعِينَ وَ مِائَةٍ بِالْكُوفَةِ فِي أَيَّامِ الرَّشِيدِ؛ **فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ** ہشام بن حکم کوفی تھا اور ان کی نشو ونما واسط میں ہوئی میں نے واسط میں ان کا گھر دیکھا اور ان کی

[۲۹۷] رجال الطوسی ۳۲۹ و ۳۶۲. اِعیان الشیعۃ ۱۰: ۲۶۴. منتہی المقال ۳۲۲. جامع الرواۃ ۲: ۳۱۳. ہدایۃ المحدثین ۱۵۹. فرق الشیعۃ ۷۹. معالم العلماء ۱۲۸. رجال الحلی ۱۷۸. توضیح الاشتباہ ۲۹۸. فہرست الطوسی ۱۷۴. تنقیح المقال ۳: قسم الہاء: ۲۹۴-۳۰۱. معجم الثقات ۱۲۹. رجال البرقی ۳۵ و ۴۸. سفینہ البحار ۲: ۷۱۹. رجال الکشی ۲۵۵ تاسیس الشیعۃ ۳۱۰ و ۳۶۰. منہج المقال ۳۵۹. المقالات والفرق ۸۸ و ۲۳۱. مجمع الرجال ۶: ۲۱۶ - ۲۳۴. فہرست الندیم ۲۲۳. رجال النجاشی ۳۰۴. معجم رجال الحدیث ۱۹: ۲۷۱ - ۲۹۶. نقد الرجال ۳۶۸. الذریعۃ ۲: ۳۳۸ و ۴: ۴۸۴ و ۱۰: ۱۹۹ وغیرہ. الاختصاص ۹۶ و ۱۹۶ و ۲۹۲ و ۳۳۳. الخصال ۱۵۹ و ۲۱۵ و ۳۹۲ و ۶۴۶. الکنی والألقاب ۱: ۳۴. ریحانۃ الأدب (فارسی) ۶: ۳۶۶ مادۃ ہشامیہ. جامع المقال ۹۳. التحریر الطاووسی ۲۹۶. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۶۱. اتقان المقال ۱۴۴. الوجیزۃ ۵۳. شرح مشیخۃ الفقیہ ۲۵. رجال الأنصاری ۲۰۰. بہجۃ الامال ۷: ۱۸۲. الرسالۃ العددیۃ مفید ۴۵، فہرست الطوسی ۲۰۲، تہذیب الاَحکام ۹ص ۲۲۵ن ۸۸۶، رجال ابن داود ۳۴۷ ن ۱۶۴۳، جامع الرواۃ ۲ص ۳۱۳، الِامام الصادق والمذاہب الاَربعۃ ۳ و ۴ص ۷۹، الاَعلام للزرکلی ۸ص ۸۵، لسان المیزان ۶: ۱۹۴. الفرق بین الفرق ۶۵. ہدیۃ العارفین ۲: ۵۰۷. معجم المؤلفین ۱۳: ۱۴۸. مقالات الاسلامیین ۱۰۲. اللباب ۳: ۳۸۹. الأنساب ۵۹۱. منہاج السنۃ ۱: ۲۰۳.

تجارت بغداد میں محلّہ کرخ میں تھی اور ان کا گھر قصر وضاح کے پاس اس راستے میں تھا جو بنی زرزر کے حوض سے گزرتا تھا جہاں طرائف و خلنج کی لکڑی بیچی جاتی تھی اور علی بن منصور اہل کوفہ میں سے تھا اور ہشام قبیلہ کندہ سے ہم پیمان تھا اور رشید کی حکومت کے دنوں می ں کوفہ میں ۱۷۹ھ میں فوت ہوا۔

۴۷۶۔ وَ قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْكَشِّيُّ: رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ: كَانَ ابْنُ أَخِي هِشَامٍ يَذْهَبُ فِي الدِّينِ مَذْهَبَ الْجَهْمِيَّةِ خَبِيثاً فِيهِمْ، فَسَأَلَنِي أَنْ أُدْخِلَهُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِيُنَاظِرَهُ، فَأَعْلَمْتُهُ أَنِّي لَا أَفْعَلُ مَا لَمْ أَسْتَأْذِنْهُ فِيهِ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي إِدْخَالِ هِشَامٍ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لِي فِيهِ، فَقُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَ خَطَوْتُ خُطُوَاتٍ فَذَكَرْتُ رِدَائَتَهُ وَ خُبْثَهُ، فَانْصَرَفْتُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَحَدَّثْتُهُ رِدَائَتَهُ وَ خُبْثَهُ، فَقَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا عُمَرُ تَتَخَوَّفُ عَلَيَّ! فَخَجِلْتُ مِنْ قَوْلِي وَ عَلِمْتُ أَنِّي قَدْ عَثَرْتُ، فَخَرَجْتُ مُسْتَحِياً إِلَى هِشَامٍ، فَسَأَلْتُهُ تَأْخِيرَ دُخُولِهِ وَ أَعْلَمْتُهُ أَنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُولِ عَلَيْهِ، فَبَادَرَ هِشَامٌ فَاسْتَأْذَنَ وَ دَخَلَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا تَمَكَّنَ فِي مَجْلِسِهِ سَأَلَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ مَسْأَلَةٍ فَحَارَ فِيهَا هِشَامٌ وَ بَقِيَ، فَسَأَلَهُ هِشَامٌ أَنْ يُؤَجِّلَهُ فِيهَا، فَأَجَّلَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَذَهَبَ هِشَامٌ فَاضْطَرَبَ فِي طَلَبِ الْجَوَابِ أَيَّاماً فَلَمْ يَقِفْ عَلَيْهِ، فَرَجَعَ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَخْبَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِهَا، وَ سَأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ أُخْرَى فِيهَا فَسَادُ أَصْلِهِ وَ عَقْدُ مَذْهَبِهِ، فَخَرَجَ هِشَامٌ مِنْ عِنْدِهِ مُغْتَمّاً مُتَحَيِّراً،

کشی کا بیان ہے کہ عمر بن یزید سے منقول ہے کہ میرا بھتیجا ہشام بن حکم ابتداء میں جہم بن صفوان کے نظریات سے وابستہ تھا اور ان میں انتہائی خبیث تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسے امام صادق کے پاس لے جاوں تاکہ وہ امام سے بحث کرے میں نے کہا جب تک امام سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک میں تجھے ان کے پاس نہیں لے جاوں گا میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ہشام کے حاضر ہونے کے لیے اجازت طلب کی آپ نے مجھے اجازت دے دی میں اجازت لے کر اٹھا اور چند قدم چلنے کے بعد واپس امام کے پاس آیا اور عرض کی؛ ہشام شوخ طبیعت کا آدمی ہے پھر بھی اسے آنے کی اجازت ہے ؟ فرمایا؛ کیا تجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں اس کے دلائل کے سامنے عاجز ہوں ؟ میں امام کے اس جواب سے شرمندہ ہوا میں نے گھر آکر ہشام کو بتایا کہ امام نے اسے حاضر ہونے کی اجازت دی ہے دوسرے دن ہشام میرے ساتھ امام کے پاس حاضر ہوا اور جب مجلس پوری طرح آراستہ ہو گئی تو امام نے ہشام سے ایک مسئلہ دریافت کیا جس کے جواب سے ہشام عاجز تھا اور عرض کرنے لگا آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں تاکہ میں اس مسئلے پر خوب غور و فکر کروں ،امام نے فرمایا جاو تمہیں مہلت ہے ہشام کئی دن تک اس مسئلے پر غور و فکر کرتا رہا لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا آخر کار امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس مسئلے کا حل پوچھا تو آپ نے اسے اس کا حل پیش کی اس کے بعد امام نے اس کے سامنے دوسرا مسئلہ رکھا جس میں اس کے نظریات کی اصل و اساس باطل ہوتی تھی اس مسئلے کو سن کر ہشام غمگیں ہو گیا اور پریشان ہو کر امام کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔

قَالَ، فَبَقِيتُ أَيَّاماً لَا أُفِيقُ مِنْ حَيْرَتِي، قَالَ عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ: فَسَأَلَنِي هِشَامٌ أَنْ أَسْتَأْذِنَ لَهُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) ثَالِثاً، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)[۲۹۸]

---

[۲۹۸] رجال الکشی، ص: ۲۵۷

فَاسْتَأْذَنْتُ لَهُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِيَنْتَظِرْنِي فِي مَوْضِعٍ سَمَّاهُ بِالْحِيرَةِ لِأَلْتَقِيَ مَعَهُ فِيهِ غَداً إِنْ شَاءَ اللَّهُ إِذَا رَاحَ إِلَيْهَا وَ قَالَ عُمَرُ: فَخَرَجْتُ إِلَى هِشَامٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَقَالَتِهِ وَ أَمْرِهِ، فَسُرَّ بِذَلِكَ هِشَامٌ وَ اسْتَبْشَرَ وَ سَبَقَهُ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي سَمَّاهُ، ثُمَّ رَأَيْتُ هِشَاماً بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا كَانَ بَيْنَهُمَا فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَبَقَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي كَانَ سَمَّاهُ لَهُ فَبَيْنَا هُوَ، إِذَا بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَدْ أَقْبَلَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ، فَلَمَّا بَصُرْتُ بِهِ وَ قَرُبَ مِنِّي، هَالَنِي مَنْظَرُهُ وَ أَرْعَبَنِي حَتَّى بَقِيتُ لَا أَجِدُ شَيْئاً أَتَفَوَّهُ بِهِ وَ لَا انْطَلَقَ لِسَانِي لَمَّا أَرَدْتُ مِنْ مُنَاطَقَتِهِ، وَ وَقَفَ عَلَيَّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَلِيّاً يَنْتَظِرُ مَا أُكَلِّمُهُ، وَ كَانَ وُقُوفُهُ عَلَيَّ لَا يَزِيدُنِي إِلَّا تَهَيُّباً وَ تَحَيُّراً، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ مِنِّي: ضَرَبَ بَغْلَتَهُ وَ سَارَ حَتَّى دَخَلَ بَعْضَ السِّكَكِ فِي الْحِيرَةِ، وَ تَيَقَّنْتُ أَنَّ مَا أَصَابَنِي مِنْ هَيْبَتِهِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا مِنْ قِبَلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ عِظَمِ مَوْقِعِهِ وَ مَكَانِهِ مِنَ الرَّبِّ الْجَلِيلِ، قَالَ عُمَرُ: فَانْصَرَفَ هِشَامٌ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ تَرَكَ مَذْهَبَهُ وَ دَانَ بِدِينِ الْحَقِّ، وَ فَاقَ أَصْحَابَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) كُلَّهُمْ، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ.

کئی دن تک ہشام اس مسئلہ پر غور کرتا رہا لیکن کسی طرح بھی اس سے جواب نہ بن پڑا پھر اس نے کہا کہ کسی طرح مجھے امام کے حضور میں لے جاو پھر میں نے امام سے اس کے لیے تیسری مرتبہ اذن حضور طلب کیا تو آپ نے فرمایا اس سے کہنا کہ کل چاشت کے وقت حیرہ کے مقام پر آ جائے وہاں ان شاء اللہ ہماری ملاقات ہو گی میں نے ہشام کو امام کا فرمان سنایا وہ بے حد خوش ہوا اور دوسرے دن مقرر وقت سے پہلے وہ اس مقام پر پہنچ گیا پھر اس کے بعد میں ہشام سے ملا اور اس سے پوچھا، سناو اس دن تمہارے اور امام جعفر صادق کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟ ہشام

نے بتایا؛ اس دن میں حسب فرمان اس مقام پر پہنچ گیا کچھ دیر بعد امام خچر پر سوار ہو کر آئے، جیسے ہی میں نے آپ کو دیکھا اور آپ میرے قریب ہوئے تو آپ کے رعب سے میرا دل کانپ گیا اور مجھے آپ کے سامنے کچھ کہنے کی جرآت نہ ہو سکی اور جو بات میں آپ سے کرنا چاہتا تھا میری زبان نہ کھلی کافی دیر تک امام میرے سامنے ٹھہرے میں نے کوئی بات نہیں کی اور آپ کی موجودگی مسلسل میری پریشانی اور حالت خوف میں اضافہ کر رہی تھی جب امام نے میری حالت دیکھی تو آپ نے اپنی سوای کو ہانکا اور روانہ ہوگئے یہاں تک کہ آپ حیرہ کی گلیوں میں داخل ہوگئے اور مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت کا وہ رعب آپ کے مقرب بارگاہ خدا ہونے کی دلیل ہے، عمر بن یزید کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ہشام نے اپنے سابقہ نظریات سے توبہ کرلی اور خلوص دل سے امام صادق کے مکتب سے وابستہ ہوگیا دین حق پہ آ گیا اور امام صادق کے تمام اصحاب سے فائق ہوگیا اور اس پر خدا کا شکر ہے۔

قَالَ: فَاعْتَلَّ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ عِلَّتَهُ الَّتِی قُبِضَ فِیهَا، فَامْتَنَعَ مِنَ الِاسْتِعَانَةِ بِالْأَطِبَّاءِ، فَسَأَلُوهُ أَنْ یَفْعَلَ ذَلِکَ فَأَجَابَهُمْ إِلَیْهِ، فَأُدْخِلَ عَلَیْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَطِبَّاءِ، فَکَانَ إِذَا دَخَلَ الطَّبِیبُ عَلَیْهِ وَ أَمَرَهُ بِشَیْءٍ: سَأَلَهُ فَقَالَ یَا هَذَا هَلْ وَقَفْتَ عَلَى عِلَّتِی فَمِنْ بَیْنِ قَائِلٍ یَقُولُ لَا وَ بَیْنَ قَائِلٍ یَقُولُ نَعَمْ، فَإِنِ اسْتَوْصَفَ مِمَّنْ یَقُولُ نَعَمْ وَصَفَهَا، فَإِذَا أَخْبَرَهُ کَذَّبَهُ وَ یَقُولُ عِلَّتِی غَیْرُ هَذِهِ، فَیَسْأَلُ عَنْ عِلَّتِهِ، فَیَقُولُ: عِلَّتِی قَرْحُ الْقَلْبِ مِمَّا أَصَابَنِی مِنَ الْخَوْفِ، وَ قَدْ کَانَ قُدِّمَ لِیُضْرَبَ عُنُقُهُ فَأُقْرِحَ قَلْبُهُ ذَلِکَ حَتَّى مَاتَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

ہشام جس مرض میں فوت ہوا اس میں اس نے طبیبوں اور حکیموں سے مدد لینے سے انکار کر دیا تو لوگوں نے ان سے طبیبوں اور حکیموں سے علاج معالجہ کرانے کی درخواست کی تو انہوں نے انہیں اجازت دی تو ان کے پاس طبیبوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جب ان کے پاس ایک

طبیب حاضر ہوتا اور کوا دوا پینے کی نصیحت کرتا تو ہشام اس سے پوچھتے؛ ارے کیا تو نے میری بیماری کو سمجھ لیا ہے؟ تو کوئی کہتا نہیں، کوئی کہتا ہاں، جو ہاں کہتا اس سے پوچھتے مجھے کونسی بیماری ہے جب وہ بیان کرتا تو اس کو جھٹلا دیتے اور کہتے میری بیماری اس کے علاوہ ہے تو لوگوں نے ان سے ان کی بیماری کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا میری بیماری دل کے اس زخم کی وجہ سے ہے جو مجھے خوف خطرف کی وجہ سے لاحق ہوئی کیونکہ انہیں انکی گردن اڑا دینے کے لیے پیش کیا گیا جس سے ان کے دل میں زخم ہو گیا اور وہ اس دنیا فانی سے چل بسے خدا ان پر رحم کرے۔

۴۷۷ أَبُو عَمْرٍو الْكَشِّيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَالِدِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ الْبَغْدَادِيُّ أَبُو عَلِيٍّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَحْمَدَ النَّخَعِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصٍ الْحَدَّادُ وَ غَيْرُهُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: كَانَ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ الْبَرْمَكِيُّ قَدْ وَجَدَ عَلَى هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ شَيْئاً مِنْ طَعْنِهِ عَلَى الْفَلَاسِفَةِ، وَ أَحَبَّ أَنْ يُغْرِيَ بِهِ هَارُونَ وَ يَضْرِيَهُ عَلَى الْقَتْلِ، قَالَ، وَ كَانَ هَارُونُ لَمَّا بَلَغَهُ عَنْ هِشَامٍ مَالَ إِلَيْهِ، وَ ذَلِكَ، أَنَّ هِشَاماً تَكَلَّمَ يَوْماً بِكَلَامٍ عِنْدَ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ فِي إِرْثِ النَّبِيِّ (ص) فَنَقَلَ إِلَى هَارُونَ فَأَعْجَبَهُ، وَ قَدْ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ يَحْيَى يُشْرِفُ أَمْرَهُ عِنْدَ هَارُونَ وَ يَرُدُّهُ عَنْ أَشْيَاءَ كَانَ يَعْزِمُ عَلَيْهَا مِنْ آذَائِهِ، فَكَانَ مَيْلُ هَارُونَ إِلَى هِشَامٍ أَحَدَ مَا غَيَّرَ قَلْبَ يَحْيَى عَلَى هِشَامٍ، فَسَبَّهُ عِنْدَهُ، وَ قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي قَدِ اسْتَبْطَنْتُ أَمْرَ هِشَامٍ، فَإِذَا هُوَ يَزْعُمُ أَنَّ لِلَّهِ فِي أَرْضِهِ إِمَاماً غَيْرَكَ مَفْرُوضَ الطَّاعَةِ، قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ! قَالَ نَعَمْ، وَ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَوْ أَمَرَهُ بِالْخُرُوجِ لَخَرَجَ، وَ إِنَّمَا كُنَّا نَرَى أَنَّهُ مِمَّنْ

[۲۹۹]يَرَى الْإِلْبَادَ بِالْأَرْضِ، فَقَالَ هَارُونُ لِيَحْيَى: فَاجْمَعْ عِنْدَكَ الْمُتَكَلِّمِينَ وَ أَكُونُ أَنَا مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ، لَا يَفْطُنُونَ بِي، وَ لَا يَمْتَنِعُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَأْتِيَ بِأَصْلِهِ لِهَيْبَتِي، قَالَ فَوَجَّهَ يَحْيَى فَأَشْحَنَ الْمَجْلِسَ مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ، وَ كَانَ مِنْهُمْ ضِرَارُ بْنُ عَمْرٍو وَ سُلَيْمَانُ بْنُ جَرِيرٍ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْإِبَاضِيُّ وَ مُوبَذَانُ مُوبَذَ وَ رَأْسُ الْجَالُوتِ، قَالَ، فَسَأَلُوا وَ تَكَافَوْا وَ تَنَاظَرُوا وَ تَنَاهَوْا إِلَى شَاذٍّ مِنْ مَقَالِ الْكَلَامِ، كُلٌّ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَمْ تُجِبْ وَ يَقُولُ قَدْ أَجَبْتُ، وَ كَانَ ذَلِكَ مِنْ يَحْيَى حِيلَةً عَلَى هِشَامٍ، إِذْ لَمْ يَعْلَمْ بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَ اغْتَنَمَ ذَلِكَ لِعِلَّةٍ كَانَ أَصَابَهَا هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ. فَلَمَّا أَنْ تَنَاهَوْا إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ: قَالَ لَهُمْ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ تَرْضَوْنَ فِيمَا بَيْنَكُمْ هِشَاماً حَكَماً قَالُوا قَدْ رَضِينَا أَيُّهَا الْوَزِيرُ وَ أَنَّى لَنَا بِهِ وَ هُوَ عَلِيلٌ-

یونس بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا گیا کہ جب یحییٰ بن خالد برمکی نے ہشام بن حکم کے فلاسفہ پر طعن و اعتراضات دیکھے تو اس نے اسی کے ذریعے ہارون الرشید کو ہشام کے قتل کے لیے بھڑکانے کی سازش کی کیونکہ ہارون کو جب ہشام کے متعلق معلوم ہوا تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہشام نے ایک دن یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس نبی اکرم ﷺ کی میراث کے متعلق بحث کی جو ہارون کے سامنے نقل ہوئی تو اس نے بہت تعجب کیا اور اس سے پہلے ہارون کے پاس یحییٰ کا احترام تھا اور وہ اسے کئی باتوں سے روک لیا کرتا تھا جو وہ اذیتیں اور مصیبتیں پہنچانا چاہتا تھا تو ہارون کا ہشام کی طرف متوجہ ہو جاتا یہ ایک سبب ہوا کہ

[۲۹۹] رجال الکشی، ص: ۲۵۹۔۲۶۳۔

جس نے یحییٰ کے دل میں ہشام کے لیے غیظ و غصے کے جذبات کر جنم دیا تو اس نے ہارون کے پاس اس طرح ہشام پر طعن و تشنیع کی؛ اے بادشاہ میں نے ہشام کے متعلق تحقیق کی ہے تو معلوم ہوا ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ زمین تیرے علاوہ ایک امام ہے جس کی اطاعت واجب ہے اس نے کہا؛ سبحان اللہ یحییٰ نے کہا ہاں ،اس کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر اس کا امام اسے خروج کا حکم دے تو وہ ضرور خروج کرے گا حالانکہ پہلے ہمارا خیال تھا کہ وہ زمین مین گھر بیٹھنے کو ترجیح دیتا ہے تو ہارون نے یحییٰ سے کہا؛ تم اپنے پاس متکلمین کو جمع کرو اور میں پردے کے پیچھے سے ان کے نظریات کو سنوں گا اور ان کو میری موجودگی کا احساس نہ ہونے پائے گا اور ان میں سے ہر ایک میری ہیبت و دہشت کی وجہ سے اپنے نظریات پیش کرنے میں نہیں ہچکچائے گا تو یحییٰ نے متکلمین کو بلایا اور متکلمین سے مجلس چھلکنے لگی ان میں ضرار بن عمرو، سلمان بن جریر ،عبداللہ بن یزید اباضی، موبدان موبد رئیس مجوس اور راس الجالوت رئیس یہود شامل تھے تو ان میں سوال جواب اور بحث مباحثہ شروع ہوا آپس میں مناظرہ ہوا اور وہ تہذیب و اخلاق و کلام سے بہت دور نکل گئے ہر ایک دوسرے سے کہتا؛ تم نے جواب نہیں دیا اور دوسرا کہتا میں نے جواب دیا ہے ،یہ یحییٰ کے لیے ایک بہانہ تھا کہ وہ ہشام کو محفل میں لائے کیونکہ اسے مجلس کے متعلق علم نہ تھا لیکن اسے ہشام بن حکم کی بیماری کے متعلق سن کر بہت دکھ ہوا (کہ اس کی تمام کوششیں اس کی شرکت نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہو جائیں گی) جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو یحییٰ بن خالد نے ان سے کہا تم آپس میں فیصلے کے لیے ہشام کو ثالث کے طور پر قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اے وزیر ہم راضی ہیں لیکن وہ ہمارے پاس کیسے آئے گا وہ بیمار ہے۔

قَالَ يَحْيَى: فَأَنَا أُوَجِّهُ إِلَيْهِ فَأَسْأَلُهُ أَنْ يَتَجَشَّمَ الْمَجِيءَ، فَوَجَّهَ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ بِحُضُورِهِمْ، وَ أَنَّهُ إِنَّمَا مَنَعَهُ أَنْ يَحْضُرَهُ أَوَّلَ الْمَجْلِسِ اتِّقَاءً عَلَيْهِ مِنَ الْعِلَّةِ،فَإِنَّ

الْقَوْمَ قَد اخْتَلَفُوا فِی الْمَسَائِلِ وَ الْأَجْوبَةِ وَ تَرَاضَوْا بِکَ حَکَماً بَیْنَهُمْ، فَإِنْ رَأَیْتَ أَنْ تَتَفَضَّلَ وَ تَحمَّلَ عَلَی نَفْسِکَ فَافْعَلْ! فَلَمَّا صَارَ الرَّسُولُ إِلَی هِشَام: قَالَ لِی یَا یُونُسَ قَلْبِی یُنکِرُ هَذَا الْقَوْلَ وَ لَسْتُ آمَنُ أَنْ یَکُونَ هَاهُنَا أَمْرٌ لَا أَقِفُ عَلَیْه، لِأَنَّ هَذَا الْمَلْعُونَ یَحْیَی بْنَ خَالِد قَدْ تَغَیَّرَ عَلَیَّ لِأُمُورٍ شَتَّی، وَ قَدْ کُنْتُ عَزَمْتُ إِنْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیَّ الْخُرُوجَ مِنْ هَذِه الْعِلَّة أَنْ أَشْخَصَ إِلَی الْکُوفَة وَ أُحَرِّمَ الْکَلَامَ بَتَّةً وَ أَلْزَمَ الْمَسْجِدَ، لِیَقْطَعَ عَنِّی مُشَاهَدَةَ هَذَا الْمَلْعُونِ یَعْنِی یَحْیَی بْنَ خَالِد، قَالَ، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ لَا یَکُونُ إِلَّا خَیْراً فَتَحَرَّزْ مَا أَمْکَنَکَ! فَقَالَ لِی یَا یُونُسُ أَ تَرَی أَتَحَرَّزُ مِنْ أَمْرٍ یُرِیدُ اللّٰهُ إِظْهَارَهُ عَلَی لِسَانِی أَنَّی یَکُونُ ذَلِکَ، وَ لَکِنْ قُمْ بِنَا عَلَی حَوْلِ اللّٰه وَ قُوَّته!.

یحییٰ نے کہا میں ان کے پاس کسی کو بھیجتا ہوں کہ وہ کچھ تکلیف برداشت کر کے کچھ دیر یہاں تشریف لائیں تو اس نے ایک شخص کو بھیجا اور متکلمین کی مجلس کی خبر دی اور بتایا کہ انہوں نے پہلے انہیں بیماری کی وجہ سے تکلیف نہیں دی لیکن اب چونکہ متکلمین میں سوال و جواب میں کافی اختلاف ہو گیا ہے اور وہ آپ کو ثالث کے طور پر قبول کر چکے ہیں اس لیے آپ کچھ تکلیف برداشت کر کے کچھ دیر یہاں تشریف لائیں، جب ہشام کے پاس پیغام پہنچا تو انہوں نے مجھ سے کہا؛اے یونس! میرا دل اس بات کو نہیں مانتا مجھے خطرہ ہے کہ یہاں معاملہ کچھ اور ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کیونکہ یہ ملعون یعنی یحییٰ بن خالد کئی چیزوں کی وجہ سے میرے خلاف ہو چکا ہے اور میرا پختہ عزم تھا کہ اگر اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا اور مجھے اس بیماری سے شفا دی تو میں کوفہ سے چلا جاوں اور اپنے اوپر بحث و مناظرہ کو بالکل حرام کر لوں اور مسجد میں بیٹھ جاوں تا کہ یہ ملعون یحییٰ بن خالد مجھے نہ دیکھنے پائے ،یونس نے کہا میں آپ پر قربان

جاوں بہتر یہی ہو گا تم بقدر امکان احتیاط کرو تو انہوں نے کہا اے یونس کیا تو خیال کرتا ہے کہ میں اس امر کو چھپاوں اور احتیاط کروں جس کے متعلق خدا کا ارادہ ہے کہ وہ میری زبان سے جاری ہو تو یہ احتیاط کیسی ؟ لیکن ہمارے ساتھ چلو خدا پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں۔

فَرَكِبَ هِشَامٌ بَغْلًا كَانَ مَعَ رَسُولِهِ وَ رَكِبْتُ أَنَا حِمَاراً كَانَ لِهِشَامٍ، قَالَ، فَدَخَلْنَا الْمَجْلِسَ فَإِذَا هُوَ مَشْحُونٌ بِالْمُتَكَلِّمِينَ، قَالَ، فَمَضَى هِشَامٌ نَحْوَ يَحْيَى فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ وَ جَلَسَ قَرِيباً مِنْهُ، وَ جَلَسْتُ أَنَا حَيْثُ انْتَهَى بِيَ الْمَجْلِسُ، قَالَ، فَأَقْبَلَ يَحْيَى عَلَى هِشَامٍ بَعْدَ سَاعَةٍ، فَقَالَ: إِنَّ الْقَوْمَ حَضَرُوا وَ كُنَّا مَعَ حُضُورِهِمْ نُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَ، لَا لِأَنْ تُنَاظِرَ بَلْ لِأَنْ نَأْنَسَ بِحُضُورِكَ إِذْ كَانَتِ الْعِلَّةُ تَقْطَعُكَ عَنِ الْمُنَاظَرَةِ، وَ أَنْتَ بِحَمْدِ اللَّهِ صَالِحٌ لَيْسَتْ عِلَّتُكَ بِقَاطِعَةٍ عَنِ الْمُنَاظَرَةِ، وَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَدْ تَرَاضَوْا بِكَ حَكَماً بَيْنَهُمْ، قَالَ، فَقَالَ هِشَامٌ لِلْقَوْمِ: مَا الْمَوْضِعُ الَّذِي تَنَاهَتْ بِهِ الْمُنَاظَرَةُ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ كُلُّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ بِمَوْضِعِ مَقْطَعِهِ، فَكَانَ مِنْ ذَلِكَ أَنْ حَكَمَ لِبَعْضٍ عَلَى بَعْضٍ، فَكَانَ مِنَ الْمَحْكُومِينَ عَلَيْهِ سُلَيْمَانُ بْنُ جَرِيرٍ فَحَقَدَهَا عَلَى هِشَامٍ، قَالَ، ثُمَّ إِنَّ يَحْيَى بْنَ خَالِدٍ قَالَ لِهِشَامٍ إِنَّا قَدْ غَرِضْنَا مِنَ الْمُنَاظَرَةِ وَ الْمُجَادَلَةِ مُنْذُ الْيَوْمَ، وَ لَكِنْ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُبَيِّنَ عَنْ فَسَادِ اخْتِيَارِ النَّاسِ الْإِمَامَ وَ أَنَّ الْإِمَامَةَ فِي آلِ الرَّسُولِ دُونَ غَيْرِهِمْ قَالَ هِشَامٌ: أَيُّهَا الْوَزِيرُ الْعِلَّةُ تَقْطَعُنِي عَنْ ذَلِكَ، وَ لَعَلَّ مُعْتَرِضاً يَعْتَرِضُ فَيَكْتَسِبَ الْمُنَاظَرَةَ وَ الْخُصُومَةَ! فَقَالَ إِنِ اعْتَرَضَ مُعْتَرِضٌ

قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ مُرَادَکَ وَ غَرَضَکَ فَلَیْسَ ذَلِکَ لَہُ، بَلْ عَلَیْہِ أَنْ یَتَحَفَّظَ الْمَوَاضِعَ الَّتِی لَہُ فِیھَا مَطْعَنٌ فَیَقِفَھَا إِلَی فَرَاغِکَ وَ لَا یَقْطَعَ عَلَیْکَ کَلَامَکَ۔

ہشام اس خچر پر سوار ہوئے جو پیغام لانے والا شاہی محل سے ساتھ لایا تھا وار میں ہشام کے گدھے پر سوار ہوا ہم مجلس میں داخل ہوئے جبکہ وہ متکلمین سے بھری ہوئی تھی، ہشام سیدھے یحییٰ کے پاس گئے اور اس پر اور سب پر سلام کیا اور اس کے قریب بیٹھ گئے اور میں انتہاء مجلس میں بیٹھ گیا کچھ دیر بعد یحییٰ ہشام کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا یہ لوگ حاضر تھے اور ہم چاہتے تھے کہ تم بھی ہوتے نہ اس لیے کہ تم مناظرہ کرتے بلکہ اس لیے کہ آپکی موجودگی ہمارے لیے مانوس تھی کیونکہ آپ بیماری کی وجہ سے مناظرہ تو نہیں کر سکتے ،اب بحمد اللہ آپ صحیح و سالم ہو چکے اور آپکی بیماری تمہیں مناظرہ سے مانع نہیں ہوگی اور یہ لوگ آپ کو ثالث ے طور پر قبول کر چکے ہیں تو ہشام نے متکلمین کی طرف توجہ کی کہ کس مقام تک تمہاری بحث پہنچی ہے تو ان میں سے ایک گروہ نے بتایا جس مقام تک ان کی بحث پہنچی تھی تا کہ ہشام ان میں سے بعض کے قول کو دیگر پر ترجیح کا حکم اور فیصلہ سنا سکیں تو اس محفل میں ہشام نے جس کو مغلوب قرار دیا وہ سلیمان بن جریر تھا اس لیے اس نے وہیں سے ہشام کے لیے دل میں کینہ اور بغض پال لیا، پھر یحییٰ نے ہشام سے کہا ہم اب تک اس بحث سے تنگ آ چکے ہیں اور تھک چکے ہیں لیکن اگر آپ مناسب سمجھیں تو بیان فرمادیں کہ لوگوں کا امام کو اختیار کرنا باطل ہے اور امامت آل رسول کے لیے مخصوص ہے اور ان کے علاوہ کسی کو حق نہیں ہے ؟ تو ہشام نے فرمایا اے وزیر بیماری کی وجہ سے مجھے ایسی طویل بحث کرنے کی طاقت نہیں شاید معترضین اپنے اعتراضات شروع کر دیں اور بحث طول پکڑ جائے اس لیے اس حالت میں بحث پیش نہیں کی جاسکتی ، تو یحییٰ نے کہا اگر کسی شخص نے آپکے بیان اور مدعی اور ادلہ کے تمام ہونے سے پہلے اعتراض کرنا چاہا تو اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا بلکہ اسے اپنے اعتراضات کے مقام کو یاد کرنا

ہوگا تاکہ آپ کے بیان کے مکمل ہونے کے بعد پوچھ لے مگر آپ کے کلام کو کاٹنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

فَبَدأَ هِشَامٌ وَ سَاقَ الذِّكْرَ لِذلِکَ وَ أَطَالَ، وَ اخْتَصَرْنَا مِنْهُ مَوْضِعَ الْحَاجَة. فَلَمَّا فَرَغَ مِمَّا قَد ابْتَدأَ فِيهِ مِنَ الْكَلَامِ فِى إِفْسَادِ اخْتِيَارِ النَّاسِ لِلْإِمَامِ، قَالَ يَحْيَى لِسُلَيْمَانَ بْنِ جَرِيرٍ: سَلْ أَبَا مُحَمَّدٍ عَنْ شَىْءٍ مِنْ هَذَا الْبَابِ! فَقَالَ سُلَيْمَانُ لِهِشَامٍ: أَخْبِرْنِى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ مَفْرُوضُ الطَّاعَة فَقَالَ هِشَامٌ نَعَمْ. قَالَ فَإِنْ أَمَرَکَ الَّذِى بَعْدَهُ بِالْخُرُوجِ بِالسَّيْفِ مَعَهُ تَفْعَلُ وَ تُطِيعُهُ فَقَالَ هِشَامٌ لَا يَأْمُرُنِى. قَالَ وَ لِمَ إِذَا كَانَتْ طَاعَتُهُ مَفْرُوضَةً عَلَيْکَ وَ عَلَيْکَ أَنْ تُطِيعَهُ قَالَ هِشَامٌ: عُدْ عَنْ هَذَا فَقَدْ تَبَيَّنَ فِيهِ الْجَوَابُ. قَالَ سُلَيْمَانُ: فَلِمَ يَأْمُرُکَ فِى حَالٍ تُطِيعُهُ وَ فِى حَالٍ لَا تُطِيعُهُ فَقَالَ هِشَامٌ: وَيْحَکَ لَمْ أَقُلْ لَکَ إِنِّى لَا أُطِيعُهُ فَتَقُولَ إِنَّ طَاعَتَهُ مَفْرُوضَةٌ، إِنَّمَا قُلْتُ لَکَ لَا يَأْمُرُنِى. قَالَ سُلَيْمَانُ: لَيْسَ أَسْأَلُکَ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ سُلْطَانِ الْجَدَلِ لَيْسَ عَلَى الْوَاجِبِ أَنَّهُ لَا يَأْمُرُکَ، فَقَالَ هِشَامٌ: كَمْ تَحُولُ حَوْلَ الْحِمَى، هَلْ هُوَ إِلَّا أَنْ أَقُولَ لَکَ إِنْ أَمَرَنِى فَعَلْتُ، فَيَنْقَطِعُ! أَقْبَحَ الانْقِطَاعِ وَ لَا يَكُونُ عِنْدَکَ زِيَادَةٌ، وَ أَنَا أَعْلَمُ مَا تَحْتُّ قَوْلِى وَ مَا إِلَيْهِ يَئُولُ جَوَابِى. قَالَ، فَتَمَعَّرَ هَارُونُ، وَ قَالَ هَارُونُ قَدْ أَفْصَحَ، وَ قَامَ النَّاسُ وَ اغْتَنَمَهَا هِشَامٌ فَخَرَجَ عَلَى وَجْهِهِ إِلَى الْمَدَائِنِ، قَالَ، فَبَلَغَنَا أَنَّ هَارُونَ قَالَ لِيَحْيَى شُدَّ يَدَيْکَ بِهَذَا وَ أَصْحَابِهِ! وَ بَعَثَ إِلَى أَبِى الْحَسَنِ مُوسَى (ع) فَحَبَسَهُ، فَكَانَ هَذَا سَبَبَ حَبْسِهِ مَعَ غَيْرِهِ مِنَ الْأَسْبَابِ، وَ إِنَّمَا أَرَادَ يَحْيَى

أَنْ يَهْرُبَ هِشَامٌ فَيَمُوتَ مُخْتَفِياً مَا دَامَ لِهَارُونَ سُلْطَانٌ، قَالَ، ثُمَّ صَارَ هِشَامٌ إِلَى الْكُوفَةِ وَ هُوَ بِعَقِبِ عِلَّتِهِ، وَ مَاتَ فِي دَارِ ابْنِ شَرَفٍ بِالْكُوفَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ. قَالَ-

ہشام نے گفتگو شروع کی اور مفصل ادلہ اور براہین کے ساتھ اپنے نظریے کو ثابت کیا راوی کہتا ہے جسے اختصار کی خاطر ذکر نہیں کیا گیا جب ہشام اپنی گفتگو مکمل کر چکے اور پابت کر چکے کہ لوگوں کا امام کو چننا باطل اور فاسد ہے تو یحیٰی نے سب سے پہلے سلیمان بن جریر سے کہا اے ابو محمد تم اس بات کے متعلق ہشام سے کچھ پوچھو، سلیمان نے ہشام سے کہا؛ مجھے بتائیں کیا علی بن ابی طالب کی اطاعت واجب تھی ؟ ہشام نے کہا ہاں اس نے کہا اگر ان کا جانشین تجھے حکم دے کہ تم اس کے ساتھ تلوار لیکر خروج کرو تو کیا تم ان کی اطاعت کرو گے ؟ تو ہشام نے کہا وہ مجھے ہر گز ایسا حکم نہیں دیں گے اس نے کہا جب اس کی اطاعت تم پر واجب ہے اور تیرا کام ان کی اطاعت کرنا ہے تم اس وقت کیا کرو گے ؟ ہشام نے کہا اسے چھوڑ و اس کا جواب دیا جا چکا ہے سلیمان نے کہا وہ کیوں تجھے صرف اس وقت حکم دیں گے جب تو ان کی اطاعت کرے اور جب انکی اطاعت نہ کرے ؟ ہشام نے کہا ارے میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اس کی اطاعت نہیں کرونگا کہ تم کہو ان کی اطاعت واجب ہے بلکہ میں نے تجھ سے کہا ہے کہ وہ مجھے ایسا حکم نہیں دیں گے

-

سلیمان نے کہا میں بھی تم سے محض بحث کی فرضی دلیل کے طور پر پوچھ رہا ہوں واجب اور ضروری تو نہیں کہ تم میرا عقیدہ قبول کرو تو ہشام نے کہا؛ تم کتنا چراگاہ میں گھومنے کے عادی ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تجھ سے یہ کہوں کہ اگر انہوں نے مجھے ایسا حکم دیا تو میں ان کی اطاعت کروں گا تو تم بری طرح خاموش ہو جاو گے اور اے کس علاوہ تمہارے پاس کچھ کہنے کو نہیں ہو گا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میری بات کے دائرے میں کون کون آئے گا ؟ اور

میرے اس جواب کی بازگشت کس تک پہنچے گی، تو ہارون الرشید غصے سے لال پیلا ہو کر نکلا اور کہنے لگا؛ ہشام نے بہت فصیح جواب دیا ہے، لوگ اٹھ کر چلے گئے تو ہشام نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور سیدھے مرائن کی طرف نکل گئے تو ہمیں خبر پہنچی کہ ہارن نے یحیٰی کو حکم دیا کہ اس شخص کو اور اس ساتھیوں کو گرفتار کرو اور امام موسی کاظم کو بلا کر قید کر دیا اور امام کی قید کے اسباب میں سے ایک یہ بھی سبب ہوا اور یحیٰی نے چاہا کہ جب تک ہارون کی حکومت ہے ہشام اسی طرح فرار رہے اور اسی حالت میں مر جائے، پھر ہشام کوفہ پہنچ گئے جبکہ وہ بیماری سے نڈھال تھے اور کوفہ میں ابن شرف کے گھر میں فوت ہوئے، خدا ان پر رحم کرے۔

فَبَلَغَ هَذَا الْمَجْلِسُ مُحَمَّدَ بْنَ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيَّ وَ ابْنَ مِيثَمٍ وَ هُمَا فِي حَبْسِ هَارُونَ، فَقَالَ النَّوْفَلِيُّ: تَرَى هِشَاماً مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَعْتَلَّ فَقَالَ ابْنُ مِيثَمٍ: بِأَيِّ شَيْءٍ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَعْتَلَّ وَ قَدْ أَوْجَبَ أَنَّ طَاعَتَهُ مَفْرُوضَةٌ مِنَ اللَّهِ، قَالَ: يَعْتَلُّ بِأَنْ يَقُولَ الشَّرْطُ عَلَيَّ فِي إِمَامَتِهِ أَنْ لَا يَدْعُوَ أَحَداً إِلَى الْخُرُوجِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ، فَمَنْ دَعَانِي مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِمَامَةَ قَبْلَ ذَلِكَ الْوَقْتِ عَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ بِإِمَامٍ، وَ طَلَبْتُ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ مِمَّنْ يَقُولُ إِنَّهُ يَخْرُجُ وَ لَا يَأْمُرُ بِذَلِكَ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَادِقٌ، فَقَالَ ابْنُ مِيثَمٍ: هَذَا مِنْ حَدِيثِ الْخُرَافَةِ، وَ مَتَى كَانَ هَذَا فِي عَقْدِ الْإِمَامَةِ، إِنَّمَا يَرْوِي هَذَا فِي صِفَةِ الْقَائِمِ (ع) وَ هِشَامٌ أَجْدَلُ مِنْ أَنْ يَحْتَجَّ بِهَذَا، عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُفْصِحْ بِهَذَا الْإِفْصَاحِ الَّذِي قَدْ سَطَرْتَهُ، أَنْتَ، إِنَّمَا قَالَ إِنْ أَمَرَنِي الْمَفْرُوضُ الطَّاعَةِ بَعْدَ عَلِيٍّ (ع) فَعَلْتُ، وَ لَمْ يُسَمِّ فُلَانٌ دُونَ فُلَانٍ، كَمَا تَقُولُ إِنْ قَالَ لِي طَلَبْتُ غَيْرَهُ، فَلَوْ قَالَ هَارُونُ لَهُ وَ كَانَ الْمُنَاظِرُ لَهُ مِنَ الْمَفْرُوضُ الطَّاعَةِ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ، لَمْ يُمْكِنْ أَنْ

يَقُولَ لَهُ فَإِنْ أَمَرْتُکَ بِالْخُرُوجِ بِالسَّيْفِ تُقَاتِلُ أَعْدَائِی تَطْلُبُ غَيْرِی وَ تَنْتَظِرُ الْمُنَادِیَ مِنَ السَّمَاءِ، هَذَا لَا يَتَکَلَّمُ بِهِ مِثْلَ هَذَا، هَذَا لَعَلَّکَ لَوْ كُنْتَ أَنْتَ تَكَلَّمْتَ بِهِ، قَالَ، ثُمَّ قَالَ عَلِیُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِيثَمِیُّ: إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ عَلَى مَا يَمْضِی مِنَ الْعِلْمِ إِنْ قُتِلَ، فَلَقَدْ كَانَ عَضُدَنَا وَ شَيْخَنَا وَ الْمَنْظُورَ إِلَيْهِ فِينَا۔

راوی کہتا ہے کہ جب اس مجلس کی خبر محمد بن سلیمان نوفلی اور ابن میثم کو پہنچی جو ہارون کی قید میں تھے تو نوفلی نے کہا دیکھو ہشام نے کوئی عذر پیش نہیں کیا تو ابن میثم نے کہا وہ کس چیز کا عذر پیش کرتے حالانکہ انہوں نے پہلے کہہ دیا تھا کہ امام کی اطاعت خدا کی طرف سے واجب ہوتی ہے تو اس نے کہا وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ مجھ پر انکی امامت میں شرط ہے کہ وہ کسی کو خروج کی دعوت نہ دیں یہاں تک کہ آسمان سے نداء دی جائے تو جو شخص مدعی امامت اس وقت سے پہلے مجھے خروج کی طرف بلائے گا تو میں جان لوں گا کہ وہ امام نہیں ہے اور میں اس گھرانے کے اہل کو تلاش کروں گا جو خروج کا حکم نہ دے یہاں تک کہ نداء دینے والا آسمان سے نداء دے تو میں جان لوں گا کہ وہ سچا ہے تو ابن میثم نے کہا ارے ایک خرافاتی گفتگو ہے اور یہ کب عقیدہ امامت میں شامل ہے ! یہ تو قائم آل محمد کی صفات میں سے ہے اور ہشام ہر گز ایسی دلیل قائم کرنے سے رہے اور ثانیا یہ جو آپ نے یہ شرط بیان کی اسے کون کہتا ہے یہ بہت فصیح ہے انہوں نے کہا تھا کہ اگر امام علی کے بعد واجب الطاعت امام مجھے امر دے تو وہ ضرور انجام دے گا اور کسی شخص کا نام نہیں لیا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو اگر مجھے وہ حکم دیں تو میں اس کے غیر کو طلب کروں گا اگر انہیں ہارون اور مناظرہ کرنے والا کہتا کہ وہ واجب الطاعت کون ہے ؟ اور وہ کہتے تو ہے تو یہ کہنا ان کے لیے ممکن نہ تھا کہ اگر میں تجھے اپنے دشمنوں سے جنگ کا حکم دوں اور تلوار کے ذریعے خروج کرنے کا امر کروں تو تو غیر کو تلاش کرے گا اور آسمان کے منادی کا

انتظار کرے گا، اس طرح کا کلام ہشام جیسے افراد سے بعید ہے ہاں شاید تو ہوتا تو ایسی باتیں کرتا ، پھر علی بن اسماعیل میثمی نے کلمہ استرجاع پڑھا اور کہا؛ اگر وہ قتل ہوگئے تو علم رخصت ہو جائے گا وہ ہمارے دست راست، ہمارے شیخ و بزرگ اور ہم میں قابل دید و محترم شخصیت کے مالک تھے۔

۴۷۸[300]۔ حَدَّثَنِی أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی بَعْضُ الْمَشَایِخِ وَ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَهُ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (ع) قَالَ، جَاءَنِی [301]مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ بْنِ جَعْفَرٍ یَسْأَلُنِی أَنْ أَسْأَلَ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَی (ع) أَنْ یَأْذَنَ لَهُ فِی الْخُرُوجِ إِلَی الْعِرَاقِ وَ أَنْ یَرْضَی عَنْهُ وَ یُوصِیَهُ بِوَصِیَّةٍ! قَالَ فَتَجَنَّبْتُ حَتَّی دَخَلَ الْمُتَوَضَّأَ وَ خَرَجَ، وَ هُوَ وَقْتٌ کَانَ یَتَهَیَّأُ لِی أَنْ أَخْلُوَ بِهِ وَ أُکَلِّمَهُ، قَالَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ابْنَ أَخِیکَ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِیلَ یَسْأَلُکَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فِی الْخُرُوجِ إِلَی الْعِرَاقِ وَ أَنْ تُوصِیَهُ! فَأَذِنَ لَهُ (ع) فَلَمَّا رَجَعَ إِلَی مَجْلِسِهِ: قَامَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ وَ قَالَ یَا عَمِّ أُحِبُّ أَنْ تُوصِیَنِی! فَقَالَ أُوصِیکَ أَنْ تَتَّقِیَ اللَّهَ فِی دَمِی، فَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ یَسْعَی فِی دَمِکَ، ثُمَّ قَالَ یَا عَمِّ أَوْصِنِی! فَقَالَ أُوصِیکَ أَنْ تَتَّقِیَ اللَّهَ فِی دَمِی، قَالَ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) صُرَّةً فِیهَا مِائَةٌ وَ خَمْسُونَ دِینَاراً، فَقَبَضَهَا، مُحَمَّدٌ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أُخْرَی فِیهَا مِائَةٌ وَ خَمْسُونَ دِینَاراً، فَقَبَضَهَا، ثُمَّ- أَعْطَاهُ صُرَّةً أُخْرَی فِیهَا

[300] یہ اور بعد والی روایت امام موسی کاظمؑ کے قتل کے بقیہ اسباب سے متعلق ہے۔
[301] رجال الکشی، ص: ۲۶۴

مِائَةٌ وَ خَمْسُونَ دِينَاراً، فَقَبَضَهَا ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأَلْفٍ وَ خَمْسِمائَةِ دِرْهَمٍ كَانَتْ عِنْدَهُ، فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ وَ اسْتَكْثَرْتُهُ! فَقَالَ هَذَا لِيَكُونَ أَوْكَدَ لِحُجَّتِي إِذَا قَطَعَنِي وَ وَصَلْتُهُ،

محمد بن قولویہ قمی نے بعض مشائخ کے واسطے سے امام صادقؑ کے فرزند علی سے روایت کی کہ میرے پاس میرا بھتیجا محمد بن اسماعیل بن جعفر آیا اور مجھ سے سوال کیا کہ میں امام موسی کاظمؑ سے اس کے لیے عراق جانے کی اجازت طلب کروں اور یہ کہ امام اس سے راضی رہیں اور اسے نصیحت کریں راوی کہتا ہے میں نے یہ بات کہنے سے اجتناب کیا یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا اور لوگ وضو کر کے چلے گئے اس وقت مجھے خلوت محسوس ہوئی تو میں نے عرض کی مولا آپ کا بھتیجا محمد بن اسماعیل آپ سے سوال کرتا ہے کہ آپ اسے عراق جانے کی اجازت دیں اور اسے نصیحت بھی فرمائیں آپ نے اسے اجازت دی اور جب دوبارہ اپنی مجلس میں تشریف لائے تو محمد بن اسماعیل نے اٹھ کر عرض کی اے چچا! مجھے پسند ہے کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں ،آپ نے فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون کے متعلق خدا سے ڈرو تو اس نے کہا خدا اس شخص پر لعنت کرے جو آپ کے قتل کی کوشش کرے پھر کہا اے چچا مجھے وصیت فرمایئے تو آپ نے پھر فرمایا؛ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرے خون کے متعلق خدا سے ڈرو پھر امام نے ۱۵۰ دینار کی تھیلی اسے دی محمد نے وہ لے لی ایک دوسری تھیلی ۱۵۰ دینار کی اسے دی وہ اس نے لے لی پھر ایک تھیلی ۱۵۰ دینار کی اسے دی وہ اس نے لے لی پھر اسے ۱۵۰۰ درہم عطا کرنے کا حکم دیا میں نے عرض کی مولا آپ نے اسے بہت زیادہ عطا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تاکہ یہ اس کے لیے محکم دلیل بن جائے کہ وہ جب مجھ سے قطع رحمی کر رہا ہے میں اس سے صلہ رحمی کروں۔

قَالَ، فَخَرَجَ إِلَى الْعِرَاقِ، فَلَمَّا وَرَدَ حَضْرَةَ هَارُونَ أَتَى بَابَ هَارُونَ بِثِيَابِ طَرِيقِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ، وَ اسْتَأْذَنَ عَلَى هَارُونَ، وَ قَالَ لِلْحَاجِبِ قُلْ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بِالْبَابِ! فَقَالَ الْحَاجِبُ انْزِلْ أَوَّلًا وَ غَيِّرْ ثِيَابَ طَرِيقِكَ وَ عُدْ لِأُدْخِلَكَ إِلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَقَدْ نَامَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي هَذَا الْوَقْتِ، فَقَالَ أَعْلِمْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنِّي حَضَرْتُ وَ لَمْ تَأْذَنْ لِي! فَدَخَلَ الْحَاجِبُ وَ أَعْلَمَ هَارُونَ قَوْلَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، فَأَمَرَ بِدُخُولِهِ، فَدَخَلَ، وَ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ خَلِيفَتَانِ فِي الْأَرْضِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ بِالْمَدِينَةِ يُجْبَى لَهُ الْخَرَاجُ وَ أَنْتَ بِالْعِرَاقِ يُجْبَى لَكَ الْخَرَاجُ! فَقَالَ وَ اللَّهِ، فَقَالَ وَ اللَّهِ، قَالَ، فَأَمَرَ لَهُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، فَلَمَّا قَبَضَهَا وَ حَمَلَ إِلَى مَنْزِلِهِ: أَخَذَتْهُ الذُّبَحَةُ فِي جَوْفِ لَيْلَتِهِ فَمَاتَ، وَ حُوِّلَ مِنَ الْغَدِ الْمَالُ الَّذِي حُمِلَ إِلَيْهِ.

اس کے بعد وہ عراق چلا گیا جب وہ ہارون کے گھر پہنچا تو سیدھا ہارون کے دروازے پر گیا اور کہیں اور جانے کی بجائے انہی سفر کے کپڑوں میں گیا اور ہاروں کے پاس اذن حضور طلب کیا اور نگہبان سے کہا بادشاہ سے کہیے کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد دروازے پہ منتظر ہے ،نگہبان نے کہا پہلے کہیں جاو استراحت کرو اور سفر کے کپڑے بدلو پھر آو تاکہ میں تجھے بغیر اذن کے ہارون کے پاس لے جاوں ابھی تو بادشاہ سو رہے ہیں ! تو اس نے کہا میں بادشاہ کو بتاوں گا کہ میں حاضر ہوا تھا اور تو نے مجھے اذن حضور نہیں دیا، پس نگہبان داخل ہوا اور ہارون کو محمد بن اسماعیل کی بات بتادی تو اس نے اس کے حاضر ہونے کا حکم دیا تو اس نے آتے ہی کہا ،اے بادشاہ، زمین میں دو خلیفے؛ ادھر موسی بن جعفر کی طرف مدینہ میں مال و خراج لایا جاتا ہے اور ادھر عراق میں تیرے پاس مال و دولت لا رہے ہیں، ہارون نے کہا خدا کی قسم اٹھاو،

اس نے خدا کی قسم کھائی تو اس نے اس کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا جب وہ مال لیکر گھر پہنچا تو رات کے وقت اسے گلے کے درد نے مار گرایا اور دوسرے دن وہ تمام مال ہارون کو واپس لوٹا دیا گیا ہے [۳۰۲]۔

وَرَوَى مُوسَى بْنُ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيُّ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ، سَمِعْتُ أَخِي مُوسَى (ع) قَالَ: قَالَ أَبِي لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي، إِلَيْكَ ابْنَيْ أَخِيكَ فَقَدْ مَلَآنِي بِالسَّفَهِ فَإِنَّهُمَا شِرْكُ شَيْطَانٍ، يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ وَ عَلِيَّ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ وَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَ أُمِّهِ.

اور موسی بن قاسم بجلی نے علی بن جعفرؒ سے نقل کیا کہ میں نے اپنے برادر حضرت موسی کاظمؑ سے سنا کہ میرے والد گرامیؑ نے میرے بھائی عبداللہ سے فرمایا؛ تجھے اپنے بھائی کے بیٹوں (یعنی اپنے بھتیجوں) کا خوب خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ان دونوں نے اپنی حماقتوں سے مجھے غضبناک کیا ہے اور ان دونوں میں شیطان کی شرکت ہے یعنی محمد بن اسماعیل بن جعفر اور علی بن اسماعیل بن جعفر اور عبداللہ، اسماعیل کا سگا بھائی ہے۔

۴۷۹۔ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْعَيَّاشِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِيَابِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ، عَنْ يُونُسَ، قَالَ: قُلْتُ

---

[۳۰۲] یہ امام کے بھتیجے کا انجام ہے جس نے امام موسی کاظمؑ کے قتل کی راہ ہموار کی اور اس طرح تاریخ میں ایک مرتبہ پھر ثابت ہو گیا کہ جو بھی شخص اپنے عمل سے اپنے آباء واجداد کی سیرت کو بھول جائے ان کی راہ راست کو چھوڑ کر راہ باطل میں نکل پڑے اور دنیا کے بدلے اپنے دین کو بیچ دے تو وہ دنیا اور آخرت میں ان کی بددعا کا مستحق ہے اور فرزند نوحؑ کی طرح عذاب کا شکار ہو گا اور اس کی بدعات اسے تباہ و برباد کردیں گی چاہے وہ نسب کے حوالے سے کتنا بلند مرتبہ ہو جیسا کہ امام رضاؑ کے بھائی زید نار کے مقابلے میں امام رضاؑ کے مفصل بیانات موجود ہیں مذہب حقہ امامیہ میں اور خود قرآن وسنت متواترہ میں انسان کی عظمت کا معیار تقوا اور پرہیزگاری کو قرار دیا گیا کتنے لوگ ہیں جن کو ائمہ معصومینؑ نے اپنے اصحاب میں سے ان کے دینی خدمات کی وجہ سے سلمان منا اہل البیت کی طرح عظمت بخشی۔

لِهشَامٍ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) بَعَثَ إِلَيْکَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَجَّاجِ يَأْمُرُکَ أَنْ تَسْکُتَ وَ لَا تَتَکَلَّمَ فَأَبَيْتَ أَنْ تَقْبَلَ رِسَالَتَهُ، فَأَخْبِرْنِی کَيْفَ کَانَ سَبَبُ هَذَا وَ هَلْ أَرْسَلَ إِلَيْکَ يَنْهَاکَ عَنِ الْکَلَامِ أَوْ لَا، وَ هَلْ تَکَلَّمْتَ بَعْدَ نَهْيِهِ إِيَّاکَ فَقَالَ هِشَامٌ إِنَّهُ لَمَّا کَانَ أَيَّامُ الْمَهْدِيِّ شُدِّدَ عَلَى أَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ، وَ کَتَبَ لَهُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ صُنُوفَ الْفِرَقِ صِنْفاً صِنْفاً، ثُمَّ قَرَأَ الْکِتَابَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ يُونُسُ: قَدْ سَمِعْتُ هَذَا الْکِتَابَ يَقْرَأُ عَلَى النَّاسِ عَلَى بَابِ الذَّهَبِ بِالْمَدِينَةِ وَ مَرَّةً أُخْرَى بِمَدِينَةِ الْوَضَّاحِ، فَقَالَ إِنَّ ابْنَ الْمُفَضَّلِ صَنَّفَ لَهُمْ صُنُوفُ الْفِرَقِ فِرْقَةً فِرْقَةً، حَتَّى قَالَ فِی کِتَابِهِ وَ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُمْ الزُّرَارِيَّةُ وَ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُمْ الْعَمَّارِيَّةُ أَصْحَابُ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ وَ فِرْقَةٌ يُقَالُ لَهَا الْيَعْفُورِيَّةُ وَ مِنْهُمْ فِرْقَةٌ أَصْحَابُ سُلَيْمَانَ الْأَقْطَعِ وَ فِرْقَةٌ يُقَالُ لَهَا الْجَوَالِيقِيَّةُ، قَالَ يُونُسُ وَ لَمْ يَذْکُرْ يَوْمَئِذٍ هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ وَ لَا أَصْحَابَهُ فَزَعَمَ هِشَامٌ لِيُونُسَ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) بَعَثَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: کُفَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ عَنِ الْکَلَامِ فَإِنَّ الْأَمْرَ شَدِيدٌ! قَالَ هِشَامٌ: فَکَفَفْتُ عَنِ الْکَلَامِ حَتَّى مَاتَ الْمَهْدِیُّ وَ سَکَنَ الْأَمْرُ فَهَذَا الَّذِی کَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَ انْتِهَائِی إِلَى قَوْلِهِ.

یونس کا بیان ہے کہ میں نے ہشام سے کہا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ امام کاظمؑ نے تیرے پاس عبدالرحمٰن بن حجاج کو بھیجا اور تجھے حکم دیا کہ خاموش ہو جا اور مناظرے نہ کیا کر تو تو نے آپ کے حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو مجھے بتاو اس کا کیا سبب ہے اور کیا آپ نے تیرے پاس تجھے مناظرے سے روکنے کے لیے اپنا آدمی بھیجا ہے یا نہیں ؟ اور کیا تم نے امام کے روکنے کے بعد بھی مناظرہ کیا ہے یا نہیں ؟

توہشام نے جواب دیا؛ یہ اس وقت ہوا جب مہدی خلیفہ کے زمانے میں مختلف فرقوں پہ شدت اور سختی کی گئی اور ابن مقعد نے مختلف فرقوں کے گروہوں کی تفصیل پر مشتمل مہدی کے لیے کتاب لکھی پھر وہ کتاب لوگوں کو پڑھائی گئی، یونس کہتا ہے میں نے وہ کتاب مدینہ میں باب الذہب کے پاس لوگوں کو سنائی جاتے ہوئے سنی اور دوسری مرتبہ شہر وضاح میں سنی۔

اس نے کہا ابن مقعد نے لوگوں کو فرقوں کے گروہوں کی تفصیل لکھ دی یہاں تک کہ اس نے اپنی کتاب میں کہا ایک فرقہ زراریہ ہے ایک فرقہ عماریہ اصحاب عمار بن موسی ساباطی ایک فرقہ یعفوریہ ایک فرقہ سلمان اقطع کے اصحاب کا ہے ایک فرقہ جوالیقیہ ہے۔

یونس نے کہا اس وقت ان میں ہشام بن حکم اور اس کے اصحاب کا ذکر نہیں کیا گیا، تو ہشام نے یونس کو بتایا کہ امام موسی کاظم نے اس کی طرف ایک شخص کو بھیجا اور حکم دیا کہ ان دنوں مناظرہ ترک کردو کیونکہ معاملہ سخت ہے ہشام نے کہا میں نے مہدی کی موت تک کوئی مناظرہ نہیں کیا اس کے مرنے کے بعد جب حالات کچھ نرم ہوئے تو میں نے مناظرے کیے ہیں اور یہ امام موسی کے حکم کی حقیقت اور میرا آپ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔

۴۸۰۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَاد: قَالَ، وَ حَدَّثَنِی یُونُس، قَالَ: كُنْتُ مَعَ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فِی مَسْجِده بِالْعَشِیِّ حَیْثُ أَتَاهُ سَالِمٌ صَاحِبُ بَیْتِ الْحِكْمَة.، فَقَالَ لَهُ إِنَّ یَحْیَی بْنَ خَالِد یَقُولُ: قَدْ أَفْسَدْتُ عَلَی الرَّافِضَة دِینَهُمْ لِأَنَّهُمْ یزْعُمُونَ أَنَّ الدِّینَ لَا یَقُومُ إِلَّا بِإِمَامٍ حَیٍّ وَ هُمْ لَا یدْرُونَ أَنَّ إِمَامَهُمْ الْیَوْمَ حَیٌّ أَوْ مَیِّتٌ! فَقَالَ هِشَامٌ عِنْدَ ذَلِكَ: إِنَّمَا عَلَیْنَا أَنْ نَدِینَ بِحَیَاة الْإِمَامِ أَنَّهُ حَیٌّ حَاضِراً كَانَ عِنْدَنَا أَوْ مُتَوَارِیاً عَنَّا حَتَّی یَأْتِینَا مَوْتُهُ فَمَا لَمْ یَأْتِنَا مَوْتُهُ فَنَحْنُ مُقِیمُونَ عَلَی حَیَاته، وَ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَالَ: الرَّجُلُ إِذَا جَامَعَ أَهْلَهُ وَ سَافَرَ إِلَی مَكَّةَ أَوْ تَوَارَی عَنْهُ بِبَعْضِ

الْحيطَانِ فَعلَيْنَا أَنْ نُقيمَ عَلَى حيَاته حَتَّى يَأْتينَا خلَافُ ذَلک، فَانْصَرَفَ سَالمٌ ابْنُ عَمِّ يُونُسَ بهَذَا الْكَلَامِ، فقَصَّهُ عَلَى يَحْيَى بْنِ خَالد، فَقَالَ[۳۰۳] يحْيَى مَا تَرَانَا صَنَعْنَا شَيْئاً فَدَخَلَ يَحْيَى عَلَى هَارُونَ فَأَخْبَرَهُ، فَأَرْسَلَ منَ الْغَد فی طَلَبه، فَطُلبَ فی مَنْزله فَلَمْ يوجَدْ، و بَلَغَهُ الْخَبَرُ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا شَهْرَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَاتَ فی مَنْزلِ مُحَمَّد و حُسَيْنٍ الْحَنَّاطَيْنِ. فَهَذَا تَفْسيرُ أَمْرِ هشَامٍ، وَ زَعَمَ يُونُسُ: أَنَّ دُخُولَ هشَامٍ عَلَى يَحْيَى بْنِ خَالد وَ كَلَامه مَعَ سُلَيْمَانَ بْنِ جَرِيرٍ بَعْدَ أَنْ أُخذَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) بدَهْرٍ، إِذْ كَانَ النَّهْیُ فی زَمَنِ الْمَهْدیِّ وَ دُخُولُهُ إِلَى يَحْيَى بْنِ خَالد فی زَمَنِ الرَّشيد. سابقہ سند سے یونس سے منقول ہے کہ میں عشاء کے وقت ہشام بن حکم کے ساتھ ان کی مسجد میں موجود تھا جہاں ان کے پاس بیت الحکمہ کا متولی سالم آیا اور کہا یحییٰ بن خالد کہہ رہا ہے کہ تو نے رافضیوں[۳۰۴] کے لیے دنیا کو برباد کر دیا ہے کیونکہ اب وہ خیال کرنے لگے ہیں کہ دین ایک زندہ امام کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اور آج معلوم نہیں کہ ان کا موجود امام زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے؟ تو ہشام نے جواب دیا؛ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امام کی زندگی کے قائل رہیں جو پہلے زندہ تھا چاہے وہ حاضر ہو یا ہم سے غائب ہو یہاں تک کہ ان کی وفات کی معتبر خبر ہم تک پہنچ جائے تو جب تک ہمارے پاس ان کی موت کی خبر نہیں پہنچ جاتی ہم ان کی حیات طیبہ کے قائل رہیں گے۔

---

[۳۰۳] رجال الکشی، ص: ۲۶۷

[۳۰۴] اس زمانے میں شیعوں کے لیے کینے کی وجہ سے بولا جانے والا نام

اور اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک شخص اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے اور مکہ کی طرف سفر کرتا ہے یا کچھ دنوں کے لیے کہیں باغ میں چھپ جاتا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کی زندگی کے احکام جاری رکھیں جب تک ہمیں اس کی موت کی خبر نہ مل جائے۔

تو سالم جو یونس کا چچازاد بھی تھا یہ کلام لیکر واپس چلا گیا اور اس نے یحییٰ بن خالد کو بتایا تو یحییٰ نے کہا ہمارے لیے ہشام کو لاجواب کرنا ممکن نہیں تو یحییٰ نے ہارون کے پاس جاکر اسے یہ بتا دیا تو اس نے ہشام کی گرفتاری کے حکم صادر کر دیا انہیں ان کے گھر تلاش کیا گیا مگر وہ نہیں ملے انہیں اطلاع مل چکی تھ اور وہ چھپ گئے تھے اور دو ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ زندہ رہے ہونگے اور محمد اور حسین جو دونوں گندم کا کاروبار کرتے تھے کے گھر میں وفات پا گیا۔

یونس کا خیال تھا کہ ہشام کا یحییٰ بن خالد کے پاس جانا اور ان کی سلیمان بن جریر سے گفتگو امام موسیٰ کاظمؑ کی قید کے بہت عرصہ بعد میں ہوا اور انہیں بحث و مناظرہ سے مہدی کے زمانے میں روکا گیا اور وہ یحییٰ بن خالد کے پاس رشید کے زمانے میں گئے۔

۴۸۱۔ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ الْوَرَّاقُ السَّمَرْقَنْدِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع)قُولُوا لِهِشَامٍ یَکْتُبُ إِلَیَّ بِمَا یَرُدُّ بِهِ الْقَدَرِیَّةَ! قَالَ فَکَتَبَ إِلَیْهِ یَسْأَلُ الْقَدَرِیَّةَ أَ عَصَی اللَّهَ مَنْ عَصَی لِشَیْءٍ مِنَ اللَّهِ أَوْ لِشَیْءٍ کَانَ مِنَ النَّاسِ أَوْ لِشَیْءٍ لَمْ یَکُنْ مِنَ اللَّهِ وَ لَا مِنَ النَّاسِ! قَالَ، فَلَمَّا دُفِعَ الْکِتَابُ إِلَیْهِ، فَقَالَ لَهُمْ: ادْفَعُوهُ إِلَی الْجَرْمِیِّ، فَدَفَعُوهُ إِلَیْهِ، فَنَظَرَ فِیهِ ثُمَّ قَالَ مَا صَنَعَ شَیْئاً، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) مَا تَرَکَ شَیْئاً، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: وَ أَخْبَرَنِی أَنَّهُ کَانَ الرَّسُولُ بِهَذَا إِلَیَّ الصَّادِقُ (ع).

ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ امام کاظمؑ نے فرمایا کہ ہشام سے کہو کہ میری طرف وہ مواد بھیجے جس کے ذریعے قدریہ مذہب کو ردّ کرتا ہے تو اس نے آپ کی خدمت میں لکھ بھیجا جس میں قدریہ سے سوال کیا کہ آیا جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے یہ خدا کی طرف سے ہے یا لوگوں کی طرف سے ہے یا نہ خدا کی طرف سے ہے اور نہ لوگوں کی طرف سے ہے؟ جب خط امام کی خدمت میں پہنچایا گیا تو آپ نے فرمایا یہ جرمی (ہشام بن حکم مراد ہیں) کو دے دو تو انہوں نے وہ اسے دے دیا تو اس میں غور و فکر کیا اور کہا؛ اس نے کچھ نہیں کیا تو امام نے فرمایا اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور ابو احمد نے کہا مجھے انہوں نے خبر دی کہ پیام لانے والا امام صادقؑ کی طرف سے تھا۔

۴۸۲ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عِیسَی[305]، عَنْ عَلِیِّ بْنِ یُونُسَ بْنِ بَهْمَنَ، قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّ أَصْحَابَنَا قَدِ اخْتَلَفُوا! فَقَالَ فِی أَیِّ شَیْءٍ اخْتَلَفُوا فِیهِ احْکِ لِی مِنْ ذَلِکَ شَیْئاً قَالَ: فَلَمْ یَحْضُرْنِی إِلَّا مَا قُلْتُ، جُعِلْتُ فِدَاکَ مِنْ ذَلِکَ مَا اخْتَلَفَ فِیهِ زُرَارَةُ وَ هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ، فَقَالَ زُرَارَةُ إِنَّ الْهَوَاءَ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَ لَیْسَ بِمَخْلُوقٍ، وَ قَالَ هِشَامٌ إِنَّ الْهَوَاءَ شَیْءٌ مَخْلُوقٌ، قَالَ، فَقَالَ لِی: قُلْ فِی هَذَا بِقَوْلِ هِشَامٍ وَ لَا تَقُلْ بِقَوْلِ زُرَارَةَ. علی بن یونس نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں ہمارے اصحاب آپس میں اختلاف کرتے ہیں، فرمایا کس چیز میں وہ اختلاف کرتے ہیں مجھے کچھ بتاو؟ راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں آیا کہ کیا کہوں، میں نے عرض کی ؛مولا میں آپ پر قربان جاوں ان میں ایک اختلاف تو زرارہ و ہشام بن حکم کے

[305] رجال الکشی، ص: ۲۶۸

درمیان معروف ہے، کہ زرارہ نے کہا کہ ہوا کچھ نہیں ہے اور وہ مخلوق نہیں ہے اور ہشام نے کہا کہ ہوا ایک چیز ہے اور مخلوق ہے تو امام نے فرمایا؛ اس اختلاف میں ہشام کا قول قبول کرو اور زرارہ کے قول کو چھوڑ دو۔

۴۸۳ وَ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی الْعُبَیْدِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ عِیسَی قَالَ، قَالَ مُوسَی بْنُ المرقی لِأَبِی الْحَسَنِ الثَّانِی (ع) جُعِلْتُ فِدَاکَ رَوَی عَنْکَ الْمَشْرِقِیُّ وَ أَبُو الْأَسَدِ أَنَّهُمَا سَأَلَاکَ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ فَقُلْتَ: ضَالٌّ مُضِلٌّ شَرِکَ فِی دَمِ أَبِی الْحَسَنِ (ع) فَمَا تَقُولُ فِیهِ یَا سَیِّدِی نَتَوَلَّاهُ قَالَ نَعَمْ. فَأَعَادَ عَلَیْهِ نَتَوَلَّاهُ عَلَی جِهَةِ الاسْتِقْطَاعِ قَالَ نَعَمْ تَوَلَّوْهُ نَعَمْ تَوَلَّوْهُ،، إِذَا قُلْتُ لَکَ فَاعْمَلْ بِهِ وَ لَا تُرِیدُ أَنْ تُغَالِبَ بِهِ، اخْرُجِ الْآنَ فَقُلْ لَهُمْ قَدْ أَمَرَنِی بِوَلَایَةِ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ، فَقَالَ المرقی لَنَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ هُوَ یَسْمَعُ: أَ لَمْ أُخْبِرْکُمْ أَنَّ هَذَا رَأْیُهُ فِی هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ غَیْرَ مَرَّةٍ.

موسی بن مرقی کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالحسن دوم سے عرض کی میں آپ پر قربان جاوں آپ کی طرف سے مشرقی و ابوالاسد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے ہشام بن حکم کے متعلق سوال کیا؟ آپ نے فرمایا؛ وہ ضالّ و مضلّ (خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا) تھا اس نے امام کاظم کے خون میں شرکت کی یعنی آپ کے قتل کا سبب بنا تو مولا اب آپ کیا فرماتے ہیں کہ ہم اس سے محبت کریں؟ آپ نے فرمایا؛ ہاں اس سے محبت کرو، راوی نے دوبارہ عرض کی مولا کیا ہم اس سے محبت کریں کہ اور بھائی چارہ قائم کریں؟ فرمایا ہاں اس سے محبت کرو ہاں اس سے محبت کرو جب میں نے تجھ سے کہا تو اس پر عمل کر اور ان باتوں کے ذریعے اس پر غالب آنے کی کوشش نہ کر، اب جا، اور ہمارے ماننے والوں سے کہہ دے کہ آپ نے ہمیں ہشام بن حکم سے محبت اور بھائی چارے کا حکم دیا ہے تو مرقی نے امام کے

سامنے ہمیں بتا دیا جبکہ آپ سن رہے تھے کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں امام نے ہشام بن حکم کے متعلق یہ رائے دی ہے۔

۴۸۴ حَدَّثَنَا حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ، قَالَ كَانَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِذَا أَرَادَ شَيْئاً مِنَ الْحَوَائِجِ لِنَفْسِهِ أَوْ مِمَّا يَعْنِي بِهِ مِنْ أُمُورِهِ، كَتَبَ إِلَى أَبِي يَعْنِي عَلِيّاً: اشْتَرِ لِي كَذَا وَ كَذَا وَ اتَّخِذْ لِي كَذَا وَ كَذَا، وَ لْيَتَوَلَّ ذَلِكَ لَكَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ، فَإِذَا كَانَ غَيْرُ ذَلِكَ مِنْ أُمُورِهِ كَتَبَ إِلَيْهِ: اشْتَرِ لِي كَذَا وَ كَذَا، وَ لَمْ يَذْكُرْ هِشَاماً إِلَّا فِيمَا يَعْنِي بِهِ مِنْ أَمْرِهِ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ بَلَغَ مِنْ عِنَايَتِهِ بِهِ وَ حَالِهِ عِنْدَهُ: أَنَّهُ سَرَّحَ إِلَيْهِ خَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَ قَالَ لَهُ اعْمَلْ بِهَا وَ كُلْ أَرْبَاحَهَا وَ رُدَّ إِلَيْنَا رَأْسَ الْمَالِ، فَفَعَلَ ذَلِكَ هِشَامٌ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَ صَلَّى عَلَى أَبِي الْحَسَنِ.

حسن بن علی بن یقطین نے امام کاظمؑ سے روایت کی کہ جب اپنے لیے کوئی ضرورت محسوس کرتے یا اپنے معاملات کے متعلق کوئی ارادہ فرماتے تو میرے والد علی کو لکھا کرتے تھے کہ میرے لیے یہ یہ چیزیں خرید اور میرے یہ یہ چیز لے آ، اور اس میں تیرا نائب ہشام بن حکم ہوگا اور جب اس کے علاوہ امور ہوتے لکھتے ؛ یہ چیز خرید اور ہشام کا ذکر نہیں فرماتے تھے مگر نہایت اہم معاملہ ہوتا اور حسن بن علی نے بتایا کہ امام کاظم کی ہشام پر خصوصی عنایت اس حد تک تھی کہ آپ نے اس کی طرف ۱۵ ہزار درہم بھیجے اور فرمایا ان کے ساتھ کاروبار کرو اور اس کا منافع تیرے لیے ہے اور اصل مال ہمیں پلٹا دینا تو ہشام (خدا ان پر رحم کرے اور امام کاظم پر درود بھیجے) نے ایسا ہی کیا۔

۴۸۵ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ یُونُس، قَالَ، قُلْتُ لِهِشَامٍ أَصْحَابُکَ یَحْکُونَ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) سَرَّحَ إِلَیْکَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ أَنْ أَمْسِکْ عَنِ الْکَلَامِ وَ إِلَی هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ أَتَانِی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَجَّاجِ، وَ قَالَ لِی یَقُولُ لَکَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) أَمْسِکْ عَنِ الْکَلَامِ هَذِهِ الْأَیَّامَ، وَ کَانَ الْمَهْدِیُّ قَدْ صَنَّفَ لَهُ مَقَالَاتِ النَّاسِ وَ فِیهِ مَقَالَةُ الْجَوَالِیقِیَّةِ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، وَ قَرَأَ ذَلِکَ الْکِتَابَ فِی الشَّرْقِیَّةِ وَ لَمْ یَذْکُرْ کَلَامَ[۳۰۶] هِشَامٍ، وَ زَعَمَ یُونُسُ أَنَّ هِشَامَ بْنَ الْحَکَمِ قَالَ لَهُ: فَأَمْسَکْتُ عَنِ الْکَلَامِ أَصْلًا حَتَّی مَاتَ الْمَهْدِیُّ، وَ إِنَّمَا قَالَ لِی هَذِهِ الْأَیَّامَ فَأَمْسَکَ حَتَّی مَاتَ الْمَهْدِیُّ.

یونس کا بیان ہے کہ میں نے ہشام بن حکم سے کہا کہ تیرے اصحاب نقل کرتے ہیں کہ امام کاظمؑ نے عبدالرحمٰن بن حجاج کے ساتھ تجھے لکھ بھیجا کہ تم بحثیں اور مناظرف چھوڑ دو تو اور یہی حکم ہشام بن سالم کو بھی لکھا؟ تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن حجاج آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ امام نے ان دنوں تجھے بحث نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ مہدی عباسی کے حکومت کے دن تھے اور اس کے لیے لوگوں کے مذاہب کو لکھا گیا تھا اس میں ہشام بن سالم کے ماننے والوں کو جوالیقیہ گروہ قرار دیا گیا تھا اور اس کتاب کو محلّہ شرقیہ میں پڑھا گیا اور اس میں ہشام بن حکم کا ذکر نہیں تھا، یونس کا گمان تھا کہ ہشام بن حکم نے اس کا جواب یہ دیا کہ میں نے اس دور میں بحثیں چھوڑ دی تھیں یہاں تک کہ مہدی فوت ہو گیا اور امام نے ان دنوں مجھے مناظرہ چھوڑنے کا حکم دیا تھا میں نے عمل کیا یہاں تک کہ مہدی فوت ہوا۔

---

[۳۰۶] رجال الکشی، ص: ۲۷۰، یہ روایت ۴۷۹ میں گزر چکی ہے۔

۴۸۶ حَدَّثَنَا حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي زُحَلٌ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَشَّارٍ،، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيِّ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ، فَقَالَ لِي: رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ عَبْداً نَاصِحاً أُوذِيَ مِنْ قِبَلِ أَصْحَابِهِ حَسَداً مِنْهُمْ لَهُ.
سلیمان بن جعفر جعفری نے بیان کیا کہ میں نے امام رضا سے ہشام بن حکم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا خدا اس پر رحم کرے وہ نصیحت کرنے والا آدمی تھا مگر وہ اپنے ساتھیوں کے اس سے حسد کی وجہ سے بہت اذیت میں مبتلا ہوا۔

۴۸۷ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي زُحَلٌ، عَنْ أَسَدِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ، كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ الْأَوَّلُ (ع) إِلَى مَنْ وَافَى الْمَوْسِمَ مِنْ شِيعَتِهِ فِي بَعْضِ السِّنِينَ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَمَا قَامَ بِهَا غَيْرُ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ، فَإِذَا هُوَ قَدْ كَتَبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ جَعَلَ اللَّهُ ثَوَابَكَ الْجَنَّةَ، يَعْنِي هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ. اسد بن ابی علاء کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن اول نے ایک سال حج کے دنوں میں آنے والے اپنے شیعوں کی طرف اپنی ایک ضرورت لکھی تھی لیکن ہشام بن حکم کے سوا کسی نے اس کو پورا نہیں کیا تو امام نے اس کے لیے لکھا؛خدا نے تیرا نام اہل جنت میں قرار دیا،اس سے مراد ہشام بن حکم کو لیا۔

۴۸۸ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ النُّعْمَانِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى وَ هُوَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ زِيَادٍ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، قَالَ، سَمِعْتُهُ يُؤَدِّي إِلَى هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ رِسَالَةَ أَبِي الْحَسَنِ (ع) قَالَ لَا تَتَكَلَّمْ فَإِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ آمُرَكَ أَنْ لَا تَتَكَلَّمَ، قَالَ: فَمَا بَالُ هِشَامٍ يَتَكَلَّمُ وَ أَنَا لَا أَتَكَلَّمُ، قَالَ،

أَمَرَنِی أَنْ آمُرَکَ أَنْ لَا تَتَکَلَّمَ وَ أَنَا رَسُولُهُ إِلَیْکَ. قَالَ أَبُو یَحْیَی: أَمْسَکَ هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ عَنِ الْکَلَامِ شَهْراً لَمْ یَتَکَلَّمْ ثُمَّ تَکَلَّمَ، فَأَتَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ لَهُ: سُبْحَانَ اللَّهِ یَا أَبَا مُحَمَّدٍ تَکَلَّمْتَ وَ قَدْ نُهِیتَ عَنِ الْکَلَامِ! قَالَ مِثْلِی لَا یُنْهَى عَنِ الْکَلَامِ، قَالَ أَبُو یَحْیَی: فَلَمَّا کَانَ مِنْ قَابِلٍ، أَتَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ لَهُ: یَا هِشَامُ قَالَ لَکَ أَ یَسُرُّکَ أَنْ تَشْرَکَ فِی دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قَالَ لَا، قَالَ وَ کَیْفَ تَشْرَکُ فِی دَمِی فَإِنْ سَکَتَ وَ إِلَّا فَهُوَ الذَّبْحُ فَمَا سَکَتَ حَتَّى کَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا کَانَ (صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ).

ابو یحییٰ واسطی (مجہول) کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن حجاج کو سنا کہ وہ ہشام بن حکم کو امام کاظم کا خط اور پیغام پہنچا رہے تھے کہ تو بحثیں اور مناظرے نہ کر کہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ تجھے حکم دوں کہ تو بحثیں نہ کرے، راوی (ابو یحییٰ) کہتا ہے؛ ہشام بن حکم نے کہا؛ ہشام بن سالم تو بحثیں کرے اور میں نہ کروں تو عبدالرحمٰن بن حجاج نے کہا مجھے آپ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے حکم دوں کہ تو کلام نہ کر اور میں امام کی طرف سے آپ تک پیغام پہنچانے والا ہوں، راوی کہتا ہے کہ ہشام بن حکم بڑی مشکل سے ایک ماہ تک بحثوں سے رکے تھر مناظرے شروع کر دیئے تو عبدالرحمٰن بن حجاج ان کے پاس آئے اور کہا؛ سبحان اللہ اے ابو محمد! تم نے بحثیں شروع کر دی ہیں حالانکہ تجھے ان سے روکا گیا ہے تو اس نے کہا؛ مجھ جیسوں کو بحثوں سے نہیں روکا جاتا، ابو یحییٰ کہتا ہے کہ جب آئندہ سال عبدالرحمٰن بن حجاج امام کے پاس آیا تو امام نے اس سے کہا کہ ہشام سے کہو کہ ارے کیا تجھے پسند ہے کہ تو ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہو، تو جب ان سے کہا گیا تو ہشام نے کہا نہیں، تو فرمایا تو تو میرے خون میں کیسے شریک ہو رہا ہے، پس اگر وہ خاموش ہو گیا تو بہتر، ورنہ ہمیں ضرور قتل کیا جائے گا، راوی کہتا ہے ہشام ویسا ہی بحثیں کرتا رہا یہاں تک کہ امام کاظمؑ کو شہید کر دیا گیا۔

۴۸۹ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْر، قَالا حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَشَّاءُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ كُنْتُ فِى طَرِيقِ مَكَّةَ قَائماً أُرِيدُ شِرَاءَ بَعِيرٍ، فَمَرَّ بِى أَبُو الْحَسَنِ (ع) فَلَمَّا نَظَرْتُ إِلَيْه تَنَاوَلْتُ رُقْعَةً فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ: جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنِّى أُرِيدُ شِرَاءَ هَذَا الْبَعِيرِ فَمَا تَرَى فَنَظَرَ إِلَيْه، ثُمَّ قَالَ لَا أَرَى فِى شِرَاهُ بَأْساً فَإِنْ خِفْتَ عَلَيْه ضَعْفاً فَأَلْقِمْهُ! فَاشْتَرَيْتُهُ وَ حَمَلْتُ عَلَيْه، فَلَمْ أَرَ مُنْكَراً حَتَّى إِذَا كُنْتُ قَرِيباً مِنَ الْكُوفَةِ فِى بَعْضِ الْمَنَازِلِ عَلَيْه حَمْلٌ ثَقِيلٌ، رَمَى بِنَفْسِه وَ اضْطَرَبَ لِلْمَوْتِ، فَذَهَبَ الْغِلْمَانُ يَنْزِعُونَ عَنْهُ، فَذَكَرْتُ الْحَدِيثَ فَدَعَوْتُ بِلُقَمٍ، فَمَا أَلْقَمُوهُ إِلَّا سَبْعاً حَتَّى قَامَ بِحَمْلِه.

حسن بن علی وشاء نے ہشام بن حکم سے روایت کی کہ میں مکہ کے راستے میں کھڑا تھا اور ایک اونٹ خریدنا چاہتا تھا پس میرے پاس سے امام ابوالحسنؑ گزرے جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے ایک رقعہ لیا اور اس میں آپ کی طرف لکھا میں آپ پر قربان جاوں میں یہ اونٹ خریدنا چاہتا ہوں آپ کی کیا رائے ہے آپ نے اس کی طرف دیکھا پھر فرمایا اس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں پس اگر اس پر خوف ہو تو اسے کچھ کھلا دینا تو میں نے وہ خرید لیا اور اس پر اپنا سامان لاد لیا تو میں نے اس میں کوئی بدی نہیں دیکھی یہاں تک کہ میں کوفہ کے قریب بعض منازل میں پہنچ رہا تھا اور اس پر اچانک بوجھ بڑھ گیا یہاں تک کہ وہ گر گیا اور مرنے کے لیے مضطرب ہونے لگا غلاموں نے اس سے بار اتارا، اچانک مجھے امام کا فرمان یاد آ گیا تو میں نے لقمے منگوائے اور سات لقمے ہی کھلائے تھے کہ وہ اپنا بار لیکر اٹھ کھڑا ہوا۔

۴۹۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِى عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْفِيرُوزَانِيُّ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِى

مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّاد، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنِی يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ، قَالَ كَانَ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ حُمْرَانُ بْنُ أَعْيَنَ وَ مُؤْمِنُ الطَّاقِ وَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ وَ الطَّيَّارُ وَ جَمَاعَةٌ فِيهِمْ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ وَ هُوَ شَابٌّ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا هِشَامُ! قَالَ لَبَّيْكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ[۳۰۷]، قَالَ: أَ لَا تُخْبِرُنِی كَيْفَ صَنَعْتَ بِعَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ وَ كَيْفَ سَأَلْتَهُ فَقَالَ هِشَامٌ إِنِّی أُجِلُّكَ وَ أَسْتَحْيِی مِنْكَ فَلَا يَعْمَلُ لِسَانِی بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَافْعَلُوهُ، قَالَ هِشَامٌ: بَلَغَنِی مَا كَانَ فِيهِ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ وَ جُلُوسُهُ فِی مَسْجِدِ الْبَصْرَةِ، وَ عَظُمَ ذَلِكَ عَلَیَّ، فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَدَخَلْتُ الْبَصْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَتَيْتُ مَسْجِدَ الْبَصْرَةِ فَإِذَا أَنَا بِحَلْقَةٍ كَبِيرَةٍ، وَ إِذَا أَنَا بِعَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ عَلَيْهِ شَمْلَةٌ سَوْدَاءُ مِنْ صُوفٍ مُتَّزِرٌ بِهَا وَ شَمْلَةٌ مُرْتَدٍ بِهَا، وَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَاسْتَفْرَجْتُ النَّاسَ ثُمَّ قَعَدْتُ فِی آخِرِ الْقَوْمِ عَلَى رُكْبَتَیَّ-

یونس بن یعقوب نے روایت کی ایک مرتبہ امام صادقؑ کی مجلس میں آپ کے تمام بزرگ اصحاب بالخصوص حمران بن اعین، مومن طاق، طیار، ہشام بن سالم موجود تھے اور اس اثناء میں ہشام بن حکم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہشام بن حکم تمام افراد کی نسبت سے کم سن اور نوخیز تھے امام صادق نے انہیں فرمایا اے ہشام، تو اس نے عرض کی؛ لبیک فرزند رسول! فرمایا تم نے عمرو بن عبید معتزلی سے جو مناظرہ کیا تھا ہمیں بھی سناو، تم نے اس سے کیسے سوال

[۳۰۷] رجال الکشی، ص: ۲۷۲

کیسے ؟ ہشام نے عرض کی مولا مجھے آپ کی خدمت میں وہ بحث پیش کرتے ہوئے آپ کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے حیا محسوس ہوتی ہے اور آپ کے رعب امامت کی وجہ سے میں اظہار پر قدرت نہیں رکھتا ہوں۔

امام نے فرمایا؛ جب میں نے تجھے حکم دیا تو پھر اس کو انجام دو، اس کے بعد ہشام نے کہا؛ کچھ عرصہ پہلے جب مجھے معلوم ہوا کہ فرقہ معتزلہ کا رئیس عمرو بن عبید بصرہ آیا ہوا ہے اور وہ روزانہ مجلس میں بیٹھ کر اپنے اصول عقائد کی تبلیغ کرتا ہے اور مسئلہ امامت میں اپنے بزرگوں کے نظریات کا دفاع کرتا ہے تو مجھ پر گراں گزرا تو میں بصرہ روانہ ہوا، جمعہ کا دن تھا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا عمرو بن عبید بڑی شان سے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور اس نے سیاہ اونی ٹوپی پہنی ہوئی ہے اور سیاہ اون کی رداء اوپر ڈالی ہوئی تھی اور لوگوں کا بڑا گروہ اس کے گرد حلقہ بگوش تھا اور لوگ اس سے مسائل پوچھ رہے تھے میں نے بھی جگہ تلاش کی اور دائرہ کے پیچھے جگہ پا کر دوزانو بیٹھ گیا۔

ثُمَّ قُلْتُ أَيُّهَا الْعَالِمُ أَنَا رَجُلٌ غَرِيبٌ فَأْذَنْ لِي فَأَسْأَلَكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ قَالَ، فَقَالَ نَعَمْ. قَالَ، قُلْتُ لَهُ: أَ لَكَ عَيْنٌ قَالَ يَا بُنَيَّ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا مِنَ السُّؤَالِ أَ رَأَيْتَكَ شَيْئاً كَيْفَ تَسْأَلُ فَقُلْتُ هَكَذَا مَسْأَلَتِي، فَقَالَ يَا بُنَيَّ سَلْ وَ إِنْ كَانَ مَسْأَلَتُكَ حُمْقاً! قُلْتُ أَجِبْنِي فِيهَا، قَالَ، فَقَالَ لِي سَلْ! قَالَ، قُلْتُ أَ لَكَ عَيْنٌ قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ فَمَا تَرَى بِهَا قَالَ الْأَلْوَانَ وَ الْأَشْخَاصَ، قَالَ، قُلْتُ فَلَكَ أَنْفٌ قَالَ نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ أَتَشَمَّمُ الرَّائِحَةَ، قَالَ، قُلْتُ فَلَكَ فَمٌ قَالَ نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ أَذُوقُ بِهِ الطَّعْمَ، قَالَ، قُلْتُ أَ لَكَ قَلْبٌ قَالَ نَعَمْ. قَالَ، قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ أُمَيِّزُ بِهِ كُلَّ مَا وَرَدَ عَلَى هَذِهِ الْجَوَارِحِ، قَالَ،

قُلْتُأَ لَيْسَ فِي هَذه الْجوَارِحِ غِنًى عَنِ الْقَلْبِ قَالَ لَا، قُلْتُ وَ كَيْفَ ذَاکَ وَ هِيَ صَحِيحَةٌ سَلِيمَةٌ قَالَ يَا بُنَيَّ الْجوَارِحُ إِذَا شَكَّتْ فِي شَيْءٍ شَمَّتْهُ أَوْ رَأَتْهُ أَوْ ذَاقَتْهُ رَدَّتْهُ إِلَى الْقَلْبِ فَيَتَيَقَّنُ الْيَقِينَ وَ يُبْطِلُ الشَّکَّ-

پھر میں نے اس سے کہا اے عالم میں ایک مسافر ہوں، مجھے بھی سوال کرنے کی اجازت دیجیئے ،میں کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں؟اس نے کہا پوچھو، میں نے کہا؛ کیا آپ کی آنکھیں ہیں؟

اس نے کہا بچے یہ تو کیسا سوال کر رہا ہے کیا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟

میں نے کہا میں نے آپ سے یہی کچھ پوچھنا ہے

اس نے کہا پوچھو اگرچہ تیرا سوال بہت بچگانہ ہے۔

میں نے کہا بتایئے، تو اس نے کہا پوچھو، میں نے پھر کہا کیا تیری آنکھیں ہیں؟اس نے کہا؛ ہاں

،

میں نے کہا؛ آپ ان آنکھوں سے کیا کام لیتے ہیں؟

اس نے کہا میں ان آنکھوں سے لوگوں اور رنگوں کو دیکھتا ہوں۔

میں نے کہا کیا آپ کی ناک ہے؟اس نے کہا؛ ہاں میری ناک ہے۔

میں نے کہا آپ ناک سے کیا کام لیتے ہیں؟اس نے کہا؛ میں اس سے چیزوں کو سونگھتا ہوں۔

میں نے کہا؛ کیا آپ کا منہ ہے؟اس نے کہا ہاں، میرا منہ ہے۔

میں نے کہا آپ منہ سے کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا میں اس سے کھانا کھاتا ہوں ان سے ذائقہ محسوس کرتا ہوں۔

میں نے کہا کیا آپ کا دل ہے؟اس نے کہا ہاں میرا دل ہے۔

میں نے کہا آپ دل سے کیا کام لیتے ہیں؟اس نے کہا جو چیزیں اعضاء پر وارد ہوتی ہیں میں دل سے ان کو پرکھتا ہوں۔

میں نے کہا کیا آپ ان اعضاء کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دل سے بے نیاز ہیں؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔

میں نے کہا؛ وہ کیسے، حالانکہ وہ سب اپنی جگہ صحیح و سالم ہیں؟ اس نے کہا؛ بیٹے، یہ اعضاء جب کسی چیز کو دیکھتے ہیں یا سونگھتے ہیں یا چکھتے ہیں اور شک کرتے ہیں تو دل فصیلہ کر کے یقین پیدا کرتا ہے اور شک کو رد کرتا ہے۔

قَالَ، قُلْتُ وَ إِنَّمَا أَقَامَ اللَّهُ الْقَلْبَ لِشَکِّ الْجَوَارِحِ قَالَ نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ فَلَا بُدَّ مِنَ الْقَلْبِ وَ إِلَّا لَمْ تَسْتَيْقِنِ الْجَوَارِحُ قَالَ نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ يَا أَبَا مَرْوَانَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَتْرُکْ جَوَارِحَکَ حَتَّى جَعَلَ لَهَا إِمَاماً يُصَحِّحُ لَهَا الصَّحِيحَ وَ يَتَيَقَّنُ لَهَا مَا شَکَّتْ فِيهِ، وَ يَتْرُکُ هَذَا الْخَلْقَ کُلَّهُمْ فِي حَيْرَتِهِمْ وَ شَکِّهِمْ وَ اخْتِلَافَاتِهِمْ لَا يُقِيمُ لَهُمْ إِمَاماً يَرُدُّونَ إِلَيْهِ شَکَّهُمْ وَ حَيْرَتَهُمْ، وَ يُقِيمُ لَکَ إِمَاماً لِجَوَارِحِکَ تَرُدُّ إِلَيْهِ حَيْرَتَکَ وَ شَکَّکَ! قَالَ، فَسَکَتَ وَ لَمْ يَقُلْ لِي شَيْئاً، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ أَنْتَ هِشَامٌ قَالَ قُلْتُ لَا، فَقَالَ أَ جَالَسْتَهُ قَالَ قُلْتُ لَا، قَالَ فَمِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْکُوفَةِ، قَالَ فَأَنْتَ إِذَنْ هُوَ، قَالَ ثُمَّ ضَمَّنِي إِلَيْهِ وَ أَقْعَدَنِي فِي مَجْلِسِهِ وَ مَا نَطَقَ حَتَّى قُمْتُ، فَضَحِکَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) ثُمَّ قَالَ: يَا هِشَامُ مَنْ عَلَّمَکَ هَذَا قَالَ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ جَرَى عَلَى لِسَانِي، فَقَالَ يَا هِشَامُ هَذَا وَ اللَّهِ مَکْتُوبٌ فِي صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى.

ہشام کا بیان ہے میں نے کہا خدا نے اعضاء و جوارح کے شک کو دور کرنے کے لیے دل کو معین کیا ہے، اس نے کہا؛ ہاں۔

میں نے کہا تو دل کا ہونا ضروری ہے ورنہ اعضاء کو یقین حاصل نہ ہوگا؟ اس نے کہا؛ ہاں۔

میں نے کہا اے ابو مروان ، بے شک اللہ نے ان اعضاء و جوارح کو بغیر ایسے امام کے نہیں چھوڑا جو ان کو صحیح کی راہنمائی کرے اور ان کے شک کے موارد میں انہیں یقین دلائے اور اس پوری مخلوق انسانیت کو ان کی حیرت اور شک اور اختلافات میں چھوڑ دیا، اور ان کے لیے کوئی امام معین نہیں فرمایا جو انہیں شک و حیرت سے نکال باہر کرے اور تیرے اعضاء و جوارح کے لیے امام مقرر کرے جو تجھے شک و حیرت سے نکالے۔

ہشام کہتا ہے کہ تو وہ خاموش ہو گیا اور مجھے کچھ نہیں کہا پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا تو ہشام ہے میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا کیا تو اس کی محافل میں بیٹھا ہے، میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا تو کس علاقے سے ہے؟ میں نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں تو اس نے کہا تو یقینا وہی ہے، پھر مجھے اپنے پاس بلایا اور اپنی جگہ بٹھایا اور کچھ نہیں بولا یہاں تک کہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔

امام صادق مسکرائے اور فرمایا اے ہشام، تجھے کس نے یہ بات تعلیم دی؟ ہشام کہتا ہے میں نے عرض کی اے فرزند رسول! یہ بات میری زبان پہ جاری ہو گئی تو فرمایا اے ہشام، خدا کی قسم یہی ابراہیم اور موسی کے صحیفوں میں لکھا ہے۔

۴۹۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ[۳۰۸] مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ أَبِی إِسْحَاق، عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَعْبَد، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِمِنًى عَنْ خَمْسِمِائَةِ حَرْفٍ مِنَ الْکَلَامِ، فَأَقْبَلْتُ أَقُولُ یَقُولُونَ کَذَا، قَالَ: فَنَقُولُ قُلْ کَذَا، فَقُلْتُ هَذَا الْحَلَالُ وَ الْحَرَامُ، وَ الْقُرْآنُ أَعْلَمُ أَنَّکَ صَاحِبُهُ وَ أَعْلَمُ النَّاسِ بِهِ فَهَذِهِ الْکَلَامُ مِنْ أَیْنَ فَقَالَ: یَحْتَجُّ اللَّهُ عَلَى خَلْقِهِ بِحُجَّةٍ لَا تَکُونُ عِنْدَهُ کُلَّمَا یَحْتَاجُونَ إِلَیْهِ.

---

[۳۰۸] رجال الکشی، ص: ۲۷۴

ہشام بن حکم کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے منیٰ میں مناظرے و کلام کے ۵۰۰ مسائل کے متعلق سوال کیے میں یہ کہتا رہا کہ وہ یہ کہتے ہیں تو آپ فرماتے ہم یہ کہتے ہیں اور تو بھی یہ کہہ ،تو میں نے کہا یہ حلال و حرام ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ آپ قرآن کے صاحب اور اسے سب سے زیادہ جانتے ہیں تو یہ کلام کہاں سے ہے؟

فرمایا؛اللہ تعالی اپنی مخلوق پر ایسی حجت کے ذریعے دلیل قائم کرتا ہے جو اس کے پاس نہ ہو جب وہ اس کے محتاج ہوں.

۴۹۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، عَنْ مُحَمَّد بْنِ سَعْد بْنِ مَزْيد الْكَشِّيِّ وَ مُحَمَّد بْنِ أَبِی عَوْف الْبُخَارِیِّ، قَالا حَدَّثَنَا أَبُو عَلِیٍّ الْمَحْمُودِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ يُونُسَ، أَنَّ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ مَا عَمِلْتُ وَ أَعْمَلُ مِنْ خَيْرٍ مُفْتَرَضٍ وَ غَيْرِ مُفْتَرَضٍ فَجَمِيعُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الصَّادِقِينَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ حَسَبَ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَكَ فَتَقَبَّلْ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنِّی وَ عَنْهُمْ، وَ أَعْطِنِی مِنْ جَزِيلِ جَزَاكَ بِهِ حَسَبَ مَا أَنْتَ أَهْلُهُ.

یونس کا بیان ہے کہ ہشام بن حکم اپنی دعاوں میں یہ کہا کرتے تھے ؛خدایا میں جو بھی فرض یا سنت کوئی نیکی کرتا ہوں یا کروں گا سب رسول اکرم ﷺ اور آپ کی صادق و معصوم اہل بیتؑ کی طرف سے ہے ان پر ان کے اپنی جناب میں منزلت کے برابر درود بھیج اور یہ سب ان سے اور مجھ سے قبول فرما اور مجھے اس کی اچھی جزاء عطا فرما جس کا تو اہل ہے.

۴۹۳ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ أَبِی بَكْرٍ، قَالَ، قَالَ النَّظَّامُ لِهِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَبْقَوْنَ فِی الْجَنَّةِ بَقَاءَ الْأَبَدِ فَيَكُونَ بَقَاؤُهُمْ كَبَقَاءِ اللَّهِ وَ مُحَالٌ أَنْ يَبْقَوْا كَذَلِكَ، فَقَالَ هِشَامٌ: إِنَّ

أَهْلَ الْجَنَّةِ يَبْقَوْنَ بِمُبْقٍ لَهُمْ وَ اللّٰهُ يَبْقَى بِلَا مُبْقٍ وَ لَيْسَ هُوَ كَذٰلِكَ، فَقَالَ مُحَالٌ أَنْ يَبْقَوْا لِلْأَبَدِ، قَالَ، قَالَ: مَا يَصِيرُونَ قَالَ يُدْرِكُهُمُ الْخُمُودُ، قَالَ فَبَلَغَكَ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ مَا تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَإِنِ اشْتَهَوْا وَ سَأَلُوا رَبَّهُمْ بَقَاءَ الْأَبَدِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يُلْهِمُهُمْ ذٰلِكَ، قَالَ فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ نَظَرَ إِلَى ثَمَرَةٍ عَلَى شَجَرَةٍ، فَمَدَّ يَدَهُ لِيَأْخُذَهَا فَتَدَلَّتْ إِلَيْهِ الشَّجَرَةُ وَ الثِّمَارُ، ثُمَّ كَانَتْ مِنْهُ فَلْتَةٌ فَنَظَرَ إِلَى ثَمَرَةٍ أُخْرَى أَحْسَنَ مِنْهَا، فَمَدَّ يَدَهُ الْيُسْرَى لِيَأْخُذَهَا فَأَدْرَكَهُ الْخُمُودُ، وَ يَدَاهُ مُتَعَلِّقَةٌ بِشَجَرَتَيْنِ، فَارْتَفَعَتِ الْأَشْجَارُ وَ بَقِيَ هُوَ مَصْلُوباً، فَبَلَغَكَ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ مَصْلُوبَيْنِ قَالَ هٰذَا مُحَالٌ، قَالَ فَالَّذِي أَتَيْتَ بِهِ أَمْحَلُ مِنْهُ، أَنْ يَكُونَ قَوْمٌ قَدْ خُلِقُوا وَ عَاشُوا فَأُدْخِلُوا الْجِنَانَ يُمَوِّتُهُمْ فِيهَا يَا جَاهِلُ.

ابوزکریا یحییٰ کا بیان ہے کہ نظام نے ہشام بن حکم سے کہا؛اہل جنت ہمیشہ جنت میں نہیں رہیں گے کیونکہ اگر وہ ہمیشہ رہیں تو خدا کی طرح ہو جائیں گے (جبکہ باقی صرف خدا کی ذات ہے جس پر فناء نہیں ہے) تو جنتیوں کے لیے خدا کی طرح بقاء محال ہے۔

ہشام نے اس سے کہا؛اس میں کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بذات خود باقی ہے اور اہل جنت کی بقاء از خود نہیں بلکہ اللہ کے باقی رکھنے سے وہ باقی ہیں۔

نظام نے کہا؛ نہیں ان کا ہمیشہ رہنا پھر بھی محال ہے۔

ہشام نے اس سے کہا؛ پھر وہ کیا ہو جائیں گے ؟

اس نے جواب دیا؛آخر وہ ٹھنڈے ہو کر بے ہوش ہو جائیں گے۔

تو ہشام نے اس سے کہا؛ تو نے قرآن مجید میں پڑھا ہے ؛اہل جنت جس چیز کی خواہش کریں گے وہ ان کے موجود ہو گی (زخرف ۷۱)۔

نظام نے کہا؛ ہاں میں نے قرآن مجید میں پڑھا ہے۔

تو ہشام نے اس سے کہا؛ اگر وہ اپنے پروردگار سے بقائے ابدی کی خواہش کریں تو؟؟

نظام نے کہا؛ ان کے دل میں خدا تعالی سرے سے یہ خواہش پیدا ہی نہیں ہونے دے گا۔

تو ہشام نے اس سے کہا؛ اگر جنت میں بے ہوشی درست ہے تو پھر یہ بھی عین ممکن ہے کہ ایک جنتی کسی درخت کے میوہ کو دیکھ کر اس کے کھانے کی خواہش کرے تو جنت کے درخت کی شاخ اس پر جھک جائے اور وہ شاخ پہ اپنا ہاتھ ڈالے اور اسی اثناء میں وہ اس سے بھی بہتر پھل کو دیکھے اور اس کے کھانے کی خواہش کرے تو وہ شاخ اس پر جھک جائے اور وہ شاخ پہ اپنا دوسرا ہاتھ ڈالے اور عین اس وقت جبکہ اس کے دونوں ہاتھ شاخوں میں پھنسے ہوں تو اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے اور درختوں کی شاخیں اپنے مقام پر چلی جائیں اور وہ جنتی بے چارہ صلیب پر لٹک جائے تو کیا آپ نے سنا کہ جنت میں لوگ سولی پہ لٹکے ہوئے ہونگے؟

نظام نے کہا؛ ایسا ہونا محال ہے۔

تو ہشام نے کہا؛ تیرا یہ نظریہ اس سے بھی زیادہ محال ہے کہ ایک قوم خلق ہو وہ زندگی گزاریں اور نیک عمل کریں پھر انہیں جنت دی جائے ان پر موت سوار ہو جائے۔

۴۹۴ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ یَزِیدَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِیمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِیمَ، قَالَ حَدَّثَنِی یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ یُونُسَ بْنِ یَعْقُوبَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ کُنَّا عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَوَرَدَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ

فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ، فَلَمَّا دَخَلَ سَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) بِالْجُلُوسِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ حَاجَتُكَ أَيُّهَا الرَّجُلُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ عَالِمٌ بِكُلِّ مَا تُسْأَلُ عَنْهُ فَصِرْتُ إِلَيْكَ[۳۰۹] لِأُنَاظِرَكَ! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِيمَا ذَا قَالَ فِي الْقُرْآنِ وَ قَطْعِهِ وَ إِسْكَانِهِ وَ خَفْضِهِ وَ نَصْبِهِ وَ رَفْعِهِ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا حُمْرَانُ دُونَكَ الرَّجُلَ! فَقَالَ الرَّجُلُ إِنَّمَا أُرِيدُكَ أَنْتَ لَا حُمْرَانَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنْ غَلَبْتَ حُمْرَانَ فَقَدْ غَلَبْتَنِي، فَأَقْبَلَ الشَّامِيُّ يَسْأَلُ حُمْرَانَ حَتَّى غَرِضَ وَ حُمْرَانُ يُجِيبُهُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَيْفَ رَأَيْتَ يَا شَامِيُّ قَالَ رَأَيْتُهُ حَاذِقاً مَا سَأَلْتُهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَجَابَنِي فِيهِ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا حُمْرَانُ سَلِ الشَّامِيَّ فَمَا تَرَكَهُ يَكْشِرُ، فَقَالَ الشَّامِيُّ أُرِيدُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أُنَاظِرُكَ فِي الْعَرَبِيَّةِ! فَالْتَفَتَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ يَا أَبَانَ بْنَ تَغْلِبَ نَاظِرْهُ، فَنَاظَرَهُ فَمَا تَرَكَ الشَّامِيَّ يَكْشِرُ، فَقَالَ أُرِيدُ أَنْ أُنَاظِرَكَ فِي الْفِقْهِ! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا زُرَارَةُ نَاظِرْهُ! فَنَاظَرَهُ فَمَا تَرَكَ الشَّامِيَّ يَكْشِرُ، قَالَ أُرِيدُ أَنْ أُنَاظِرَكَ فِي الْكَلَامِ! قَالَ يَا مُؤْمِنَ الطَّاقِ نَاظِرْهُ، فَنَاظَرَهُ فَسُجِلَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ تَكَلَّمَ مُؤْمِنُ الطَّاقِ بِكَلَامِهِ فَغَلَبَهُ بِهِ، فَقَالَ أُرِيدُ أَنْ أُنَاظِرَكَ فِي الِاسْتِطَاعَةِ فَقَالَ لِلطَّيَّارِ كَلِّمْهُ فِيهَا! قَالَ فَكَلَّمَهُ فَمَا تَرَكَهُ يَكْشِرُ، ثُمَّ قَالَ أُرِيدُ أُكَلِّمُكَ فِي التَّوْحِيدِ، فَقَالَ لِهِشَامِ بْنِ سَالِمٍ كَلِّمْهُ! فَسُجِلَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ خَصَمَهُ هِشَامٌ،

---

[۳۰۹] رجال الکشی، ص: ۲۷۶

فَقَالَ أُرِيدُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فِي الْإِمَامَةِ، فَقَالَ لِهِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ كَلِّمْهُ يَا أَبَا الْحَكَمِ! فَكَلَّمَهُ فَمَا تَرَكَهُ يَرْتِمُ وَ لَا يُحْلِي وَ لَا يُمِرُّ، قَالَ فَبَقِيَ يَضْحَكُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ، فَقَالَ الشَّامِيُّ كَأَنَّكَ أَرَدْتَ أَنْ تُخْبِرَنِي أَنَّ فِي شِيعَتِكَ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الرِّجَالِ قَالَ هُوَ ذَاكَ؛ ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کے اصحاب کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھے، اسی اثناء میں ایک شامی آن پہنچا اس نے اذن حضور مانگا آپ نے اس کو اجازت دی اس نے آکر سلام کیا امام نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا پھر فرمایا اے شخص تجھے کیا کام ہے؟ اس نے عرض کی؛ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ سے جو سوال کیا جائے آپ اس کو جانتے ہیں اور اس کا صحیح جواب دیتے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ سے مناظرہ کروں!

امام نے پوچھا کس موضوع میں؟

اس نے عرض کی؛ قرآن مجید اور اس کے قطع و سکون اور اس کے اعراب کے متعلق۔

امامؑ نے فرمایا؛ اے حمران اس شخص سے مناظرہ کرو۔

اس شخص نے کہا میں آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں، نہ حمران کے ساتھ۔

امامؑ نے فرمایا؛ اگر تو حمران پر غالب آیا تو گویا مجھ پر جیت گیا۔

شامی نے حمران سے سوال کرنا شروع کیے یہاں تک کہ وہ تھک ہار کر بیٹھ گیا اور حمران مسلسل اس کے سوالات کا جواب دیتے رہے۔

تو امامؑ نے فرمایا؛ اے شامی تو نے اسے کیسا پایا؟

اس نے عرض کی؛ میں نے اس کو عالم حاذق اور ماہر پایا ہے۔

پھر امامؑ نے حمران سے فرمایا؛ اب تم شامی سے سوالات کرو۔

توانہوں نے اس سے چند ہی سوال کیے جن کے شامی سے جواب نہ بن پڑے اور وہ موضوع سے بھاگنے کی کوشش کرتا تھا۔
پھر اس شامی نے امام سے عرض کی؛ اے ابو عبداللہ! میں آپ سے زبان عربی (علم نحو و لغت) کے بارے میں آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔
توامامؑ نے فرمایا؛اے ابان بن تغلب! اس سے مناظرہ کرو۔
انہوں نے شامی سے اس طرح مناظرہ کیا کہ وہ اس موضوع کو چھوڑنے پر مجبور ہوا اور یہ کہنے لگا؛میں آپ سے فقہ اور شرعی حلال و حرام کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں۔
توامامؑ نے فرمایا؛اے زرارہ! اس سے مناظرہ کرو توانہوں نے شامی سے یوں مناظرہ کیا کہ وہ اس موضوع کو چھوڑنے پر مجبور ہوا اور یہ کہنے لگا؛میں آپ سے علم کلام اور عقائد کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں۔
توامام نے فرمایا؛اے مومن طاق! اسے سے بحث کرو توان دونوں میں زبردست بحث و مباحثہ ہوا پھر مومن طاق نے اپنے مخصوص دلائل سے اس کو مغلوب کر لیا اور وہ لاجواب ہو گیا۔
تو اس نے عرض کی؛میں آپ سے استطاعت اور انسان کی قدرت کی حدود کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں۔
امام نے طیار سے فرمایا تم اس سے اس موضوع میں بحث کرو توانہوں نے شامی سے یوں پختہ دلائل کی روشنی میں بحث کی کہ وہ موضوع کو چھوڑنے پر مجبور ہوا اور یہ کہنے لگا؛میں آپ سے توحید کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں۔
تو امام نے ہشام بن سالم (خود راوی) سے فرمایا؛تم اس سے مناظرہ کرو، ان دونوں میں بحث شروع ہوئی یہاں تک کہ ہشام نے اسے لاجواب کر دیا تو وہ کہنے لگا میں آپ سے امامت کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں۔
توامام نے ہشام بن حکم سے فرمایا؛اے ابوالحکم! تم اس سے مناظرہ کرو۔

توانہوں نے شامی سے ایسی محکم و مضبوط دلائل کی روشنی میں گفتگو کی اسے ایک کلمہ تک کہنے کی جراءت نہ ہوئی اور وہ کچھ بھی غلط صحیح بولنے رہا، تو امام اس طرح مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک نور برسانے لگے تو شامی نے عرض کی گویا آپ مجھے بتانا چاہتے ہیں کہ آپکے شیعیان میں اس طرح مضبوط اور ماہرین علوم فنون افراد موجود ہیں ؟!

امام نے فرمایا؛ہاں ایسا ہی ہے۔

ثُمَّ قَالَ يَا أَخَا أَهْلِ الشَّامِ أَمَا إِنَّ حُمْرَانَ: فَحَرَفَکَ فَحرْتَ لَهُ فَغَلَبَکَ بِلِسَانِه وَ سَأَلَکَ عَنْ حَرْفٍ مِنَ الْحَقِّ فَلَمْ تَعْرِفْهُ، وَ أَمَّا أَبَانُ بْنُ تَغْلِب: فَمَغَثَ حَقّاً بِبَاطِلٍ فَغَلَبَکَ، وَ أَمَّا زُرَارَةُ: فَقَاسَکَ فَغَلَبَ قِيَاسُهُ قِيَاسَکَ، وَ أَمَّا الطَّيَّارُ: فَكَانَ كَالطَّيْرِ يَقَعُ وَ يَقُومُ وَ أَنْتَ كَالطَّيْرِ الْمَقْصُوصِ لَا نُهُوضَ لَکَ، وَ أَمَّا هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ: فَأَحْسَنَ أَنْ يَقَعَ وَ يَطِيرَ، وَ أَمَّا هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ: فَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ فَمَا سَوَّغَکَ بِرِيقِکَ. يَا أَخَا أَهْلِ الشَّامِ إِنَّ اللَّهَ أَخَذَ ضِغْثاً مِنَ الْحَقِّ وَ ضِغْثاً مِنَ الْبَاطِلِ فَمَغَثَهُمَا ثُمَّ أَخْرَجَهُمَا إِلَى النَّاسِ، ثُمَّ بَعَثَ أَنْبِيَاءَ يُفَرِّقُونَ بَيْنَهُمَا فَفَرَّقَهَا الْأَنْبِيَاءُ وَ الْأَوْصِيَاءُ، وَ بَعَثَ اللَّهُ الْأَنْبِيَاءَ لِيُعَرِّفُوا ذَلِکَ وَ جَعَلَ الْأَنْبِيَاءَ قَبْلَ الْأَوْصِيَاءِ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مَنْ يُفَضِّلُ اللَّهُ وَ مَنْ يَخْتَصُّ، وَ لَوْ كَانَ الْحَقُّ عَلَى حِدَةٍ وَ الْبَاطِلُ عَلَى حِدَةٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَائِمٌ بِشَأْنِهِ مَا احْتَاجَ النَّاسُ إِلَى نَبِيٍّ وَ لَا وَصِيٍّ، وَ لَكِنَّ اللَّهَ خَلَطَهُمَا وَ جَعَلَ تَفْرِيقَهُمَا إِلَى الْأَنْبِيَاءِ وَ الْأَئِمَّةِ (ع) مِنْ عِبَادِه!

فَقَالَ الشَّامِيُّ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَالَسَکَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) كَانَ يُجَالِسُهُ جَبْرَئِيلُ وَ مِيكَائِيلُ وَ إِسْرَافِيلُ يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَأْتِيهِ

بِالْخَبَرِ مِنْ عِنْدِ الْجَبَّارِ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ فَهُوَ كَذَلِكَ، فَقَالَ الشَّامِيُّ: اجْعَلْنِي مِنْ شِيعَتِكَ وَ عَلِّمْنِي! فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَا هِشَامُ عَلِّمْهُ فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ تِلْمَاذاً لَكَ.

پھر امام نے فرمایا اے برادر شامی حمران نے تجھے تھوڑا سا چکر دیا تو تو پریشان ہو گیا تو وہ اپنی زبان کی وجہ سے تجھ پر غالب آگیا پھر اس نے تجھ سے حق کے بارے میں ایک حرف کا سوال کیا جس کو تو نہیں جانتا تھا اور ابان نے حق کو باطل کے ساتھ مخلوط کر کے تجھ سے بازی جیت لی اور زرارہ نے قیاس میں تیرے ساتھ مقابلہ کیا تو اس کا قیاس تیرے قیاس پر غالب آگیا، اور طیار پرندے کی طرح کبھی اڑتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور تو پر کٹے پرندے کی طرح تھا کہ جوڑنے کی بالکل طاقت نہیں رکھتا تھا اور ہشام بن سالم نے بہترین انداز میں پرواز کی اور جہاں بیٹھا خوب بیٹھا اور ہشام بن حکم نے صرف حق کے سہارے سے مناظرہ کیا اور تیرے دین کی لعاب تک جلا کر راکھ کر دی۔

اے برادر شامی! اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے تنکے مخلوط کر کے لوگوں کے پاس بھیج دیے پھر انبیاء کو اس مقصد کے لیے بھیجا کہ وہ ان کے مابین امتیاز اور فرق کریں تو انبیاء اور اوصیاء نے ان کو جدا جدا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا تا کہ وہ ان حقیقتوں کو جانتے ہوں اور انبیاء کو اوصیاء سے پہلے مقرر کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ نے کسے فضیلت دی ہے اور کن صفات کے حامل افراد کو اپنا مقرب خاص بندہ بنایا ہے اگر حق و باطل دونوں جدا جدا ہوتے اور ہر ایک علیحدہ مشخص و معین ہوتا تو لوگوں کو انبیاء اور اوصیاء کی ضرورت نہ ہوتی لیکن خدا نے ان دونوں کو مخلوط کیا ہے اور ان کو امتیاز دینے کے لیے انبیاء اور اوصیاء کو مقرر کیا ہے۔

تو شامی نے عرض کی مولا جس نے آپ کی محبت اور مجلس کا شرف حاصل کیا وہ کامیاب ہو گیا
۔

تو امام نے فرمایا؛ رسول اکرم ﷺ کے جبریل و میکائیل اور اسرافیل بیٹھتے تھے وہ آسمان کی طرف جاتے اور آپ کے پاس خدائے جبار کی طرف سے خبر لایا کرتے تھے اگر وہ اس طرح تھا تو بھی اس طرح ہے۔

تو شامی نے عرض کی مولا مجھے اپنے شیعوں اور پیروکاروں میں قرار دیجیے اور مجھے بھی تعلیم دیجیے ،تو امام نے فرمایا؛اے ہشام (بن حکم) اسے تعلیم دو میں پسند کرتا ہوں کہ یہ تیرا شاگرد بن جائے۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ وَ أَبُو مَالِكٍ الْحَضْرَمِيُّ رَأَيْنَا الشَّامِيَّ عِنْدَ هِشَامٍ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)، وَ يَأْتِي الشَّامِيُّ بِهَدَايَا أَهْلِ الشَّامِ وَ هِشَامٌ يَرُدُّهُ هَدَايَا أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ وَ كَانَ الشَّامِيُّ ذَكِيُّ الْقَلْبِ.

راوی کا بیان ہے کہ ہم امام صادقؑ کی وفات کے بعد اس شامی کو ہشام کے پاس دیکھتے تھے وہ ہشام کے پاس شامی ہدایا اور تحفے لایا کرتا تھا اور ہشام اسے عراقی تحفے و تحائف دیا کرتے تھے اور علی بن منصور کہتا ہے کہ وہ شامی بہت پاکیزہ و نورانی دل کا مالک تھا۔

۴۹۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْعَيَّاشِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَمْرَكِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ دَاوُدَ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) مَا تَقُولُ فِي هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا كَانَ أَذَبَّهُ عَنْ هَذِهِ النَّاحِيَةِ. داود بن ابی ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر سے عرض کی؛آپ ہشام بن حکم کے متعلق کا فرماتے ہیں؟ فرمایا خدا اس پر رحم فرمائے اس نے امر ولایت کی بہت حمایت کی ہے۔

۴۹۶ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ: أَ مَا كَانَ لَكُمْ فِی أَبِی الْحَسَنِ (ع) عِظَةٌ! مَا تَرَى حَالَ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فَهُوَ الَّذِی صَنَعَ بِأَبِی الْحَسَنِ مَا صَنَعَ وَ قَالَ لَهُمْ وَ أَخْبَرَهُمْ، أَ تَرَى اللَّهَ يَغْفِرُ لَهُ مَا رَكِبَ مِنَّا.

احمد بن محمد نے امام رضاؑ سے نقل کیا فرمایا؛ یاد رکھو تمہارے لیے امام ابو الحسن (کاظمؑ) کی سیرت طیبہ میں نصیحت موجود ہے کیا تم ہشام بن حکم کی حالت نہیں دیکھتا اس نے امام موسی کاظمؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اس نے ان سے باتیں کیں اور انہیں خبر دی کیا تو خدا تعالی کو خیال کرتا ہے کہ جو اس نے ہم پر مشکلات پیدا کیں وہ اسے بخش دے گا۔

۴۹۷ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنْ أَبِی مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ ذَكَرَ الرِّضَا (ع) الْعَبَّاسِیَّ، فَقَالَ هُوَ مِنْ غِلْمَانِ أَبِی الْحَارِثِ يَعْنِی يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ أَبُو الْحَارِثِ مِنْ غِلْمَانِ هِشَامٍ وَ هِشَامٌ مِنْ غِلْمَانِ أَبِی شَاكِرٍ، وَ أَبُو شَاكِرٍ زِنْدِيقٌ.

بعض شیعہ راویوں نے امام رضاؑ سے نقل کیا کہ آپ نے عباسی کو یاد کیا تو فرمایا وہ ابو الحارث یعنی یونس بن عبدالرحمٰن کا خاص شاگرد ہے اور وہ ہشام کا خاص شاگرد ہے اور ہشام ابو شاکر کا خاص شاگرد ہے اور ابو شاکر زندیق تھا۔

۴۹۸ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ[۳۱۰] یَزِید، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) ایتِ هِشَامَ بْنَ الْحَکَمِ فَقُلْ لَهُ یَقُولُ لَکَ أَبُو الْحَسَنِ أَ یَسُرُّکَ أَنْ تَشْرَکَ فِی دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، فَإِذَا قَالَ لَا، فَقُلْ لَهُ مَا بَالُکَ شَرِکْتَ فِی دَمِی.

عبدالرحمٰن بن حجاج نے روایت کی کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا ہشام بن حکم کے پاس جاو اور اسے کہو کہ ابوالحسن نے تجھے پیغام بھیجا ہے کہ کیا تجھے پسند ہے کہ تو ایک مسلمان کے خون میں شریک ہو اور اس کے قتل کا سبب بنے پس جب وہ کہے؛ ہر گز نہیں (میں ایسا پسند نہیں کرتا) تو اس سے کہنا تو تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو میرے قتل میں شریک ہو رہا ہے اور میرے قتل کا سبب بن رہا ہے۔

۴۹۹ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِی عَلِیِّ بْنِ رَاشِد، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ الثَّانِی (ع) قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ قَد اخْتَلَفَ أَصْحَابُنَا فَأُصَلِّی خَلْفَ أَصْحَابِ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ قَالَ یَاْبَی عَلَیْکَ عَلِیُّ بْنُ حَدِیدٍ قُلْتُ فَآخُذُ بِقَوْلِهِ قَالَ نَعَمْ. فَلَقِیتُ عَلِیَّ بْنَ حَدِیدٍ فَقُلْتُ لَهُ نُصَلِّی خَلْفَ أَصْحَابِ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ قَالَ لَا.

ابن راشد نے امام ابو جعفر دومؑ سے روایت کی کہ میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان جاوں ہمارے ساتھیوں میں اختلاف نظر موجود ہے تو کیا میں ہشام بن حکم کے گروہ کے پیچھے نماز پڑھوں تو فرمایا تو علی بن حدید سے کیوں نہیں پوچھتا، میں نے عرض کی کیا اس کو قول پر

---

[۳۱۰] رجال الکشی، ص: ۲۷۹

عمل کروں فرمایا ہاں، میں علی بن حدید سے ملا اور اس سے پوچھا کیا ہم ہشام بن حکم کے گروہ کے پیچھے نماز پڑھیں؟ تو اس نے کہا؛ نہیں۔

۵۰۰ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَی الْهَمْدَانِیُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَی الْخَشَّابِ، عَنْ غَیْرِه، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّد بْنِ حَکِیمٍ الْخَثْعَمِیِّ، قَالَ اجْتَمَعَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ وَ هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ وَ جَمِیلُ بْنُ دَرَّاجٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَجَّاجِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ وَ سَعِیدُ بْنُ غَزْوَانَ وَ نَحْوٌ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِنَا فَسَأَلُوا هِشَامَ بْنَ الْحَکَمِ أَنْ یُنَاظِرَ هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ فِیمَا اخْتَلَفُوا فِیهِ مِنَ التَّوْحِیدِ وَ صِفَةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ غَیْرِ ذَلِکَ لِیَنْظُرُوا أَیُّهُمَا أَقْوَی حُجَّةً فَرَضِیَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ أَنْ یَتَکَلَّمَ عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی عُمَیْرٍ وَ رَضِیَ هِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ أَنْ یَتَکَلَّمَ عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ فَتَکَالَمَا وَ سَاقَ مَا جَرَی بَیْنَهُمَا وَ قَالَ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَجَّاجِ لِهِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ: کَفَرْتَ وَ اللَّهِ بِاللَّهِ الْعَظِیمِ وَ أَلْحَدْتَ فِیهِ وَیْحَکَ مَا قَدَرْتَ أَنْ تُشَبِّهَ بِکَلَامِ رَبِّکَ إِلَّا الْعُودَ یُضْرَبُ بِهِ! قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ حُکَیْمٍ فَکَتَبَ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ مُوسَی (ع) یَحْکِی لَهُ مُخَاطَبَتَهُمْ وَ کَلَامَهُمْ وَ یَسْأَلُهُ أَنْ یُعَلِّمَهُ مَا الْقَوْلُ الَّذِی یَنْبَغِی تَدِینُ اللَّهَ بِهِ مِنْ صِفَةِ الْجَبَّارِ فَأَجَابَهُ فِی عَرْضِ کِتَابِهِ: فَهِمْتُ رَحِمَکَ اللَّهُ رَحِمَکَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ أَجَلُّ وَ أَعْلَی وَ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ یُبْلَغَ کُنْهُ صِفَتِهِ فَصِفُوهُ بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ وَ کُفُّوا عَمَّا سِوَی ذَلِکَ.

جعفر بن محمد خثعمی نے بیان کیا کہ ہشام بن سالم، ہشام بن حکم، جمیل بن دراج، عبدالرحمٰن بن حجاج، محمد بن حمران، سعید بن غزوان اور اس طرح کے ہمارے اصحاب کے پندرہ افراد جمع ہوئے تو انہوں نے ہشام بن حکم سے درخواست کی کہ وہ ہشام بن سالم سے مناظرہ کریں جن مسائل (جیسے توحید و صفات خداوند وغیرہ) میں ان کا آپس میں اختلاف ہے تا کہ لوگ دیکھ لیں کہ کس کی دلیل قوی تر ہے، تو ہشام بن سالم راضی ہو گئے کہ ان کی طرف سے محمد بن ابی عمیر بحث کریں اور ہشام بن حکم راضی ہوئے کہ ان کی طرف سے محمد بن ہشام بحث کریں تو انہوں نے بحث شروع کی اور ان میں کافی گرم جوشی رہی تو یہ سن کر عبدالرحمٰن بن حجاج نے ہشام بن حکم سے کہنا شروع کیا؛ خدائے بزرگ و برتر کی قسم! تم کافر ہو گئے ہو اور خدا کے متعلق الحاد و انکار کرتے ہو، ارے تم تو اتنی قدرت رکھتے ہو کہ اپنے پروردگار کے کلام کو ایک چھڑی سے تشبیہ دیتے ہو جس کے ذریعے مارا جاتا ہے۔

جعفر بن حکیم کا کہنا ہے کہ اس نے امام موسی کاظمؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا اس میں ان کے بیانات اور کلمات لکھ بھیجے اور سوال کیا کہ آپ بتائیں کہ کون سزاوار ہے کہ اسے خالق جبار کی صفات کے طور پر اختیار کیا جائے؟ تو آپ نے اس خط کے ایک طرف لکھا خدا تجھ پر رحم کرے میں نے تمہاری مراد سمجھ لی ہے، یاد رکھو خدا تجھ پر رحم کرے اللہ کی ذات والا صفات اس سے کہیں بلند و برتر ہے کہ اس کی صفات کی حقیقت تک پہنچا جائے، تو تمہیں چاہیے کہ اس کی وہ صفات بیان کرو جو اس نے خود بیان کی ہیں اور اس کے علاوہ کچھ کہنے سے زبان بند رکھو۔

قَدْ تَمَّ الْجُزْءُ الثَّالِثُ مِنْ كِتَابِ أَبِى عَمْرٍو الْكَشِّىُّ فِى أَخْبَارِ الرِّجَالِ وَ يَتْلُوهُ فِى الْجُزْءِ الرَّابِعِ فِى هِشَامٍ.

فہرست مطالب

۱) الاختصاص، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان بغدادی (۳۳۶-۴۱۳ق)، ط مؤسّسۃ النشر الاسلامی، قم، ایران.

۲) الارشاد، ... ، ط مؤسّسۃ آل البیت لإحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳ق۔

۳) الاستبصار فیما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۳، دار الکتب الاسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق،.

۴) إعلام الوری ، طبرسی ، فضل بن حسن(حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۹ق.

۵) بحار الأنوار، علامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی (۱۰۳۷-۱۱۱۰ق) ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.

۶) تفسیر عیّاشی، محمّد بن مسعود بن عیّاش (م ۳۲۰ق)، ط مکتبہ العلمیّہ الاسلامیّہ، طہران۔

۷) . تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط دار الکتب الاسلامیّہ، طہران، ۱۳۶۴ش۔

۸) تہذیب التہذیب، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)، ط دار صادر، بیروت.

۹) . ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ش.

۱۰) جامع الرواۃ وإزاحۃ الاشتباہات عن الطرق والأسناد، محمّد بن علی إردبیلی (م ۱۱۰۱ق)، ط دار الأضواء، بیروت، ۱۴۰۳ق۔

۱۱) جامع المقال فیما یتعلّق بأحوال الحدیث والرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵ق)، ط مکتبہ جعفری تبریزی، طہران.

۱۲) خلاصۃ الأقوال فی معرفۃ الرجال، جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہّر حِلّی (۶۴۸-۷۲۹ق)، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق.

۱۳) الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ، آقا بزرگ طہرانی (۱۲۹۳- ۱۳۸۹ق)، ط۱، نجف الأشرف وطہران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق،.

۱۴) رجال ابن داود، تقیّ الدین حسن بن علی بن داود حلّی (۶۴۷-۷۴۰ق)، ط جامعۃ طہران، ۱۳۴۲ش.

۱۵) رجال برقی، احمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط مؤسّسۃ القیّوم، ۱۴۱۹ق.

۱۶) رجال شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۱، المطبعۃ الحیدریۃ، نجف اِشرف، عراق، ۱۳۸۰ق۔

۱۷) رجال الکشّی، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، جامعۃ مشہد، ۱۳۴۸ش.

۱۸) رجال النجاشی، اِحمد بن علی بن اِحمد نجاشی (۳۷۲- ۴۵۰ق)، ط مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۷ق.

۱۹) روضات الجنّات فی اِحوال العلماء والسادات، محمّد باقر خوانساری إصفہانی (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)، ط إسماعیلیان، قم، ۱۳۹۰ق۔

۲۰) السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، محمّد بن منصور بن احمد بن إدریس حلّی (۵۴۳-۵۹۸ق)، ط۱، مؤسّسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.

۲۱) شرح البدایۃ، زین الدین علیّ بن احمد عاملی (۹۱۱-۹۶۵ق)، ط۱، منشورات الفیروزآبادی، قم، ۱۳۷۲ش۔

۲۲) عُدّۃ الُاصول، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۱، مؤسّسۃ آل البیت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۳ق۔

۲۳) الغَیبَہ، ... (۳۸۵-۴۶۰ق) ط مکتبہ نینوی الحدیثہ، طہران.

۲۴) من لایحضرہ الفقیہ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق.

۲۵) .الفہرست، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق۔

۲۶) الکافی، محمّد بن یعقوب بن إسحاق کلینی (م ۳۲۹ق)، ط دار صعب ودار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ق۔

۲۷) کشف الغمّۃ، علی بن عیسی بن ابی الفتح إربلی (م ۶۹۲ او ۶۹۳ق)، ط مکتبۃ بنی ہاشم، تبریز، ۱۳۸۱ق۔

۲۸) کمال الدین وتمام النعمۃ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاسلامیّہ، ۱۳۹۵ق۔

۲۹) مجمع الرجال، عنایۃ اللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط۱، مکتبہ إسماعیلیان، قم۔

۳۰) المحاسن، احمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط دار الکتب الاسلامیّہ، ۱۳۷۱ش.

۳۱) مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، محمّد باقر بن محمّد تقی مجلسی (م ۱۱۱۱ق)، ط دار الکتب الاسلامیّۃ، ۱۴۰۴ھ۔

۳۲) معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، ابو القاسم بن علی اکبر موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)، ط بیروت ۱۴۰۳ق۔

۳۳) مقباس الہدایۃ، عبد اللہ مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)، ط۱، مؤسّسۃ آل البیت لإحیاء التراث، قم، ۱۴۱۱ق۔

۳۴) مقدمۃ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری (م ۶۴۳ق)، ط۱، دار الکتب العلمیّۃ، بیروت ۱۴۱۶ق۔

۳۵) المناقب، رشید الدین محمّد بن علی بن شہر آشوب، (م ۵۸۸ق)، ط مکتبہ علّامہ، قم.

۳۶) منتقی الجمان فی الأحادیث الصحاح والحسان، جمال الدین حسن بن زین الدین عاملی (فرزند شہید ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)، ط۱، مؤسّسۃ النشر الإسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق۔

۳۷) ہدایۃ المحدّثین إلی طریقۃ المحمّدین، محمّد امین بن محمّد علی کاظمی (قرن ۱۱)، ط مکتبہ آیۃ ... مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۵ق.

۳۸) الاحتجاج، احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی (قرن سادس)، ط مکتبۃ النعمان، نجف، ۱۳۸۶ق۔

۳۹) احوال الرجال، إبراہیم بن یعقوب جوزجانی (م۲۵۹ھ)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ.

۴۰) الأدب المفرد، محمد بن إسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)، ط نشر عالم الکتب، بیروت ۱۴۰۵.

۴۱) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)، ط دار النہضۃ، مصر.

۴۲) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن اثیر، علی بن ابی الکرم، (ت ۶۳۰)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۴۳) الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، عسقلانی،احمد بن علی بن حجر (ت ۸۵۲ق)،ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۴۴) الأمالی -ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (ت ۴۶۰ق)، مؤسسۃ البعثۃ، قم ۱۴۱۴ھ۔

۴۵) الأمالی - محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی (ت ۳۸۱ق)، ط مؤسسۃ الأعلمی، بیروت ۱۴۰۰ق.

۴۶) بحار الأنوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۰ق)،ط مؤسسۃ الوفاء، بیروت ۱۴۰۳ق۔

۴۷) بغیہ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط المکتبہ العصریۃ، صیدا، بیروت ۱۳۸۴ق۔

۴۸) تاریخ الاسلام ،ابو عبد اللہ شمس الدین محمد،ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷۔

۴۹) تاریخ اسماء الثقات ، ابن شاہین،ابو جعفر عمر بن احمد بن عثمان (ت ۳۸۵ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶.

۵۰) تاریخ البخاری ، ابو عبد اللہ اسماعیل بن ابراہیم جعفی بخاری (ت ۲۵۶ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷۔

۵۱) تاریخ بغداد ، ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۵۲) تاریخ الثقات ، احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی (ت ۲۶۱ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۵

۵۳) تاریخ خلیفۃ بن خیاط (ت ۲۴۰ق)، ط دار طیبہ، الریاض ۱۴۰۵۔

۵۴) تاریخ الدارمی ، ابو سعید عثمان بن سعید بن خالد تمیمی دارمی (ت ۲۸۰ق)، دار المأمون للتراث، بیروت ۱۴۰۰۔

۵۵)	تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ق)، ط دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ق.

۵۶)	تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، إبوحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳ق.

۵۷)	تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، عبد الرحمٰن بن إبی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۷ق.

۵۸)	تذکرة الحفاظ، إبو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ق.

۵۹)	تذہیب تہذیب الکمال ، صفی الدین إحمد بن عبد اللہ خزرجی، ط مکتبہ القاہرة، مصر ۱۳۹۲ق.

۶۰)	تقریب التہذیب ، إحمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۳۸۰ق.

۶۱)	تہذیب الکمال فی إسماء الرجال، جمال الدین إبوالحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۳.

۶۲)	الجرح والتعدیل، إبو محمد عبد الرحمٰن بن إبی حاتم محمد بن إدریس بن منذر تیمی حنظلی رازی (ت ۳۲۷ق)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۵۲م.

۶۳)	جمہرة اللغة ، إبو بکر محمد بن حسن بن درید (ت ۳۲۱ ق)، ط دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۷م.

۶۴)	حلیة الأولیاء، إبو نعیم إحمد بن عبد اللہ إصفہانی (ت ۴۳۰ ق)، ط دار الفکر، بیروت.

۶۵)	خصائص إمیر المؤمنینؑ، إحمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ق)، ط نینوی طہران، وط الکویت، مکتب المعلی ۱۴۰۶ق.

٦٦) ذکر اسماء التابعین و من بعد ہم، علی بن عمر بن احمد دار قطنی (ت ۳۸۵ق)، ط مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰٦ھ.
٦۷) رجال صحیح البخاری، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری کلاباذی (ت ۳۹۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ق.
٦۸) رجال صحیح مسلم، احمد بن علی بن منجویہ اصبہانی (ت ۴۲۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۷ق.
٦۹) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، محمد عبد الحیی لکنوی ہندی (ت ۱۳۰۴ق)، ط ۳، مکتبہ المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ۱۴۰۷ق.
۷۰) سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰٦ق.
۷۱) شذرات الذہب، ابو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ق)، ط دار احیاء التراث العربی، بیروت.
۷۲) الصواعق المحرقۃ، احمد بن حجر ہیتمی مکی (ت ۹۷۴ق)، ط مکتبہ القاہرۃ، ۱۳۸۵ق.
۷۳) طبقات الحفاظ، عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ق.
۷۴) الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ق)، ط دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۴۰۵ق.
۷۵) العبر فی خبر من غبر، ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.
۷٦) العلل و معرفۃ الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ق، و مؤسسۃ الکتب الثقافیہ.

۷۷)　الکامل فی التاریخ،ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ق)،ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ق.

۷۸)　الکامل فی ضعفاء الرجال،ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی (ت ۳۶۵ق)،ط دار الفکر، ط بیروت، ۱۴۰۹ق.

۷۹)　کتاب الثقات، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)،ط دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ق.

۸۰)　کتاب الضعفاء الکبیر، محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی مکی (ت ۳۲۲ق)،ط ا، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴.

۸۱)　کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ،احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۹ھ.

۸۲)　لسان المیزان - شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق)، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۷ق.

۸۳)　المجروحین، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۲ق.

۸۴)　مختصر تاریخ دمشق،ابن منظور، محمد بن مکرم (ت ۷۱۱ق)، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ق.

۸۵)　مستدرکات علم رجال الحدیث، شیخ علی نمازی شاہرودی (ت ۱۴۰۵ق)ط مصنف، تہران.

۸۶)　المعرفۃ والتاریخ،ابو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ق)، مطبعۃ الارشاد، بغداد.

۸۷)　-المعین فی طبقات المحدثین ،ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، دار الکتب العلمیۃ.

۸۸)　المغنی فی ضبط اسماء الرجال، محمد طاہر بن علی ہندی (ت ۹۸۶ق)، دار الکتاب ۱۳۹۹ ق.

۸۹)　الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم بن احمد شہرستانی (ت ۵۴۸ ق)، الشریف الرضی، قم.

۹۰)　میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذہبی (ت ۷۴۸ھ)، دار إحیاء الکتب العربیۃ، مصر.

۹۱)　الوافی بالوفیات ،صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۴ھ)، دار النشر فرانز شتایز.

۹۲)　وفیات الأعیان ،ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ھ)، دار الثقافۃ، بیروت.

۹۳)　وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ھ)، مکتبہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ھ.

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقه

علم عقائد

علم رجال*

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ جو مذہب جعفریہ اور مکتب اہل بیتؑ کے عنوان سے سے معروف ہے اس کی مذکورہ موضوعات میں خالص علمی میراث کی نشر واشاعت کیلئے چودہ صدیوں میں جلیل القدر علماء اور اصحاب نے اقدام فرمایا۔

دور حاضر کے تقاضوں کے مد نظر معصومینؑ کے فرامین اور ان کے ماننے والوں کی علمی میراث کو زندہ کرنے کیلئے کوشش کی گئی ہے۔